یاایھا الذین اٰمنوا قوا انفسکم واھلیکم نارا (التحریم)

اِصلاحُ البُیوت

الکتاب والسنّة

تالیف: فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عبّاس صدّیق کھوکھر

تہذیب: عبدالجبّار السلفی ایم اے

محمدی پبلشنگ اینڈ کیسٹ ہاؤس

18- اردو بازار لاہور۔ فون: 7223046

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا (التحریم)

اصلاح البیوت

یعنی

گھریلو زندگی پُرسکون بنانے کے لیے آئیڈیل

تالیف:

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عباس صدیق کھوکھر،

پرنسپل اسلامک ایجوکیشن انسٹیٹیوٹ (مہتنانوالا) دیپالپور

تہذیب: عبدالجبار السلفی ایم اے (عربی)

پنجاب یونیورسٹی لاہور

ماجستیر علوم اسلامیہ (وفاق) پاکستان

ناشر: محمدی پبلشنگ اینڈ کیسٹ ہاؤس، ۱۸۔ اردو بازار لاہور فون ۷۲۲۳۰۴۶

نام کتاب

اصلاح البیوت

تالیف

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عباس صدیق کھوکھر
پرنسپل اسلامک انسٹی ٹیوٹ (ہلالی) پالپور

تہذیب

ابو مسعود عبد الجبار السلفی ایم۔اے

کمپوزنگ ________ عبدالقدوس

تعداد ________ 2000

اشاعت دوم ________ 2003

ناشر ________ محمدی پبلشنگ اینڈ کیسٹ ہاؤس 18-اردو بازار لاہور 7223046

خاص ایڈیشن قیمت ________ 200

عام ایڈیشن قیمت ________ 120

ملنے کے پتے

① دارالاندلس مرکز القادسیہ چوبرجی لاہور ② مکتبہ دارالسلام اردو بازار لاہور ④ فیض اللہ اکیڈمی
③ اسلامی اکادمی اردو بازار لاہور ⑥ مکتبہ اسلامیہ حاجی آباد نزد جامعہ سلفیہ فیصل آباد
⑤ مکتبہ اہل حدیث امین پور بازار فیصل آباد ⑦ طارق اکیڈمی بھوانہ بازار فیصل آباد
⑧ مرزا بک ڈپو مین بازار دیپالپور ⑨ غزالی قرآن ہاؤس ریلوے روڈ حویلی لکھا
⑩ مکتبہ اہلحدیث کورٹ روڈ کراچی ⑪ دارالفرقان۔ الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

فہرست

اصــلاح البــیوت میں
ایمان افریں اور عبرت آموز واقعات

- حضرت ایوب علیہ السلام اور ان کی وفادار بیوی کا ذکر خیر
- حضرت اسماء بنت ابی بکر الصدیق کا ذکر خیر
- حضرت ام سلیم انصاریہ کی دانائی اور سلیقہ مندی
- صالحہ بیوی کی اپنے خاوند کو زرّیں نصیحتیں
- رضا بالقضاء کا سبق آموز واقعہ
- مومنہ خاتون کی بے نظیر استقامت
- اللہ کے پاکیزہ نام کی برکت
- شیطان لعین کی حیرتناک کارستانیاں
- طمّاع اور لالچیوں کی ہلاکت کا سبق آموز واقعہ
- حاسد کا عبرت آموز انجام
- متکبر حکمران، گداگر کیسے بنا
- غیبت سے بچنے والے اسلاف کرام
- ایماندار بچوں کے مشرکین کے بتوں سے مسخرے
- مکھن اور بچہ
- ایمان دار بچہ اور ظالم حکمران
- والدہ کے نافرمان کا عبرتناک انجام
- ڈکیتیوں کی توبہ
- والدہ سے حسن سلوک کے بے مثال انعام
- قرض دار اور قرض خواہ کا عجیب واقعہ
- حضرت عمر کا ایفائے عہد
- حضرت موسیٰ اور گنہگار کی توبہ
- مینڈک اور بچھو اور شرابی کا عجیب قصہ

فاضل مولف اوران کی تالیف

(قاری روح الامین محمد سعود فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ نیو گارڈن ٹاؤن لاہور)

وَ كَمْ لِلّٰهِ مِنْ لُطْفٍ خَفِيّ
يَدُقُّ خِفَاءُهُ عَنْ فَهْمِ الذَّكِيّ

فضیلۃ الشیخ حافظ محمد عباس صدیق کھوکھر فاضل جامعہ لاہور الاسلامیہ ماڈل ٹاؤن لاہور کے متعلق کسی فرد بشر کے وہم وگمان میں بھی نہ تھا کہ سفید پوش زمیندار کے گھر جنم لینے والا یہ نوجوان کسی دن علوم اسلامیہ کا فاضل استاد بنے گا لیکن قرآن کی برکت اور والدین کی دعائیں اور اساتذہ کی کاوشیں رنگ لائیں اور موصوف اسلامی علوم وفنون کے سکالر بن کر جامعہ قدس چوک دالگراں لاہور کے استاد مقرر ہو گئے اور وہاں ستارہ اقبال چمکا تو امیر قطر کے چچا شیخ ناصر بن حمد (مرحوم) کے ترجمان مقرر ہو گئے اوران کے ساتھ عرصہ دراز تک مختلف ممالک کے دورے کرتے رہے۔

چنانچہ اس عرصے میں آپ نے جرمنی، لبنان، لندن، ترکمانستان، مراقش، متحدہ عرب امارات، سعودیہ، شام، مصر اور دیگر ممالک کی طرز معاشرت کا مشاہدہ کیا اور اس نتیجہ پر پہنچے کہ دینداری کے اعتبار سے آج بھی پاکستان کے لوگ دوسرے ممالک کے لوگوں سے اچھے ہیں لیکن مخفی قوتیں ایک خاص منصوبے کے تحت انھیں بھی بے حیائی اور افراتفری اور قتل وغارت کے خونیں سمندر میں غرق کرنے کے لیے کوشاں ہیں اور انھوں نے عالیشان کوٹھیوں اور شاندار بنگلوں اور عام گھروں میں کیبل نیٹ ورک، ڈش انٹینا اور وی سی آر داخل کر کے جزوی کامیابی بھی حاصل کر لی ہے اور حیا دار اور پردہ دار

گھرانوں کے نوجوان بچے اور بچیاں جنسی بے راہ روی کا شکار ہونے لگے ہیں اور پرسکون گھر بڑی تیزی کے ساتھ لوٹ کھسوٹ اور چورا کاری اور قتل ڈکیتی کا نشانہ بنتے جارہے ہیں۔

چنانچہ مؤلف موصوف نے اس سیلاب کے آگے بند باندھنے کی غرض سے اصلاح البیوت تالیف فرمائی جواس لائق ہے کہ ہر گھر میں پڑھی جائے۔ کیونکہ اس میں گھروں کو جہنم زار بنانے والے اسباب کی نشان دہی کر کے ان سے بچنے کی تلقین کی گئی ہے اور گھر کو جنت بنانے والے وسائل کو تفصیلاً بیان کیا گیا ہے اور انھیں اختیار کرنے کی وصیت کی گئی ہے۔

راقم الحروف اس نافع خلائق تالیف کی ادبی خدمت کر کے خوشی محسوس کر رہا ہے کہ اسے بھی اس کام میں حصہ ڈالنے کا موقع ملا چنانچہ اس کتاب کا یہ دوسرا ایڈیشن تسہیل و تشکیل، تبویب وتہذیب، سلالت وروانی، شستگی اور صفائی میں اپنی مثال آپ ہے اس کی تیاری میں مولف کا خون جگر بھی شامل ہے اور خلوص نیت بھی، تبھی تو عوام نے اسے ہاتھوں ہاتھ لیا اور پہلا ایڈیشن بڑی جلدی ختم ہو گیا اب اس کا دوسرا ایڈیشن اپنی مذکورہ بالا خوبیوں کے ساتھ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ پڑھیں اور بیوی، بچوں کو پڑھائیں اور ﴿ یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا قُوْۤا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِیْكُمْ نَارًا ﴾ کے تحت اپنے گھروں کے ماحول کو درست کر کے جنت نظیر بنادیں۔

(عبداللہ المذنب

روح الامین محمد سعود

۲۳/۲/۲۰۰۳

پیش لفظ

"مولانا عبد الجبار سلفی ایم اے عربی پنجاب یونیورسٹی لاہور"

الحمد للہ رب العالمین و الصلوۃ والسلام علی سید الانبیا والمرسلین و علی آلہٖ و اصحابہ و اهل بیتہٖ اجمعین. اما بعد:

آج کل دو امور سے بے اعتنائی کی وجہ سے پورا معاشرہ خلفشار کا شکار ہے ایک تو رشتہ ناتا کرتے وقت یہ نہیں دیکھا جاتا کہ لڑکا یا لڑکی دیندار، ملنسار، حیادار، ہمدرد اور غمگسار بھی ہے کہ نہیں بلکہ صاف لفظوں میں اشتہار دے دیا جاتا ہے کہ لڑکی بی اے پاس ہے اس کے لیے گریڈ نمبر ۱۷ کا ڈاکٹر یا پروفیسر یا انکم ٹیکس کا افسر درکار ہے جس کا نتیجہ چند دنوں یا مہینوں میں دنگا فساد اور طلاق یا قتل کی صورت میں سامنے آتا ہے۔

دوسرا یہ کہ گھر بناتے یا خریدتے وقت اس کا حدود اربعہ اور اس کی ظاہری خوب صورتی اور اٹھنے بیٹھنے کی سہولیات مدنظر رکھی جاتی ہیں لیکن اس کے اندرونی ماحول کو خوبصورت اور پر سکون بنانے کی ضرورت نہیں سمجھی جاتی جس کا نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ اخبارات میں خبریں شائع ہوتی ہیں کہ بیوی نے آشنا سے مل کر خاوند کو بنگلے میں ہی ابدی نیند سلا دیا، بھائی نے بہن کو یا بیٹی نے باپ کو قتل کرا دیا اور بیٹے نے ماں کو موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس طرح کی صورتحال کا سبب یہ ہے لوگ گھر تو بنا لیتے ہیں لیکن اس کی اندرونی اصلاح کی طرف توجہ نہیں کرتے بلکہ گھروں کو جھوٹ، غیبت، چغلی، فحاشی اور بے حیائی کی آماج گاہ بنا لیتے ہیں بلکہ بڑے شوق سے گھروں میں بدکاری، شراب نوشی قتل اور ڈکیتی کے وسائل یعنی ٹی وی۔ ڈش انٹینا اور کیبل نیٹ ورک سجا لیتے ہیں جنھیں دیکھ دیکھ کر سلیم الفطرت اور حیادار بھائی بہنیں اور بیٹے بیٹیاں شراب نوش اور بدکار بن

جاتی ہیں اور اپنے اپنے آشناؤں کے ہاتھوں اپنے والدین اور بھائیوں کو قتل کرا دیتی ہیں۔

برادر عزیز محترم حافظ محمد عباس صدیق کھوکھر پرنسپل اسلامک انسٹی ٹیوٹ (مبخانوالہ) دیپالپور نے اس صورتحال کا بغور جائزہ لیا اور گھروں کو ایسی ضلالتوں اور خباثتوں سے پاک کرنے کے لیے **"اصلاح البیوت"** تالیف کی۔ یہ کتاب اپنے مواد کے اعتبار لاجواب اور بے نظیر کتاب ہے کتاب کے پہلے ایڈیشن میں ادبی اور اعرابی تسامحات تھیں جنھیں اس ایڈیشن میں درست کر دیا گیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان کی اخلاص بھری کتاب کو قبولیت عامہ نصیب فرمائے اور اسے خاص و عام لوگوں کے لیے نفع مند بنائے اور اس کی کمپوزنگ، ڈیزائینگ، پبلشنگ اور ریوائزنگ میں حصہ لینے والوں کو بھی اجر جزیل عطا فرمائے۔

وَيَرْحَمُ اللهُ عَبْدًا قَالَ آمِينَا

فقیر الی اللہ الغنی

ابو مسعود عبد الجبار سلفی

۲۰۰۳/۷/۲۷

عرض مؤلف

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَفْضَلِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْن............اَمَّا بَعْد!

معزز قارئین کرام! آپ کے زیر مطالعہ کتاب "**اصلاح البیوت**" خالصتاً اسلامی اصولوں اور کتاب وسنت کی روشنی میں، معاشرہ کی اصلاح کے لیے تحریر کی گئی ہے۔مختلف مما لک میں، مختلف قوموں کی تہذیب وتمدن کے مطالعہ کے بعد میں نے یہ محسوس کیا کہ مسلمان معاشرہ کے قیام کے لیے ایک ایسا آئیڈیل طرز زندگی پیش کروں جو ہر خاص وعام، امیر وغریب مرد وزن کے لیے مشعل راہ ثابت ہو۔اوران کی دنیوی واخروی نجات کا باعث ہو۔

قارئین کرام سے استدعا ہے کہ اس کتاب میں جو چیز دین حق کے مطابق ہو، اسے مشعل راہ سمجھ کر تھام لیں اور اسے محض فضل خداوندی سمجھیں۔اور جو چیز غلط نظر آئے اس کی نسبت ہماری طرف کر کے ہمیں اس کی اصلاح کی طرف متوجہ کریں تاکہ ہم آئندہ ایڈیشن میں اسکی اصلاح کر سکیں مزید برآں میرے لیے اور میرے والدین اور معاونین کے لیے دنیا وآخرت میں سرخروئی کی دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں دینی ودنیاوی فتنوں سے محفوظ رکھے اور ہمیں کتاب وسنت کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق بخشے۔آمین۔

خادم الاسلام والمسلمین

محمد عباس صدیق کھوکھر (کان اللہ لہٗ)

۵-۷-۲۰۰۳

پیش لفظ طبع اوّل

معاشرے کی اصلاح کے لیے افراد کی اصلاح ضروری ہوتی ہے، اس لیے کہ افراد ہی کے مجموعے کا نام معاشرہ ہے چند افراد کے باہم خونی رشتوں سے کنبہ تشکیل پاتا ہے، پھر خاندان اور معاشرہ معرض وجود میں آتا ہے، معاشرے کی اصلاح کے لیے کتاب و سنت کی روشنی میں حافظ محمد عباس صدیق کھوکھر صاحب نے اصلاح البیوت کے نام سے جو کتاب تالیف کی ہے انتہائی مستحسن قدم ہے آئیڈیل زندگی سے مراد گھروں کی عمارات کی تزئین و آرائش نہیں، بلکہ گھروں میں بسنے والے افراد کے عقائد و اعمال کی درستگی ہے اس لیے کہ عقیدے کی درستگی کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں۔ گھر میں سب سے بلند مرتبہ والدین کا ہوتا ہے والدین کے حقوق کی پہچان اور ان کی ادائیگی، حقوق الزوجین، اولاد کی تربیت اور ان کے حقوق و فرائض اور ہمسایوں، رشتہ داروں اور دوستوں کے حقوق ادا کرنے کی اسلام نے بہت زیادہ تاکید فرمائی ہے۔ اس دور میں لوگ ان رشتوں کے تقدس کو بھول چکے ہیں۔ ذاتی اغراض اور خواہشات نفسانی کی تکمیل میں ایک دوسرے سے دور ہوتے جا رہے ہیں ایسے حالات میں زیر نظر کتاب روشنی کا مینار ہے۔

اہل خانہ کی اصلاح و تربیت ہر انسان پر لازم ہے مذکورہ کتاب کے مطالعہ سے یہ مقصد بہت حد تک پورا ہو جائے گا۔ اس کتاب کی کمپوزنگ میں بھائی عبد القدوس نے پوری جانفشانی سے محنت کی اللہ کریم ان کی اس سعی کو قبول فرمائے۔

خیر اندیش

پروفیسر عبد الرحمن لدھیانوی

ڈائریکٹر کالجز پنجاب پاکستان

مقدمۃ الکتاب

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَ نَسْتَغْفِرُہٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَ مِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَ مَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنْ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ نَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدً عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ اَمَّا بَعْد:........... اللہ رب العزت نے ارشاد فرمایا:

﴿وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمْ مِنْ بُیُوْتِکُمْ سَکَنًا ......الایۃ﴾ [سورۃ نحل: ۸۰]

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں کو تمہارے لیے سکون کی جگہ بنایا۔''

امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اس کے گھر کو بڑی نعمت بنایا ہے کیونکہ اس میں انسان اپنی زندگی کو محفوظ رکھتا ہے۔ [1]

لٰہذا گھر انسان کی پیدائش کی جگہ اور اس کے آرام وسکون کا مرکز ہے اور اپنے خاندان کیساتھ وقت گزارنے کے لیے اعلیٰ مقام ہے اور اس کی خلوت (Praivacy) کی جگہ ہے۔ الغرض تمام مصائب و آلام سے چور ہو کر انسان کو آخر اپنے گھر ہی میں سکون نصیب ہوتا ہے۔ گھر ہی انسان کی بیوی بیٹیوں کے لیے پردہ کی ضمانت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاھِلِیَّۃِ الْاُوْلٰی......﴾

[سورۃ الاحزاب: ۳۳]

''اپنے گھروں میں رہا کرو (صرف بقدر ضرورت باہر جا سکتی ہو) دور جاہلیت کی عورتوں کی طرح اپنی زیب وزینت ظاہر مت کرو'' [2]

---

[1] ابن کثیر ...... [2] ابن کثیر

امام مجاہد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جو عورت گھر سے باہر نکل کر مردوں کے آگے چلتی ہے وہ دور جاہلیت والا کام کرتی ہے۔ [1]

عورت کی اصل جائے قرار، اس کی عظمت و آبرو کی ضمانت، اس کے گھر کی چار دیواری کے اندر کی زندگی ہے۔ گھر، اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت ہے۔ اس نعمت کی قدر ان سے معلوم کرو جن کے پاس گھر نہیں یا ان لوگوں سے پوچھو جو لوگ فٹ پاتھ پر سوتے ہیں، یا ان پناہ گزینوں سے جو جنگوں کے سبب عارضی خیموں میں وقت گزار رہے ہیں یا ان لوگوں سے جو بغیر گھر کے کھلے آسمان تلے وقت گزارتے ہیں، یا ان کرایہ داروں سے جنھیں مالکان آئے روز مکان خالی کرنے پر مجبور کرتے ہیں تب آپ کو گھر کی قدر و قیمت کا اندازہ ہو جائے گا۔

بنو نضیر کے یہودیوں سے جب اللہ تعالیٰ نے انتقام لیا تو ان کو سزا کے طور پر گھر جیسی نعمت سے محروم کر دیا حتی کہ آج تک یہودیوں کو ٹھکانا نصیب نہیں ہوا اور نہ ہوگا اگر کسی کے ذہن میں یہ سوال آئے کہ اسرائیل الگ ملک کی حیثیت سے آباد ہے تو جواب یہ ہے کہ اصل میں یہ زمین فلسطین کی ہے اگرچہ بعض اسلام دشمنوں کے تعاون سے یہودیوں نے اس زمین پر قبضہ کر لیا ہے تو یہ ان کی ملکیت کی دلیل نہیں بلکہ کسی نہ کسی دن ان کو ضلالت و رسوائی کے ساتھ مسلمانوں کی زمین چھوڑنی پڑے گی (ان شاء اللہ) کیونکہ یہ غاصب ہیں اور غصب کی ہوئی چیز اصل مالک کا حق ہوتی ہے۔ دنیا و آخرت میں عزت اللہ اور اس کے رسول اور مومنین کے لیے ہے۔ ذلت حقارت رسوائی یہود و نصاریٰ کا مقدر ہے۔ [2]

---

[1] تفسیر ابن کثیر، ج:۳، ص:٦٤ ...... [2] یسئلونك فی الدین والحیاۃ دکتور استاذ جامعۃ الازھر القاھرہ

گھر کے فوائد

پہلا فائدہ......گھر کے ذریعے انسان اپنے آپ کو اور اپنے اہل خانہ کو جہنم کی آگ سے بچاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾[سورة تحريم]

''ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچاؤ۔''

جب انسان گھر جیسی نعمت سے محروم ہو تو وہ گھر والوں کی اسلام کے مطابق تربیت کیسے کر سکتا ہے؟ لہٰذا گھر والوں کی تربیت کے لیے گھر کا ہونا ناگزیر ہے۔

دوسرا فائدہ......ذمہ داری کو نبھانا: ارشاد نبوی ہے:

((قَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰى سَائِلٌ كُلَّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ اَحَفِظَ ذَالِكَ اَمْ ضَيَّعَهُ يُسْئَلَ الرَّجُلُ عَنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ)) [1]

''جس چیز کا کسی کو اللہ تعالیٰ نے ذمہ دار بنایا ہے، قیامت کے دن سوال کیا جائے گا کہ اس نے اس چیز کا حق ادا کیا یا ضائع کیا تھا۔ یہاں تک کہ آدمی سے اس کے گھر والوں کے متعلق بھی پوچھا جائے گا۔''

انسان کے بیوی بچے اگر خلاف شریعت زندگی گزارتے ہیں اور گھر کا سربراہ اس کی پرواہ نہیں کرتا تو اولاد بیوی بچے اس آدمی کو جہنم میں لے جانے کا سبب بن جائیں گے، اس ذمہ داری کو نبھانے کے لیے بنیادی مرحلہ گھر ہی ہے۔ اور گھر ہی نعمت رب جلیل ہے۔

---

[1] رواہ النسائی

تیسرا فائدہ...... گھر ہی انسان کی جان کی حفاظت، اس کے ایمان کی حفاظت، مال و اولاد کی حفاظت اور فتنوں کے دور میں تمام قسم کی برائیوں سے حفاظت کی ضمانت ہے۔ حدیث نبوی ہے:

((طُوبٰی لِمَنْ مَلَكَ لِسَانَهٗ وَ وَسِعَهٗ بَيْتُهٗ وَ بَكٰى عَلٰى خَطِيْئَتِهٖ)) [۱]

''مبارک ہو اس شخص کو جس کی زبان اس کے کنٹرول میں ہو اور اس کا گھر اس کے لیے کافی ہے۔ وہ (ندامت و شرمندگی کی بنا پر) اپنی غلطیوں پر روئے دنیا و آخرت میں ایسا انسان خوش نصیب ہوگا۔''

ایک دوسری حدیث میں ہے:

((خَمْسٌ مَنْ فَعَلَ وَاحِدَةً مِنْهُنَّ كَانَ ضَامِنًا عَلَى اللّٰهِ۔ مَنْ عَادَ مَرِيْضًا، اَوْ خَرَجَ غَازِيًا، اَوْ دَخَلَ عَلٰى اِمَامِهٖ يُرِيْدُ تَعْزِيْرَهٗ وَ تَوْقِيْرَهٗ۔ اَوْ قَعَدَ فِیْ بَيْتِهٖ فَسَلِمَ النَّاسُ مِنْهُ وَ سَلِمَ مِنَ النَّاسِ)) [۲]

''پانچ کاموں میں سے جس نے ایک کام بھی کر لیا تو وہ انسان اللہ کی ضمانت میں ہوتا ہے ان میں سے جس نے بیمار کی عیادت کی یا وہ غزوہ کے لیے نکلا یا وہ اپنے امام کی عزت و توقیر کرنے کی نیت سے نکلا یا وہ اپنے گھر میں بیٹھا رہا تاکہ لوگ اس سے سلامت رہیں اور وہ لوگوں سے سلامت رہے کیونکہ فتنہ و فساد کے وقت انسان کو اپنا ایمان بچانا مشکل ہو جاتا ہے۔ گھر سے باہر انسان کسی کی غیبت کرے گا۔ یا چغلی کرے گا، یا سنے گا یا دوسری برائیوں میں طوعاً و کرہاً شریک ہوگا ہر دو صورت میں انسان کی بربادی ہے۔ ایسے حالات میں گھر ایک محفوظ قلعہ ہوتا ہے اس بات کی اہمیت اس وقت ہوتی ہے جب ایک شریف انسان کسی ایسے معاشرے میں وقت گزارتا ہو جہاں کوئی جگہ برائی سے خالی نہ ہو، حرام کی نظر سے

---

[۱] رواہ الطبرانی فی الاوسط...... [۲] رواہ احمد

بچنا مشکل ہو، اپنے بیوی بچوں کو بری سوسائٹی سے بچانا مشکل ہو، بیوی کو زمانہ اور برادری کی رسم ورواج سے بچانا، بے پردگی سے بچانا مشکل ہو، وہاں گھر میں ہی رہ کر برائیوں سے انسان کی نجات ممکن ہے۔

چوتھا فائدہ...... زندگی گزارنے کے لیے، سردی سے بچاؤ، سخت گرمی سے بچاؤ، بارشوں سے بچاؤ، فراغت کے اوقات گزارنے کے لیے گھر ہی انسان کے لیے جائے پناہ ہے۔

پانچواں فائدہ...... گھر کی سب سے زیادہ اہمیت اس بات سے عیاں ہے کہ ہر گھر معاشرہ کے لیے مکان میں اینٹ کی طرح ہوتا ہے جس طرح عمارت کی ایک ایک اینٹ کا درست ہونا ضروری ہے اس طرح ہر گھر کا اسلامی طرز سے زندگی گزارنا، معاشرہ کی اصلاح کے لیے ضروری ہے جب ہر گھر اپنی اخلاقی معاشرتی، دینی، قومی، ذمہ داری سے نبردآزما ہوگا تو یقیناً ایسا معاشرہ وجود میں آئے گا جہاں نیکی کا ہر کام کرنا ممکن ہوگا اور برائی کے اسباب کم ہوں گے خدا کی رحمتوں کا نزول ہوگا اور معاشرے میں امن وسکون ہوگا اور ہر انسان اپنے گھر میں اطمینان کی نیند سوئے گا۔[1] اپنی آخرت کے لیے اعمال صالحہ کر کے آخرت کے اصلی گھر...... جو قبر ہے...... اس کو بہتر بنائے گا جو ہمیشہ کا گھر ہے۔

اَلْمَوْتُ قَدْحٌ كُلُّ نَفْسٍ شَارِبُهَا
وَالْقَبْرُ بَابٌ كُلُّ نَفْسٍ دَاخِلُهَا

ان تمام ضروریات کے پیش نظر قرآن وحدیث، کتب سیر اور اقوال سلف سے ماخوذ نصیحتوں پر مشتمل یہ کتاب پیش خدمت ہے جس میں تحریر شدہ تمام نصیحتیں گھر کی اصلاح کے متعلق ہیں عام اختلافات سے ہٹ کر میں نے وسیع اسلامی معاشرے کی

---

[1] باب القاضی والناس علیہ راضی

تخلیق کے لیے یہ کتاب لکھی ہے اگر ہر انسان مسلمان ہونے کے ناطے سے ان چند نصیحتوں پر عمل کرے گا تو اپنے آپ کو، اپنے خاندان، بیوی بچوں کو جہنم سے بچانے کا ذریعہ بن جائے گا اللہ تعالیٰ ہم کو اسلام پر قائم رکھے اور اسلام پر موت نصیب فرمائے۔ آمین

اَسْأَلُ اللهَ الْعَظِيمَ اَنْ يَتَقَبَّلَ مِنِّىْ وَ مِنْ اَصْدِقَائِىْ وَ اَحِبَّائِىْ هٰذَا الْجُهْدَ وَ اَنْ يَنْفَعَ بِهِ اِخْوَانَنَا الْمُسْلِمِيْنَ وَ اَخَوَاتِنَا الْمُسْلِمَاتِ

فقیر الی اللہ

محمد عباس صدیق کھوکھر

پرنسپل اسلامک انسٹی ٹیوٹ

(مہتانوالہ) دیپالپور

نصیحت نمبر:۱

نکاح کے لیے نیک عورت کا انتخاب

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَانْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصّٰلِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَ اِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ......الاية ﴾ [سورۃ نور:۳۲]

''تم اپنی میں سے جوان لڑکیوں کا نکاح کر دیا کرو اور اپنے نیک غلاموں اور لونڈیوں کا بھی اگر وہ تنگدست ہوئے تو اللہ انہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا۔''

گھر کی اصلاح اور گھر کی تنظیم سازی کے لیے پہلا قدم نیک بیوی کا انتخاب ہے گھریلو زندگی کے اکثر معاملات تقریباً عورت کے ذمہ ہوتے ہیں مثلاً خاوند کے مال کی حفاظت اور بچوں کی تربیت وغیرہ۔

اس لیے ہر مسلمان کو شادی کرتے وقت چند اہم اصولوں کو سامنے رکھنا ہوگا۔

حضرت نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ کسی عورت کے ساتھ چار وجوہات کی بنا پر شادی کی جاتی ہے خوبصورتی کی وجہ سے، مال و دولت کی وجہ سے، حسب ونسب کی وجہ سے، دین کی وجہ سے، لیکن تم دینداری کو مد نظر رکھ کر عورت کا انتخاب کرو۔

((فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ))[1]

''دین دار عورت کو پسند کرو۔''

یہ میری پہلی نصیحت کا نقطہ ہے۔ جو تمام گفتگو کا محور ہے، ایک دوسری حدیث میں ہے:

((اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ))[2]

۱۔ بخاری و مسلم ......۲۔ مسلم

''دنیا ساری کی ساری (زندگی بسر کرنے کا) سامان زیست ہے اور دنیا کے (زندگی بسر کرنے کے) سامان میں سے بہتر سامان نیک عورت ہے۔''

حضرت رسول کریم ﷺ کے ایک ارشاد گرامی کا مفہوم یہ ہے کہ تمہیں اپنے اندر شکر کرنے والا دل، ذکر کرنے والی زبان پیدا کرنی چاہئے اور تمہیں مومنہ عورت منتخب کرنی چاہئے جو تمہارے دینی معاملات پر تعاون کرے۔ [1]

مذکورہ بالا اشیاء انسان کی کوشش اور اللہ کے فضل سے ممکن ہیں اسی طرح ایک دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: ''محبت کرنے والی، اولاد زیادہ پیدا کرنے والی عورت سے شادی کرو کیونکہ میں قیامت کے دن اپنی امت کی کثرت تعداد پر فخر کروں گا۔'' ((اِنِّیْ مُکَاثِرٌ بِکُمُ الْاُمَمِ))

انسان کی سعادت اور خوش نصیبی اسی میں ہے کہ اسے نیک عورت مل جائے جیسا کہ ایک حدیث نبوی ﷺ کا مفہوم یہ ہے کہ وہ انسان خوش نصیب ہے جس کو ایسی نیک عورت مل جائے کہ جب وہ اس کی طرف دیکھے تو وہ خوشی و مسرت سے اس کا استقبال کر کے اسے خوش کر دے، جب خاوند گھر نہ ہو تو اس کے مال اور اپنی آبرو کی حفاظت کرے۔ [2]

اس کے مقابلہ میں انسان کی بدنصیبی اس میں ہے کہ اسے ایسی عورت مل جائے کہ جب خاوند اس کی طرف دیکھے تو پریشانی کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو، بدزبان ہو، جب خاوند نہ ہو تو نہ مال محفوظ اور نہ عزت محفوظ۔ [3]

باخلاق، حیادار، بامروت اور دیندار

اگر منگنی کے وقت ایسی خوبیوں کی مالک عورت میسر آرہی ہو تو پھر انسان محض خاندانی عصبیت یا ذاتی اغراض باطلہ یا غیر ضروری معاملات کی وجہ سے اس عورت سے

---

[1] رواہ احمد، ج: ۵، ص: ۲۸۲ ...... [2] رواہ احمد ...... [3] رواہ ابن حبان

شادی نہ کرے تو دنیا میں فساد ہوگا جس کا سبب یہ انسان ہوگا۔ [1]

شادی کرتے وقت آپ عورت یا مرد کی دینی حالت کی تحقیق کریں کہ کس حد تک اسلام سے وابستگی ہے۔ اگر کوئی ایسا نقص جو گھر والے بیان نہیں کرتے لیکن اس کی قوم یا محلہ والے اس کے متعلق کسی سچائی کی توثیق اور خیر خواہی کے لیے آپ کو خبر دیتے ہیں تو وہ غیبت مذمومہ میں داخل نہیں ہوں گے جیسا کہ ایک حدیث نبوی ﷺ کا مفہوم یہ ہے۔

کہ فاطمہ بنت قیسؓ نے اپنی شادی کے لیے حضرت نبی اکرم ﷺ سے مشورہ کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابوجہمؓ ((ضَرَّابُ لِلنِّسَاءِ)) ''عورتوں کو مارنے والا ہے۔''

جبکہ معاویہ رضی اللہ عنہ فقیر ہے: ((لَا مَالَ لَهُ)) اس کے پاس مال نہیں ہے۔ اس حدیث سے استدلال ممکن ہے کہ سچی خبر خیر خواہی کی غرض سے دینا جائز ہے۔ [2]

اس بناء پر شریعت نے شادی سے پہلے ہونے والے میاں بیوی کا ایک دوسرے کو غیر شرعی خلوت اور کسی شرعی مخالفت کے بغیر دیکھنا مستحب قرار دیا ہے جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے لیکن ہمارا معاشرہ اپنے خاندانی رواج کو اس پر ترجیح دیتا ہے حالانکہ ان احادیث کی روشنی میں اگر ایک دوسرے کو دیکھ لیا جائے تو معاشرہ سے بہت سی خرابیاں ختم ہوسکتی ہیں جو بن دیکھے شادی کرنے سے ہوتی ہیں۔

شادی کرنے سے اللہ تعالیٰ رزق میں فراخی کردیتے ہیں صرف شادی کے لوازمات پورے کرنے کی غرض سے شادی میں تاخیر جائز نہیں کیونکہ اس کا انجام برائی کی صورت میں سامنے آتا ہے سابقہ آیت کی تشریح میں عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہے:

((اِلْتَمِسُوا الْغِنٰی فِی النِّکَاحِ)) [3]

''نکاح کے اندر مالداری طلب کرو۔''

---

[1] ماخوذ من ابن ماجہ ...... [2] بخاری و مسلم ...... [3] ابن کثیر، ج: ۳، ص: ۲۷۷

جس نکاح میں غیر اسلامی رسم و رواج اور خلاف شریعت شرطیں ہوں گی وہ نکاح بے برکت ہوگا مثلاً لڑکے کا لڑکی کے گھر شادی کے موقع پر غیر محرم عورتوں کو دیکھنا، غیر محرم عورتوں سے اختلاط کرنا۔ گروپ فوٹو بنانا۔ وغیرہ وغیرہ۔

ایسا نکاح برکت سے خالی ہوگا اور مروّجہ رسم و رواج شریعت میں قطعاً جائز نہیں ہیں۔

جس طرح مرد کو نیک عورت جو اس کے دین و دنیا کے معاملات میں تعاون کرے منتخب کرنی چاہئے اس طرح عورت، کو بھی ایسا مرد تلاش کرنا چاہئے جو متقی و پرہیز گار ہو اگرچہ غریب ہی کیوں نہ ہو کیونکہ فقر و غنٰی کا مالک صرف اللہ ہے البتہ شادی کی برکت سے رزق میں فراوانی آجائے گی۔ حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہما سے ایک آدمی نے مشورہ کیا کہ میں اپنی بیٹی کی شادی کیسے آدمی سے کروں تو حضرت حسن رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

((مِمَّنْ يَتَّقِي اللَّهَ)) ''ایسے آدمی سے شادی کرو جو صرف خوف الٰہی رکھتا ہو، متقی ہو، صاحب دین ہو اس لیے کہ خوف الٰہی رکھنے والا بیوی سے محبت کرے گا تو اسکی عزت کرے گا اگر ناراض بھی ہوگا تو عورت پر ظلم نہیں کرے گا۔[1]

نیک بیوی انسان کی زندگی کے ہر مشکل مرحلے میں تعاون کرے گی بھوکی بیٹھ کر بھی اللہ کا شکر کرے گی دین میں خاوند کا تعاون کرے گی تنگی و پریشانی میں معاون ثابت ہوگی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی

جس طرح حضرت ایوب علیہ السلام اور ان کی بیوی کے متعلق ذکر ہے کہ حضرت ایوبؑ کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت سے نوازا تھا پھر اللہ نے اپنے اس بندے کو آزمایا مال و دولت ختم کر دیا اور تمام نعمتیں چھین لیں اس صورتحال کو دیکھ کر تمام رشتہ دار ساتھ چھوڑ گئے اور

---

[1] قول الصحابی

تمام بیویاں رشتہ توڑ گئیں صرف ایک صالحہ بیوی جس کا نام رحمت تھا اس نے آپ کا ساتھ نہ چھوڑا جس کا سبب نیکی و دینداری تھا حضرت ایوب کی بیماری بہت لمبی ہو گئی بیماری کی مدت جس کے متعلق کئی اقوال ہیں۔ [1]

ایک قول یہ ہے کہ آپ سات سال چند ماہ بیمار رہے مختصراً یہ کہ جب بیماری نے طوالت پکڑ لی تو اس نیک بیوی نے عرض کی اے اللہ کے نبی اللہ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ آپ کو شفا دے۔ تو حضرت ایوب نے جواب دیا کہ میں نے ستر ۷۰ سال تندرستی میں گزارے ہیں اب حق یہ ہے کہ اگر مجھے ستر (۷۰) سال بیماری بھی آئے تو میں صبر کروں گا اس لیے تو ان کا لقب ایوب صابر ہے۔ [2]

آپ کی نیک بیوی آپ کی خدمت کرتی رہی وہ مزدوری کرتی اور ان کے لیے کھانا لاتی، ان کے جسم کو دھوتی اور اللہ کی عبادت کرتی۔ اس نے اپنی زندگی کا مقصد خاوند کی خدمت کو بنا لیا جب بیماری مزید بڑھ گئی تو لوگوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کی بیوی کو مزدوری دینے سے بھی انکار کر دیا تو انہوں نے اپنے سر کی مینڈھیاں (پراندہ) اتار کر فروخت کر کے اپنے خاوند کے لیے کھانا خریدا۔ ایسی نیک بیوی کیا اس خوشخبری کی مستحق نہیں؟ جو آپ ﷺ نے حدیث میں بیان فرمائی ہے:

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

((اَلْمَرْأَةُ اِذَا صَلَّتْ خمسها۔ صَامَتْ شَهْرَهَا۔ اَحْصَنَتْ فَرْجَهَا۔ اَطَاعَتْ بَعْلَهَا۔ فَلْيَدْخُلْ مِنْ اَيِّ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَاءَتْ)) [3]

"جونسی عورت پانچ نمازیں پڑھے، رمضان کے روزے رکھے، اپنی عزت کی حفاظت کرے، خاوند کی اطاعت کرے، وہ جنت کے جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے"

ایسی احادیث کو سامنے رکھتے ہوئے یہ سبق ملتا ہے کہ شادی کے وقت دین کو بنیاد بنانا چاہیے۔

---

[1] قصص الانبیاء ...... [2] قصص الانبیاء: ۲۷۰ ...... [3] مشکوٰۃ کتاب النکاح باب عشرۃ النساء

اگر بنیاد ہی لادینی پر ہے تو اس پر بننے والی عمارت (پیدا ہونے والی اولاد) کی کیا حالت ہو گی۔ نیک عورت یقیناً اپنے خاوند کی اطاعت کو اہمیت دے گی کیونکہ تخلیقاً عورت ناقص و کمزور ہے اس کی اسلامی تربیت بے حد ضروری ہے شیطان لعین نے جب آدم علیہ السلام کو بہکایا اور انہوں نے جب انکار کر دیا تو ابلیس جو عورت کی فطرت کو جانتا تھا حوا علیہا السلام کے پاس گیا تاکہ ان کے ذریعے سے آدم علیہ السلام کو بھٹکائے اسی لیے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَوْ لَا بَنِیْ اِسْرَائِیْلَ لَمْ یَخْنِزِ اللَّحْمَ وَ لَوْ لَا حَوَّا لَمْ تَخُنْ زَوْجَھَا الدَّھْرُ)) [1]

''اگر بنی اسرائیل چیزوں کا ذخیرہ نہ کرتے تو گوشت رکھنے کی وجہ سے کبھی بدبو دار نہ ہوتا اگر حوا علیہا السلام نہ ہوتیں تو عورت کبھی خاوند کی خیانت نہ کرتی۔''

خلاصہ کلام......شادی کرتے وقت اس اصول کو مدنظر رکھنا ضروری ہے انسان سوچے کہ میری بیوی میرے دین میں کتنا اور کس حد تک تعاون کر سکتی ہے۔ صالحہ بیوی زندگی کے ہر معاملے میں خاوند کی خدمت و اطاعت کو اپنے لیے سعادت سمجھے گی اگر عورت نیک ہو اور دولت مند بھی ہو تو پھر بھی خاوند کی اطاعت گزار ہو گی اس کی مالی و دینی معاونت کو مقدم رکھے گی۔

حضرت اسماء بنت ابو بکر رضی اللہ عنہا کا ذکر خیر

جیسا کہ اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہا جو ایک امیر آدمی کی بیٹی تھیں۔ جن کا لقب ذات النطاقین تھا ہجرت کے وقت غار کے اندر ابو بکر کے لیے اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کھانا لے کر جایا کرتی تھیں ایک دن کھانا باندھنے کے لیے کوئی کپڑا نہ تھا تو انھوں نے کھانا باندھنے کے لیے اپنے کمر بند کے دو ٹکڑے کر دیے جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا تو ذات النطاقین کہہ کر پکارا۔ جو ان کا لقب بن گیا۔ اسماء بنت ابی بکرؓ صبر مند اور

---

[1] متفق علیہ بحوالہ مشکوٰۃ

لوجہ اللہ نیک کام کرنے والی خواتین میں سے تھیں۔ [۱]

ان کے باپ ابو بکر الصدیقؓ عرب کے مشہور تاجر تھے جب بیٹی کی شادی ایک غریب آدمی (حضرت زبیر رضی اللہ عنہ) سے کردی تو اسلامی تربیت کے سبب امیر بیٹی اپنے غریب خاوند کی خدمت کرتی، گھر کا سب کام خود کرتی، کھجور کے باغ میں اپنے خاوند کی مدد کرتی، ان کے گھوڑے کی خدمت کرتی پانی بھر کے گھر لاتی، آٹا گھوندتی، حضرت اسماءؓ خود فرماتی ہیں کہ میں صرف روٹی اچھی نہیں پکا سکتی تھی لہٰذا پڑوسیوں سے روٹی پکوالیتی تھی۔ [۲]

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اپنے خاوند کے باغ میں سے جو کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے انہیں دیا تھا کھجور وغیرہ اٹھا کر گھر لاتی تھی اور وہ باغ گھر سے کئی میل کے فاصلے پر تھا۔ [۳]

سلف صالحین کی عورتوں کی حیات طیبہ پر غور کریں کہ ان پر والدین کی دینی تربیت کا اثر کس قدر تھا اور انھوں نے کس طرح تمام فاصلے مٹا کر خاوند کی اطاعت گزاری کو اپنا مشن بنایا ہوا تھا ایسی خدمت واطاعت کا جذبہ ایسی عورت میں ہی پیدا ہوسکتا ہے جس کے اندر نیکی کی صلاحیت ہو اور اس کی تربیت اسلام کے مطابق ہو، دیندار عورت آپ کے تمام معاملات میں معاون ثابت ہوگی اگر آپ اپنے گھر کو اسلامی گھر بنانا چاہتے ہیں تو قوم پرستی کو چھوڑ کر ایسی عورت سے شادی کریں جو صالحہ، مومنہ، قناعت پسند، عابدہ اور حافظہ ہو۔ نماز روزہ کی پابند ہو اور اسلامی آداب پردہ وغیرہ پر فدا ہو۔ نیز وہ بامروت، باحیاء، صاحب دین اور پاکدامن بھی ہو۔

بے نماز مرد اور عورت سے شادی نہ کیجیے

بے نماز عورت سے شادی نہیں کرنی چاہیۓ اسی طرح بے نماز مرد سے بھی شادی

---

[۱] فتح الباری ...... [۲] سیر اعلام النبلاء ...... [۳] مسلم

نہیں کرنی چاہئے کیونکہ کافر اور مسلمان کے درمیان فرق نماز ہے نماز دین کا ستون ہے۔ اسلام کی بنیاد نماز ہے۔ نماز کے بغیر انسان مسلمان نہیں جس نے نماز ہی نہ پڑھی اس کے باقی اعمال کا کوئی اعتبار نہیں خواہ وہ ظاہراً کتنے ہی اچھے اعمال کرے کیونکہ قیامت کے دن سب سے پہلے سوال نماز کا ہوگا۔ حدیث مبارکہ میں ہے:

((اَوَّلُ مَا يُحَاسَبُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ الصَّلَاةُ))

''کہ روز حشر سب سے پہلے نماز کا حساب لیا جائے گا۔''

کتاب وسنت کے دلائل سے ثابت ہے کہ بے نماز خواہ مرد ہو یا عورت وہ کافر ہے۔

((بَيْنَ الرَّجُلِ وَبَيْنَ الْكُفْرِ وَ الشِّرْكِ تَرْكُ الصَّلَاةِ)) [1]

''آدمی اور کفر کے درمیان فرق صرف نماز ہے۔''

قرآن کریم میں ہے:

﴿ فَاِنْ تَابُوْا وَ اَقَامُوْا الصَّلَاةَ وَ آتُوا الزَّكَاةَ فَاِخْوَانُكُمْ فِي الدِّيْنِ ...... الآية ﴾ [سورة التوبة:۱۱]

''اگر وہ توبہ کریں نماز قائم کریں زکوۃ دیں تو تمہارے بھائی ہیں اگر وہ نماز نہ پڑھیں تو ان سے تمہارا کوئی رشتہ نہیں۔''

شیخ صالح بن عثیمینؒ کا فتویٰ ہے کہ بے نماز کافر ہے۔ [2]

((مَنْ تَرَكَ الصَّلَاةَ مُتَعَمِّدًا فَقَدْ كَفَرَ)) [3]

''جس نے جان بوجھ کر نماز چھوڑ دی وہ کافر ہے''

قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ میں کثرت سے بے نماز کے لیے وعیدیں بیان کی گئی ہیں بے نماز کا حشر کافروں کے ساتھ ہوگا بلکہ جہنم میں داخلے کا سبب ﴿ لَمْ نَكُ مِنَ الْمُصَلِّيْنَ ﴾ نماز نہ پڑھنا ہوگا بعض فتاویٰ میں بے نماز کے لیے بخشش کی دعا کی ممانعت بیان کی گئی ہے۔ بے نماز کی نفلی عبادت بھی قابل قبول نہیں۔

---

[1] مسلم و مسند احمد ...... [2] فتاوی اسلامیہ، ج:۱، ص:۳۷۱ ...... [3] بخاری و مسلم

حرمین الشریفین سعودی عرب کی مستقل دینی کونسل کے رئیس شیخ عبداللہ بن باز رحمۃ اللہ علیہ کا فتویٰ ہے کہ بے نماز کافر ہے۔ [۱]

ان کی دلیل حدیث نبویؐ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْعَهْدُ الَّذِیْ بَیْنَنَا وَ بَیْنَهُمْ الصَّلَاةُ فَمَنْ تَرَكَهَا فَقَدْ كَفَرَ)) [۲]

''ہمارے اور کافروں کے درمیان عہد نماز ہے۔جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے کفر کیا۔''

بے نماز اگر نماز کے فرض ہونے کا انکار کرے تو بالاتفاق کافر ہے اگر سستی کی وجہ سے نہ پڑھے لیکن فرضیت کا قائل ہو تو صحیح اقوال کے مطابق کافر ہے۔ [۳]

اسی طرح سعودی عرب کی فتویٰ دینے والی کمیٹی کے تمام علماء کا فتویٰ ہے کہ بے نماز کافر ہے خواہ نماز کا انکار کرے یا چند دن پڑھے یا ہمیشہ نہ پڑھے یا نماز کو سستی کی وجہ سے نہ پڑھے۔ [۴]

بے نماز مرد وعورت کے متعلق سلف صالحین کے اقوال

امام اسحاق بن راہویہ کا قول ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے کہ نماز چھوڑنے والا کافر ہے اور صحابہ کرامؓ اسی بات پر اجماع تھا کہ بے نماز کافر ہے۔عبداللہ بن شقیقؒ کا قول ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نماز چھوڑنے والے کے علاوہ کسی کو کافر نہیں کہتے تھے۔امام ابن حزمؒ بیان فرماتے ہیں کہ حضرت عمر، عبدالرحمٰن بن عوف، معاذ بن جبل، ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم ان سب کے نزدیک بے نماز کافر ہے۔امام منذریؒ نے ترغیب الترہیب میں بعض اور صحابہ کرامؓ کے نام بھی ذکر کئے ہیں جو بے نماز کو کافر سمجھتے تھے مثلاً عبداللہ بن مسعود، عبداللہ بن عباس، جابر بن عبداللہ، ابوالدرداء، جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم ان کے علاوہ دیگر ائمہ

---

[۱] فتاوی اسلامیه، ج:۱، ص:۲۷۳ ...... [۲] اخرجه امام احمد ...... [۳] فتاوی اسلامیه

[۴] اللجنة للدائمة فتاوی اسلامیة، ج:۱، ص:۳۷٤

کرام مثلاً امام احمد بن حنبلؒ، امام اسحاق بن راہویہؒ، امام عبداللہ بن مبارکؒ، امام نخعیؒ، حکم بن عتیبہؒ، امام ایوب السختیانیؒ، امام ابوداؤد الطیالسیؒ، امام ابوبکر بن شیبہؒ، امام زہیر بن حربؒ وغیرہ ان سب کے نزدیک بے نماز کافر ہے۔ [1]

علاوہ ازیں قرآن کریم اور احادیث مصطفیٰ ﷺ میں بھی بے نماز کی بربادی و ہلاکت کے دلائل بکثرت موجود ہیں میں نے یہ چند دلائل صرف نماز کی اہمیت کے پیش نظر بیان کئے ہیں کیونکہ ہمارا معاشرہ اس فریضے کو بالکل اہمیت نہیں دیتا، بڑے بڑے گاؤں کی مسجدیں خالی رہتی ہیں اور بڑے بڑے محلوں میں چند افراد کے علاوہ پورے کے پورے گھرانے نماز نہیں پڑھتے جیسا کہ نماز ان پر فرض ہی نہیں ایسے لوگوں کو اللہ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے کیونکہ وہ اللہ جس نے ایک ایک قوم کو صرف ایک برائی کے بدلے تباہ و برباد کر دیا۔ بنی اسرائیل کو ہفتہ والے دن شکار سے منع کیا گیا لیکن وہ باز نہ آئے اس نافرمانی کے بدلہ میں اللہ نے ان کو بندر اور سور بنا دیا چنانچہ وہ تین دن تک زندہ رہے بالآخر صفحہ ہستی سے مٹا دیئے گئے اور قوم لوط اپنی لواطت کے سبب ہلاک کی گئی۔

قوم شعیب ناپ تول میں کمی کی وجہ سے ہلاک کی گئی۔ ابلیس لعین کو ایک سجدہ سے انکار کی بنا پر لعنت کا طوق ملا۔ کیا آپ اللہ سے نہیں ڈرتے؟ وہ تمہیں عذاب دینے پر قادر ہے:

﴿ اَلَمۡ یَاۡنِ لِلَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡۤا اَنۡ تَخۡشَعَ قُلُوۡبُھُمۡ ﴾

وہ وقت ابھی نہیں تو کب آئے گا کہ مومن اللہ سے ڈر جائیں؟

اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھیں کہ میں نے کتنی نمازیں چھوڑی ہیں اللہ سے توبہ کریں وہ پچھلے گناہ معاف کرنے والا ہے، بندہ توبہ کرے تو اللہ خوش ہوتا ہے۔

مذکورہ دلائل سے یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ نماز دین کی بنیاد ہے۔ شادی

---

[1] فتاوی اسلامیه، ج:۱، ص:۱۷۳ الشیخ صالح بن عثیمین

کرتے وقت ایسی عورت کا انتخاب کریں، جو نماز کی پابند ہو اسی طرح عورتوں کو چاہیے کہ وہ بے نماز آدمی کے ساتھ شادی کرنے سے انکار کریں اس لیے کہ بعض محقق علماء کے نزدیک نمازی آدمی کا بے نماز عورت سے اور بے نماز آدمی کا نمازی عورت سے نکاح نہیں ہوتا اس بات کی دلیل میں قرآن کی آیت ملاحظہ کریں:

﴿لَا هُنَّ حِلٌّ لَّهُمْ وَ لَا هُمْ يَحِلُّوْنَ لَهُنَّ ......الاية﴾ [سورۃ الطلاق] [1]

میرے مسلمان بھائیو! معاشرے کی اصلاح اس میں ہے کہ ہر گھر کا سربراہ اپنی دینی ذمہ داری پوری کرے۔ گھر کی اصلاح جو آخرت کی کامیابی کے لیے بنیادی حیثیت رکھتی ہے ایک سچی نمازی مسلمان عورت کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ تاریخ کی کتابوں اور احادیث نبویہ میں ایسی مثالیں موجود ہیں کہ مومنہ عورت کس قدر اسلام کی ترقی اور گھر کی اصلاح میں نمایاں کردار ادا کرتی تھی۔ بعض مستند کتابوں کے حوالہ سے ایک مومنہ کا ذکر کرتا ہوں تاکہ ہماری مائیں بہنیں بھی ان کی حیات کو مشعل راہ بنا کر اپنی زندگی کو سنواریں اور اپنے رب کو راضی کرلیں۔

ام سلیم بنت ملحان رضی اللہ عنہا کی بے مثال دانائی

ان کا اسم گرامی غُمیصَاء یا رُمیصَا ہے۔ ام سلیمؓ بنت ملحان انصاری خاتون تھیں اس نے اسلام قبول کرلیا اور خاوند مالک بن نضر کو اسلام کی دعوت دی لیکن وہ مسلمان نہ ہوا یہ اپنے بیٹے حضرت انس رضی اللہ عنہ کو اسلام کی تلقین کرتیں تو خاوند کہتا میرے بیٹے کو خراب مت کرو۔ جب مالک بن نضر اسلام کی دعوت سے تنگ آ کر غصے کی حالت میں گھر سے باہر جا رہا تھا تو دشمنوں نے حملہ کر کے قتل کر دیا۔ حضرت انسؓ چھوٹے تھے، ماں نے بچے کی پرورش کی خاطر شادی نہ کرنے کا فیصلہ کیا۔ جب حضرت انس رضی اللہ عنہ دس سال کے ہوئے ماں کی خدمت کی ضرورت تھی لیکن اس نے اللہ کے رسول کی خدمت

---

[1] فتاوی جات علمائے عرب

کے لیے بیٹے کو وقف کر دیا جو کہ ایک عظیم ماں کی عظیم قربانی تھی، اس دوران ابو طلحہؓ بھی اسلام نہیں لائے تھے انھوں نے ام سلیم کو شادی کی دعوت دی اور بہت زیادہ سونا اور مال بطور حق مہر دینے کا وعدہ کیا لیکن ام سلیم رضی اللہ عنہا نے بڑی عزت و جرأت سے دولت کی پروا کیے بغیر جواب دیا کہ تو مشرک ہے میں مشرک سے شادی نہیں کروں گی۔ [1]

جب ابو طلحہؓ نے انکار سنا تو بہت پریشان ہوا اور دوبارہ اس سے بھی زیادہ مال کا لالچ دیا لیکن ام سلیمؓ جو دانا مومنہ تھیں اور دنیا کا مرتبہ و مقام، عالم شباب اور ان کی آنکھوں کے سامنے رقص کر رہا تھا، انھوں نے یہ سب کچھ قدموں میں پھینک کر یہ فیصلہ کیا کہ اسلام کا قلعہ ان کے لیے دنیا کی تمام نعمتوں سے بہتر ہے پھر جواب دیا اگر تو مشرک نہ ہوتا تو میں تیرے ساتھ شادی کر لیتی اگر تو اسلام قبول کر لے تو وہ اسلام ہی میرا حق مہر ہوگا مجھے دولت کی ضرورت نہیں۔ [2]

انھوں نے بار بار اسلام کی شرط لگائی تو اللہ تعالیٰ نے ابو طلحہؓ کا سینہ روشن کر دیا اور انھوں نے اسلام قبول کر لیا ام سلیم رضی اللہ عنہا اپنے بیٹے (حضرت انسؓ) کو فرمایا کہ بیٹا نکاح کر دو۔ حق مہر صرف اسلام ہے۔ بعد میں وہ بڑے فخر سے فرماتی تھیں کہ میرے ہاتھ سے ابو طلحہؓ کو ہدایت ملی (مذکورہ بالا) حدیث کے راوی حضرت ثابت، حضرت انس سے بیان کرتے ہیں کہ عورتوں میں سب سے زیادہ عزت والا حق مہر اگر تھا تو ام سلیم رضی اللہ عنہا کا تھا جو صرف اسلام تھا۔ [3]

ام سلیم کی زندگی ہماری ماؤں بہنوں کے لیے مشعل راہ ہے ہمارے معاشرے میں ایسی کتنی عورتیں ہیں؟ جن میں ایسا اسلامی جذبہ موجود ہے! کیا ہم اسلام کو مقدم رکھتے ہیں یا برادری، خاندان، رسم و رواج اور خواہشات، اغراض باطلہ، دنیاوی متاع، مال و دولت، جاہ و جلال اور مرتبہ کو۔ ذرا اپنے آپ سے سوال کریں؟

---

[1] طبقات ابن سعد، ج:۸، ص:۶۲۴ ۔ الاصابۃ لابن حجر، ج: ۸، ص: ۳۴۳۔ الحلیۃ .....

[2] الاصابۃ، ج:۸، ص:۲۴۳ ۔ الحلیۃ، ج:۲، ص:۵۹ ..... [3] سنن نسائی

خوش نصیب ہیں وہ میاں بیوی جن کی شادی ((فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ)) کی بنیاد پر ہوئی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ام سلیم رضی اللہ عنہا کو بیٹا عطا کیا اس کا نام ابو عمیر رکھا جو ایک پرندے سے کھیلا کرتا تھا ایک دن اس بچے کا وہ پرندہ مر گیا تو وہ بہت غمگین ہوا نبی صلی اللہ علیہ وسلم جو بچوں سے محبت اور پیار کرتے تھے، اور انہیں دلاسہ دیتے تھے اس سے کہا:
((یَا اَبَا اُعَمَیْر مَا فَعَلَ النُّغَیْر)) آپ نے پیارے بچے کو بلایا اس کے ساتھ غمخواری کی۔'' [1]

اللہ تعالیٰ اپنے بندے کو نعمتیں دے کر اور نعمتیں چھین کر آزماتا ہے لیکن اللہ کے بندے حصول نعمت پر شکر ادا کرتے ہیں اور فقدان نعمت پر صبر۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی صالحہ بندی کو آزمایا ان کا بچہ بیمار ہو گیا یہ اللہ سے دعا کرتی تھیں کیونکہ اللہ تعالیٰ ہی شفا دینے والا ہے۔ ہر دکھ سکھ میں اسے پکارو وہ اپنے بندے کی فریاد رسی کرنے والا ہے

ایک دن ان کے خاوند ابو طلحہؓ خاوند کہیں سفر میں چلے گئے بعد میں بچہ مر گیا اس نیک سیرت ماں نے (انا للہ و انا الیہ راجعون) پڑھا جو ہر مصیبت کے وقت مومن کی علامت اور شعار بھی ہے جب بھی کوئی مالی یا جانی نقصان پہنچے تو پہلا کلمہ یہی ہونا چاہئے کیونکہ

((اَلصَّبْرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْاُوْلٰى)) اصل صبر ابتدائے صدمہ میں ہوتا ہے۔ واویلا انہیں کیا، گریبان نہیں پھاڑا، نوحہ بھی نہ کیا۔ اس لیے ایک حدیث میں ہے کہ نوحہ کرنے والی جب تک توبہ نہ کرلے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ [2]

انھوں نے صبر کیا بچے کو بستر پر لٹا کر اس کے اوپر کپڑا ڈال دیا خاوند بہت دیر سے گھر آئے اس نے بچے کا حال پوچھا تو نیک ذکیہ بیوی نے یکدم پریشان نہیں کیا بلکہ کہا کہ اب اس کی بیماری ختم ہو گئی ہے ابو طلحہؓ بھوکے تھے خوشی سے پیٹ بھر کر کھانا کھایا حتی کہ میاں بیوی نے ازدواجی تعلقات قائم کئے جب صبح ہونے لگی تو بڑے ادب سے

---

[1] رواہ البخاری ومسلم ...... [2] مشکوۃ

خاوند سے عرض کی کہ مجھے بتائیں اگر کوئی ادھاری چیز دے تو پھر واپس لے لے تو ناراضگی تو نہیں ہونی چاہئے کیونکہ اصل مالک نے اپنی چیز واپس لے لی ہے۔ اس ذکیہ مودبہ اور صالحہ نے عرض کی کہ تمہارا بیٹا اللہ کی امانت تھا اس نے واپس لے لیا ہے لہٰذا صبر کریں تو انہوں نے بھی انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا۔ یہ رات کا واقعہ تھا ابو طلحہ نے صبح کے وقت اللہ کے رسول کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا:

((بَارَکَ اللّٰہُ لَیْلَتَکُمَا)) ''اللہ تعالیٰ تمہاری ساعت میں برکت فرمائے، چنانچہ حضور کی دعا کا ثمرہ طلحہ جیسے بیٹے کی صورت میں حاصل ہوا۔

حضرت انس اس بیٹے کو رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لے کر گئے آپ ﷺ نے کھجور چبا کر گھڑتی دی جو کسی صالح آدمی سے دلوانا سنت ہے۔ اس مشروع امر کو اہمیت دینا چاہئے ہر والدین کو اپنے بچے یا بچی کو کسی صالح نیک انسان سے گھڑتی دلوانی چاہئے پھر رسول اللہ ﷺ نے بچے کا نام طلحہ رضی اللہ عنہ رکھا۔ [1]

راوی حدیث حضرت سبابہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس بچے کی زندگی میں اتنی برکت کی کہ میں نے اس کے سات بچے دیکھے جو سب قرآن کے حافظ تھے اس عظیم مربیہ ماں نے ۱۱۴ احادیث بیان کی ہیں۔ [2]

جب بیوی پرہیز گار، نیک اور مومنہ ہو گی، نماز کی پابند ہو گی تو امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ جیسی اولاد پیدا ہو گی اگر ماں ہی لادین، بے نماز، بے مروّت ہوئی تو پیدا ہونے والے بچے موسیقار تو ہو سکتے ہیں محدثین یا حفاظ قرآن نہیں ہوں گے۔ اسی نیک صالح عورت کی زندگی کا ایک واقعہ ارواع القصص میں بیان کیا گیا ہے۔ [3] جو ہماری عورتوں کے لیے نصیحت آموز ہے۔

ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا میں بھوکا ہوں کھانے کو کچھ

---

[1] سیر اعلام النبلاء، ج:۲، ص:۳۱۰ ...... [2] طبقات ابن سعد، ج:۸، ص:۴۷

[3] سیر اعلام النبلاء، ج:۲، ص:۳۲۱

نہیں ہے آپ نے اسے بعض ازواج مطہرات کے گھر بھیجا تو جواب ملا کہ پانی کے علاوہ گھر میں کچھ نہیں ہے آج ہمیں اس بات پر غور کرنا چاہئے کہ وہ پیغمبر جس کی عظمت و توقیر دنیا میں بے مثال ہے۔ جس کی ذات کی قسم اللہ نے کھائی ہے اگر وہ اشارہ کریں تو اللہ تعالیٰ احد پہاڑ کو سونا بنا دیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں کونین کا تاجدار بنایا اشرف الانبیاء بنایا۔ دنیا کی دولت قدموں میں ڈھیر کی لیکن گھر کی یہ حالت کہ پانی کے علاوہ کچھ نہیں اگر لاکھوں درہم مال غنیمت بھی ملتا تو سب تقسیم کر کے خالی ہاتھ گھر جاتے، کئی دن فاقہ میں گزار دیتے خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے قیصر و کسریٰ کے تاج قدموں کے نیچے لیکن اپنی یہ حالت کہ آپ کا بستر کھجور کے پتوں کا تھا۔

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ ازواج مطہرات کے گھر لگاتار چولہا نہیں جلتا تھا لیکن شکر کی یہ کیفیت کہ دن صیام میں گزرتے اور راتیں قیام میں بسر ہوتیں۔ ایک دن کوئی فقیر آیا آپ ﷺ نے پوچھا کہ گھر میں کھانا ہے تو جواب ملا کہ صرف آپ ﷺ کے لیے تھوڑا سا کھانا ہے فرمایا

﴿ وَ اَمَّا السَّائِلَ فَلَا تَنْهَرْ ﴾ [الآیۃ۔الضحی]

''کسی سوال کرنے والے فقیر کو خالی مت لٹاؤ۔''

میں روزہ رکھوں گا (نفلی روزہ کی نیت سحری سے قبل ضروری نہیں ہے) آپؐ نے اپنی دوسری بیوی کے گھر سے پتہ کروایا تو وہاں سے بھی وہی جواب ملا تو پھر آپ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم سے فرمایا:

((مَنْ يُضِيفُهُ يَرْحَمُهُ اللّٰهُ))

''جو اس کی مہمان نوازی کرے گا اللہ اس پر رحمت کرے گا۔''

وہی ابو طلحہؓ انصاری، جو ام سلیم رضی اللہ عنہا کے خاوند تھے عرض کرتے ہیں کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ) میں حاضر ہوں، یہ اسے اپنے گھر لے گئے ان کی بیوی عرض کرتی ہے کہ

صرف بچوں کا کھانا ہے اور کچھ نہیں ہے خاوند نے کہا بچوں کو لالچ میں لگا دو مہمان کو کھانا کھلا دیتے ہیں اس ذہین وفطین بیوی نے بچوں کو کسی بہانے بھوکا سلا دیا، دونوں میاں بیوی خود بھی بھوکے رہے اور سارا کھانا مہمان کے سامنے رکھ دیا۔

عربی دستور کے مطابق مہمان میزبان کے بغیر کھانا نہیں کھاتا تھا ان کے خاوند ابو طلحہؓ نے کہا جب ہم کھانا شروع کریں تو چراغ کو ٹھیک کرنے کے بہانے اسے گل کر دینا میں یہ ظاہر کروں گا کہ میں بھی ساتھ کھانا کھا رہا ہوں اس طرح مہمان خوب سیر ہو کر کھانا کھالے گا چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا، مہمان نے خوب پیٹ بھر کر کھانا کھایا اور نیک بیوی نے اپنے خاوند کی اطاعت، ایثار و قربانی اور دینی تعاون کی مثال پیش کر دی۔ خاوند سے جھگڑا نہیں کیا بلکہ سر تسلیم خم، خوشی سے مہمان کی خدمت کی، میاں بیوی نے اللہ کی رضا کی خاطر بھوکے رات گزار دی۔ صبح اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کر دیا:

﴿ وَ يُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِهِمْ وَ لَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ ﴾[الایۃ: الحشر] [1]

''اور وہ (انصار صحابہؓ) باوجود اپنی مفلوک الحالی اور تنگ دستی کے دوسروں کو اپنے اوپر ترجیح دیتے ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کو تمہارے اس واقعہ پر آسمان پر خوشی ہوی۔ ایسی عورتوں کی زندگی آج کے مسلمانوں کے لیے چیلنج ہے جن کو اللہ نے سب نعمتوں سے نوازا ہوا ہے پھر بھی گھروں میں سکون برکت نہیں پریشانیاں ہی پریشانیاں ہیں سبب یہ ہے کہ ہماری بنیاد ہی غلط ہوتی ہے۔

ام سلیم جیسی مائیں قوم میں مجاہد پیدا کرتی ہیں جو جہاد کے ذریعے اسلام کا علم بلند کرتے ہوئے اللہ کی راہ میں شہید ہو جاتے ہیں اور والدین کی بخشش کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔ یہی صحابیہ اُحد والے دن ہاتھ میں خنجر لیے ہوئے تھیں اور فرماتیں کہ جو کافر میرے سامنے آئے میں اس کا پیٹ پھاڑ دوں گی۔ [2]

---

[1] ......ج: ٤، ص: ٦٢٢ ...... [2] بخاری، مسند احمد سیر اعلام النبلاء ....

آج گھر کی اصلاح کے لیے ماں باپ اپنی اولاد کی ایسی تربیت کریں کہ بیٹی جس گھر میں جائے وہاں اسلام کا پودا لگ جائے جس کا پھل معاشرہ امن وسکون کی صورت میں حاصل کرے گا۔

آپ قرآن کریم، کتب احادیث اور سیرت صحابہ پر تھوڑا سا غور کریں اور اپنی غلط راہروی چھوڑ دیں۔ اگر آپ نے منگنی کے وقت دین کو ہر طرح کے دنیاوی ساز وسامان پر ترجیح دی تو کامیابی آپ کے قدم چومے گی اب نیک عورت کے چند اوصاف حمیدہ بیان کئے جاتے ہیں جو ایک مسلمان عورت میں ہونے ضروری ہیں۔

نیک عورت کی خوبیاں

لَیْسَ الْفَتَاۃُ بِمَالِھَا وَ جَمَالِھَا
کَلَّا وَ لَا بِمُفَاخِرِ لِلْآبَاءِ
لٰکِنَّھَا بِعَفَافِھَا وَ بِطُھْرِھَا
وَ صَلَاحِھَا لِلزَّوْجِ وَالْاَبْنَاءِ
وَ قِیَامِھَا بِشُئُوْنِ مَنْزِلِھَا دُوْنَ
تِرْعَاکَ فِی السَّرَاءِ وَالضَّرَّاءِ
یَالَیْتَ شَعْرِی اَیْنَ تُوْجَدُ ھٰذِہٖ
الْفَتَاۃُ تَحْتَ الْقُبَّۃِ الْخَضْرَۃَ [1]

’’کوئی عورت اپنے مال سے، اپنی خوب صورتی سے، اپنے نسب سے بلند نہیں ہوتی بلکہ پاکدامنی، پاکیزگی، اولاد کی صلاحیت، گھر کے معاملات چلانے سے۔ خاوند کا ہر خوشی وغمی میں ساتھ دینے سے بلند ہوتی ہے اور مرتبہ حاصل کرتی

[1] اوصاف حمیدہ للمراۃ الرشیدۃ الریاض سعودیہ

ہے اے کاش ایسی عورتیں ہمارے معاشرہ میں بھی ہوتیں لیکن کہاں؟''

نیک خاتون کے اوصاف حمیدہ

نیک بیوی کی چند خوبیاں ہوتی ہیں جو خاوند کے لیے دین و دنیا کے معاملات میں ممد و معاون ثابت ہوتی ہیں۔

① مسلمان عورت مکمل مومنہ ہو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھے کہ صرف وہی عبادت کے لائق ہے اس کے علاوہ کوئی مشکل کشا نہیں وہی نفع ونقصان کا مالک ہے نذر و نیاز منت کے لائق صرف وہ اکیلا ہے ساری کائنات اس کی محتاج ہے وہ کسی کا محتاج نہیں۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان رکھے کہ وہ اللہ کے آخری اور سچے رسول ہیں اور ساری کائنات سے افضل ہیں ان کی اطاعت فرض ہے جو ان کی نافرمانی کرے گا وہ ہلاکت میں ہے اور اس کا انجام جہنم ہوگا۔

قرآن و حدیث کا نام دین ہے جو قیامت تک کے لیے اور ساری کائنات کے لیے ہے اور اس کا قبول کرنا ضروری ہے اسلام کے پانچ بنیادی ارکان ہیں جن کے بغیر اسلام نامکمل ہے۔ کلمہ، نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، کلمہ اللہ کے رب ہونے پر رسول کی نبوت پر اسلام کے دین ہونے پر راضی ہونا مومنہ عورت کی علامت ہے۔

② مسلمان عورت پانچ نمازیں باقاعدگی سے اوقات مقررہ پر حضور ﷺ کے حکم کے مطابق ادا کرے۔ تمام گھریلو مصروفیات اس کو نماز سے غافل نہیں کرسکتیں اپنی ضروریات زندگی سے زیادہ اس کو نماز کی فکر ہوتی ہے۔

③ مسلمان عورت پردے کی حفاظت کرتی ہے جب بھی کسی غیر محرم کے سامنے آتی ہے تو پورا جسم چھپائے ہوئے ہوتی ہے اور وہ غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے اپنے ہاتھ، پاؤں، چہرہ اور جسم کا کوئی حصہ بھی ظاہر نہیں کرتی۔ پردے کو ایک نعمت سمجھتی

ہے قید نہیں سمجھتی اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتی ہے۔

④ مسلمان عورت اپنے خاوند کی اطاعت کو فرض اور سعادت سمجھتی ہے خاوند کی اطاعت سے اسے خوشی حاصل ہوتی ہے اس کے آرام کے لیے اسباب مہیا کرتی ہے اس کی خدمت کرتی ہے گفتگو میں ادب واحترام اور اسلامی آداب کو ملحوظ خاطر رکھتی ہے۔

⑤ مسلمان عورت اپنی اولاد کی تربیت اسلام کے مطابق کرتی ہے۔ اپنے بچوں کے دل میں ماں باپ کا احترام اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت و محبت کا جذبہ اور اسلامی شعار سے وابستگی پیدا کرتی ہے گندی مجلسوں سے اولاد کو بچاتی ہے۔

⑥ مسلمان عورت کبھی بھی غیر محرم مردوں اور خاوند کے بھائی اور رشتہ داروں اپنے عم زادوں (کزنوں) وغیرہ کے ساتھ خلوت نہیں کرتی۔ غیر محرموں کے ساتھ سفر نہیں کرتی ننگے منہ اور بے حجاب ہو کر کسی غیر محرم مرد سے باتیں نہیں کرتی۔

⑦ مسلمان عورت مردوں اور کافروں کی عورتوں سے مشابہت نہیں کرتی کلام لباس وغیرہ میں اپنی فطرتی اطوار کو فراموش نہیں کرتی۔

⑧ مسلمان عورت تبلیغ اسلام پر عمل اور دعوت کو اپنا مشن بناتی ہے اپنی اولاد کو، رشتہ دار عورتوں کو اور اپنی سہیلیوں کو محفل میں اسلام کی تبلیغ کرتی ہے برائیوں سے اور رسم ورواج سے منع کرتی ہے۔

⑨ مسلمان عورت اپنے دل اور عقیدہ وعمل کو شبہات اور توہم پرستی، شرک و بدعت اور غیر اسلامی خرافات اور توہم پرستی، عام سماجی برائیوں سے اپنی آنکھ کان کو غیبت چغلی، بہتان تراشی، گالی گلوچ جاہلیت کے افعال سے دور رکھتی ہے اسلام کو اپنے لیے ایک محفوظ قلعہ سمجھتی ہے۔

⑩ مسلمان عورت اپنا وقت فضول باتوں، ممنوعہ محفلوں میں، غیر ضروری مجلسوں، میلوں اور بازاروں میں ضائع نہیں کرتی بلکہ اکثر وقت گھر کی چار دیواری میں خاوند کی خدمت میں بچوں کی تربیت میں اور اللہ کی عبادت گزاری میں اسلام سے وفاشعاری میں گزار دیتی ہے۔

اوصاف مذکورہ کی متحمل ایسی عورت کے لیے جنت کے سب دروازے کھلے ہیں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ [1]

اگر آپ ایسی نیک بیوی سے محروم ہیں تو اپنی بیوی کی اصلاح کے لیے نصیحت نمبر ۲ کے اصول کا مطالعہ کریں اس پر عمل کرنے سے اس کی اصلاح ممکن ہے۔

---

[1] اوصاف حمیدہ للمرأۃ الرشیدۃ

نصیحت نمبر۲

پرسکون زندگی بیوی کی اصلاح پر منحصر ہے

انسانی زندگی میں گھر کی اہمیت سے کوئی بھی صاحب عقل وخرد انسان ناواقف نہیں، اس لیے کہ گھر، ہرامیر غریب چھوٹے بڑے کی بنیادی ضرورت ہے۔ انسان تو پھر بھی انسان ہیں اکثر پرندے، درندے اور جنگلی حیوانات بھی حتی الوسع گھر بنائے ہوئے ہیں جن کی تنظیم سازی اور اصلاح میں پرندے تک ایک دوسرے سے تعاون کرتے ہیں انسان جواشرف المخلوقات ہے اس کے گھر کی کامیابی تنظیم واصلاح کے بغیر ممکن نہیں ہے اور اس میں بنیادی کردار عورت کا ہے کیونکہ عام طور پر آدمی کی زندگی کا اکثر وقت کسب معاش کی خاطر، گھر سے باہر گزرتا ہے۔

(۱) اس لیے گذشتہ صفحات میں بیان شدہ اوصاف والی عورت سے شادی کرنی چاہئے اگر کسی وجہ سے خاندانی پریشر یا خاندانی تعصب یا عورت کی اصلاح کی امید پر یا اپنے اندر دینی کمزوری کی وجہ سے یا دین اسلام کو اہمیت نہ دیتے ہوئے ایسی عورت سے شادی ہو جائے۔ جس میں مذکورہ شرائط کا فقدان ہے تو اس کی اصلاح چند اصولوں کو بروکار لانے سے ممکن ہے۔

(۲) اللہ تعالیٰ نے انسان کا دل ایسی زمین بنایا ہے جو ہر قسم کا بیج قبول کرتی ہے بس ذرا دل کی زمین کو سیراب کرنے کی ضرورت ہے جو صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی تعلیمات سے ممکن ہے۔ عورت کی تربیت میں ماں باپ، معاشرہ، سوسائٹی اور خاوند کو بہت اہمیت حاصل ہے، حدیث:

«تُنۡكَحُ الۡمَرۡأَةُ لِأَرۡبَعٍ»[1] میں جو مال، خاندان، حسن، دین کا تذکرہ ہے۔

---

[1] مشکوۃ کتاب النکاح

ان میں سے پہلے تین اسباب کی ترغیب بیان نہیں فرمائی جبکہ چوتھے سبب (دین) کو ہی اصل کامیابی کا راز بتایا ہے اس لیے کہ سب اسباب عارضی اور وقتی ہیں۔ بقاء صرف دین کو ہے:« فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ »

مال صبح وشام کا سایہ ہے عروج کے بعد زوال ہوتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے کہ ابن آدم کہتا ہے میرا مال، میرا مال لیکن اس کا مال بس اتنا ہے جو کھالیا اور ہضم کرلیا یا اللہ کے راستے میں خرچ کردیا اور یہ قیامت کے لیے باقی رہتا ہے، رزق اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔ قرآن میں ہے

﴿ وَمَا مِنْ دَابَّةٍ اِلَّا عَلَى اللهِ رِزْقُهَا...... ﴾[آل عمران]

''بادشاہت حکومت دولت اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے بادشاہوں کو فقیر بنادے تو وہ قادر ہے فقیروں کو بادشاہ کردے تو وہ قادر ہے دولت کا کوئی بھروسہ نہیں ہے آج ہے کل نہیں ہوگی۔''

دوسری چیز حسن ہے جو اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت ہے لیکن اس کی ہمیشگی نہیں ہے، عمر کی ایک حد تک حسن باقی رہتا ہے۔ خاص کر عورت کے حسن کے متعلق حکماء کے اقوال ہیں کہ عورت کا حسن سمندر کی جھاگ سے بھی جلدی ختم ہو جاتا ہے۔ جس چیز کی اتنی قلیل مدت ہو اس کو بقا کیسے ہوسکتی ہے۔

تیسری چیز خاندان ہے۔ اسلام میں سب انسان برابر ہیں کسی کو کسی پر فضیلت نہیں ہے فضیلت کا سبب صرف تقویٰ اور پرہیز گاری ہے۔ خاندان صرف تعارف کا ذریعہ ہوتا ہے:

﴿ وَ جَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا...... ﴾[الحجرات]

کوئی اپنے آپ کو کسی خاندان کی طرف منسوب کر کے فخر نہ کرے، اگر عمل شریعت اسلامیہ کے خلاف ہے تو خاندان کسی کام کا نہیں۔ حدیث میں ہے:

«مَنْ اَبْطَاءَ بِعَمَلِهٖ لَمْ يُسْرِعْ بِنَسَبِهٖ» [1]

"جس آدمی کو اس کے عمل نے پیچھے کر دیا تو اس کو اس کا نسب آگے نہیں کر سکتا۔"

اصل معیار عمل ہے اور وہ ہے دین اگر مذکورہ اسباب دین کے ساتھ ہیں تو اللہ کی نعمت ہیں۔ بغیر دین کے کوئی حیثیت نہیں اگر صرف دین ہی ہے تو باقی کمی محسوس نہیں ہو گی۔ اسلامی تربیت یافتہ عورت کے خاوند میں اگر دین کے علاوہ باقی اسباب نہیں بھی ہوں گے تو عورت صبر اور اطاعت سے زندگی گزارے گی۔ اس ضمن میں (مجالس النساء) سے ایک صالحہ عورت کا ذکر سنیئے اور پھر اسلامی سوچ پیدا کریں۔

صابر اور شاکر دونوں جنتی ہیں

ابو الحسن مدہنی کا قول ہے کہ عمران بن حطان (خارجی شاعر) جس کی شکل خوبصورت نہ تھی اور وہ بدشکل اور قبیح الصورت انسان تھا لیکن اس کی بیوی بڑی خوب صورت اور حسین وجمیل خاتون تھی۔ ایک دن بیوی خوبصورت کپڑے زیب تن کیے ہوئے تھی اپنے خاوند کو بڑی خوبصورت لگی اور وہ دیکھتا ہی رہا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم آپ بہت خوبصورت لگ رہی ہیں۔ اللہ کا شکر ہے تو صالحہ اور حسینہ بیوی نے جواب دیا کہ پھر تو خوش ہو جا کہ ہم دونوں میاں بیوی جنت میں جائیں گے خاوند نے کہا کہ تمہیں کیا پتہ ہے تو بیوی نے کہا کہ تجھے میرے جیسی خوبصورت بیوی ملی ہے جس پر تو اللہ کا شکر کرتا ہے اور مجھے تیرے جیسا بدصورت خاوند ملا ہے جس پر میں صبر کرتی ہوں اور صبر و شکر کرنے والے دونوں جنت میں جائیں گے۔ [2]

مذکورہ عورت پر حسن عیاں تھا لیکن دین غالب تھا جس کی وجہ سے میاں بیوی کی زندگی اطمینان سے گزر گئی۔ دین اسلام کو تمام اسباب پر مقدم رکھنا چاہئے اگر عورت

---

[1] ابو داؤد والترمذی وابن ماجہ [2] مجلس النساء

دین میں کمزور ہے تو اس کی اصلاح کرنا خاوند کا فرض ہے اللہ تعالیٰ ہدایت نصیب فرمانے والا ہے۔ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کے متعلق فرمایا ہے:

﴿ وَ اَصْلَحْنَا لَهٗ زَوْجَهٗ ﴾ [الانبیاء: ۹۰]

''اور ہم نے اس کے لیے اس کی بیوی ٹھیک کردی۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ حضرت زکریا کی بیوی بانجھ تھی، اللہ تعالیٰ نے اولاد کی صلاحیت پیدا کردی۔ بیٹا یحییٰ علیہ السلام عطا کیا۔[1]

ہدایت واصلاح کا مرجع صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے وہ چاہے تو:

﴿ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ اِنَاثًا وَّ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاءُ الذُّكُوْرَ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّ اِنَاثًا وَ يَجْعَلُ مَنْ يَّشَاءُ عَقِيْمًا ﴾ [سورہ شوریٰ]

بیٹیاں دینا، بیٹے دینا یا بیٹے بیٹیاں ملا کر دینا یا کچھ بھی نہ دینا صرف رب کی قدرت کاملہ ہے وہ ہر چیز پر قادر ہے اس میں کسی انسان حتی کہ انبیاء و اولیاء کو بھی دخل نہیں جن کی اپنی زندگیاں اس بات پر دلیل ہیں......

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ۸۰ سال کی عمر میں بیٹا ملا حضرت زکریاؑ بالکل بوڑھے ہو گئے تھے تو ان کو بیٹا عطا کیا جس کو اللہ چاہے بن مانگے عطا کردے۔ حضرت مریم کو عیسیٰ علیہ السلام عطا کیا۔ اگر اللہ نہ چاہے تو سارے حکیم ڈاکٹر کوشش کرلیں سب اسباب بھی موجود ہوں، پھر بھی وہ کسی کو قبر کی زندگی تک اولاد سے محروم رکھ دیتا ہے۔ وہ قادر مطلق ہے۔ اولاد دینا نفع ونقصان، ہدایت سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے ہر مسلمان کا اس پر اتفاق ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی کے متعلق امام عطاء رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی زبان میں طوالت تھی زبان احتیاط سے نہیں چلتی تھی اللہ تعالیٰ نے اصلاح فرمادی۔[2]

---

[1] تفسیر ابن کثیر ...... [2] تفسیر ابن کثیر

اگر بیوی میں کوئی دینی کمزوری ہے تو اس کی احسن طریقہ سے اصلاح کرنی ممکن ہے:

﴿اُدْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ﴾ [النحل: ۱۲۵]

بڑے پیار و محبت اور اچھے انداز سے، بدمزاجی بدکلامی سے نہیں بلکہ احسن طریقہ سے عورت کی اصلاح ممکن ہے بتدریجاً کوشش کریں تو اللہ تعالیٰ اصلاح فرمادے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اِسْتَوْصُوْا بِالنِّسَاءِ خَیْرًا فَاِنَّهُنَّ خُلِقْنَ مِنْ ضِلَعٍ...... الخ)) [1]

آپ نے عورت سے حسن سلوک کی ترغیب دلائی اور فرمایا کہ عورت کی تخلیق پسلی سے کی گئی ہے یعنی اس کا ٹیڑھا پن مطلقاً ختم نہیں ہوسکتا۔ پیار محبت سے، حسن سلوک سے، تبلیغ سے اصلاح ممکن ہے۔ ایک دوسری حدیث کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ اگر انسان عورت کو مکمل سیدھا کرنا چاہے تو یہ ناممکن ہے یہ اس کی فطری کمزوری ہے البتہ اچھے انداز سے آپ عورت کے ذریعے گھر کا نظام درست کرسکتے ہیں اور اولاد کی تربیت میں تعاون لے سکتے ہیں اس کی کمزوریاں دور کراسکتے ہیں۔

((اَلسَّعْیُ مِنْکُمْ وَ اِتْمَامٌ مِنَ اللّٰهِ))

''آپ کوشش کریں اور تکمیل خدا کے سپرد۔''

بیوی کی اصلاح کے طریقے

① سب سے پہلے عورت کی عبادات کی تصحیح کی کوشش کریں۔

② احکام اسلام سے روشناس کروائیں۔

③ عادات قبیحہ و رزیلہ سے اجتناب کی تلقین کریں جس کے لیے انسان کا اپنا ذاتی عمل

---

[1] مشکوۃ تحقیق ناصر الدین البانی ج:۲، ص:۹۶۷ ، متفق علیه

بھی شریعت کے مطابق ہونا بے حد ضروری ہے اگر آدمی خود خلاف شریعت افعال کا ارتکاب کرتا ہے یا غیر محرم عورتوں سے خلوت کرتا ہے یا ان سے ہاتھ ملاتا ہے یا بے پردگی کی حالت میں اختلاط کرتا ہے۔ تو وہ اپنی بیوی کو غیر محرموں سے عدم اختلاط کی کیسے نصیحت کرے گا۔ قرآن میں ہے:

﴿ لِمَ تَقُوْلُوْنَ مَا لَا تَفْعَلُوْنَ ﴾ [سورۃ الصف:۲]

''کہ تم وہ بات کیوں کہتے ہو جس پر تم خود عمل نہیں کرتے۔''

④ عورت کو نماز کے فرائض، سنن اور واجبات بتائیں۔

⑤ قرآن کی تلاوت کی ترغیب دلائیں۔

⑥ نماز تہجد کی فضیلت کے متعلق قرآن وحدیث سے وعظ ونصیحت کریں۔

⑦ خاوند کے حقوق سے آگاہ کریں۔

⑧ صدقہ وخیرات کی ترغیب دیں۔

⑨ مفید اسلامی کتب کا مطالعہ کرنے کے لیے کہیں۔

⑩ علماء کرام کی تقاریر کی کیسٹیں مہیا کریں۔

⑪ ایسی نیک لڑکیاں جو اسلامی اصولوں کی پابند ہوں ان سے دوستی کی اہمیت سے آگاہ کریں۔

⑫ وقتاً فوقتاً ان نیک صالح سہیلیوں سے شریعت کے اصولوں کے مطابق مجلس کا اہتمام ممکن بنائیں۔

⑬ ایسی بری سہیلیاں جو دین ودنیا میں نقصان دہ ہوں ان سے دور رکھیں۔

⑭ اکثر وقت گھر میں گزارنے کی کوشش کریں۔

⑮ بازاروں میں بلا اشد ضرورت جانے سے روکیں۔

⑯ ہمیشہ اپنی زبان ذکر میں مشغول رکھنے کے لیے اس کی عادت بنائیں۔

⑰ اپنے پڑوسیوں سے حسن سلوک کی تلقین کریں۔

⑱ غیبت۔جھوٹ۔حسد۔چغلی۔دھوکہ۔لعن طعن۔گالی گلوچ۔وی سی آر۔ٹی وی۔سینما۔ گانا۔فلمیں۔ بد اخلاقی اور ایسی دوسری سماجی برائیوں سے بچنے اور اچھائیاں اپنانے کی تلقین کریں۔

مذکورہ اشیاء اجمالی طور پر ذکر کی گئی ہیں بعض ضروری اشیاء جو ہمارے معاشرے میں اسلامی ترقی، دینی تربیت اور آخرت کی بہتری میں رکاوٹ ہیں ان کا کچھ تفصیلی ذکر کرنا مناسب ہوگا۔

اوّل الذکر چیز عورت کا گھر سے باہر جانا ہے اس کے لیے شریعت نے ہماری رہنمائی فرمائی ہے جو پیش خدمت ہے۔

عورت کے گھر سے باہر نکلنے کے آداب

پہلے ذکر کیا ہے کہ عورت کا اصل مقام اس کا گھر ہے:

﴿ وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ ﴾[الاحزاب]

گھر کی تنظیم سازی میں عورت کو زیادہ دخل ہے جہاں خاوند کی ذمہ داری ہے کہ عورت کے لیے حلال رزق کما کر لائے، حرام، دھوکہ، فریب، سود، جھوٹ اور ناپ تول میں کمی سے بچے۔سود کی کمائی سے بچے۔اس لیے کہ سب سے خطرناک رزق سود والا رزق ہے سود کے متعلق قرآن و حدیث میں بہت سخت وعید بیان کی گئی ہے۔سود کھانے والا اللہ سے اعلان جنگ کرتا ہے:

﴿ فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ ﴾[البقرہ]

۞ سود کھانے والا قیامت کو جنوں کی طرح اٹھے گا۔[البقرہ]

۞ سود کھانے والا اور لکھنے والا سب گناہ میں برابر شریک ہوں گے۔[1]

---

[1] مشکوۃ مسلم

- سود کا سب سے چھوٹا گناہ ماں سے زنا کرنے کے برابر ہے۔[1]
- سود کا ایک درہم سو درہموں کو حرام کر دیتا ہے۔[2]
- سود رزق کو ختم کر دیتا ہے سود خور کی عبادت قبول نہیں ہوتی۔
- سود کی کمائی سے حج قبول نہیں اور نہ ہی سود خور کا صدقہ وخیرات قبول ہوتا ہے۔
- سودی کاروبار کرنے والے کے ساتھ شراکت ناجائز ہے۔
- سودی کاروبار والی کمپنیوں سے کسی قسم کا تعاون ناجائز ہے۔[3]

اس کے علاوہ بھی سود کی حرمت کے دلائل کثرت سے موجود ہیں لہٰذا جہاں ہر مسلمان کو سود کی کمائی سے بچنا اور اپنی بیوی بچوں کو ایسے رزق سے بچانا فرض ہے وہاں گھر میں عورت پر یہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ وہ خاوند کے مال کی حفاظت کرے اور اپنی عزت کی حفاظت بھی کرے بعض تاریخ کی کتابوں میں سلف صالحین کی بیویوں کے متعلق موجود ہے کہ جب خاوند رزق کے حصول کے لیے گھر سے باہر نکلتا تا تو بیوی خاوند کو نصیحت کرتی تھی کہ اے اللہ کے بندے حرام کی کمائی سے بچنا ہم بھوک اور پیاس برداشت کرلیں گے لیکن جہنم کی آگ اور جہنم کے کھانے (تھوہر۔زقوم) برداشت نہیں کر سکتے۔لہٰذا اللہ سے ڈرنا اور حرام سے بچنا۔

میاں بیوی کے باہمی تعاون سے گھر کی آبادی ہے بقدر ضرورت اگر عورت کو گھر سے باہر جانا ضروری ہو تو وہ شرعی حدود میں رہ کر گھر سے باہر نکل سکتی ہے۔

شرعی حدود، گھر سے باہر نکلنے کیلئے خاوند یا سرپرست کی اجازت

عورت کے لیے حکم ہے کہ جب وہ گھر سے باہر جائے تو اپنے خاوند یا سرپرست سے اجازت لے کر جائے کیونکہ عورت کے ساتھ خاوند کا رشتہ تمام رشتوں سے اعلیٰ اور

---

[1] مشکوٰۃ ...... [2] مشکوٰۃ ...... [3] فتاویٰ اسلامیہ ج:۲، ص:۲۷۹

بلند ہے۔ جیسا کہ ترمذی شریف میں ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

«لَوْ كُنْتُ آمِرًا اَحَدًا اَنْ يَسْجُدَ لِاَحَدٍ لَاَمَرْتُ الْمَرْأَةَ اَنْ تَسْجُدَ لِزَوْجِهَا»[1]

''اگر میں کسی کو کسی شخص کے لیے سجدے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے۔''

جس خاوند کو اللہ تعالیٰ نے اتنا بلند مقام دیا ہے، اسے خود بھی اپنے گریبان میں جھانک کر دیکھنا چاہئے کہ آیا میں اسلام کے مطابق زندگی گزارتا ہوں یا اپنی مرضی سے۔ اگر عورت اپنی مرضی سے، خاوند کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر قدم رکھتی ہے۔ تو اس پر خدا تعالیٰ کا غضب ہوتا ہے اگر عورت خاوند کی اطاعت کی وجہ سے کسی ضروری کام کو بھی نہیں جاتی تو گنہگار نہیں ہوتی۔ حتی کہ وہ نفلی روزہ بھی خاوند کی اجازت کے بغیر نہیں رکھ سکتی۔

ایک صالحہ بیوی کا ذکر خیر

تاریخ میں ایک صالحہ بیوی نے خاوند کی اطاعت کی مثال قائم کر دی خاوند گھر سے باہر گیا اس نے بیوی کو روک دیا کہ وہ گھر سے باہر نہ نکلے دوسرے مکان میں اسی عورت کا باپ تھا وہ بیمار ہو گیا اس نے اپنی اس بیٹی کو بلایا تو بیٹی نے خاوند کی اطاعت کو مقدم رکھا اور باپ کے پاس نہ گئی بعد ازاں اس کی تکلیف زیادہ ہو گئی لیکن اس نے پھر بھی خاوند کے حکم کو نہ چھوڑا، باپ مر گیا مگر بیٹی باپ کا منہ دیکھنے کو نہ گئی جنازہ ہو گیا باپ گناہ گار تھا۔ اللہ تعالیٰ نے صرف اس کی بیٹی کی خاوند کی اطاعت کی وجہ سے گنہگار باپ کو معاف کر دیا۔

---

[1] مشکوۃ، ج:۲، ص:۹۷۲

ماں باپ کا احترام اور مقام اپنی جگہ ہے لیکن بیوی کے لیے خاوند کی اطاعت کی الگ حیثیت ہے جو ضروری ہے اور ذریعہ نجات ہے آج ہماری سوسائٹی میں اس چیز کا وجود نہیں بلکہ بیوی اپنی مرضی سے سہیلیوں کے گھر جاتی ہے اور بازاروں میں شاپنگ کرتی ہے حتی کہ بعض عورتوں کے ہاں رات تک گزار دیتی ہے اور خاوند کو خبر تک نہیں ہوتی اس پر مستزاد یہ کہ اگر کوئی صاحب نیک سہیلی مشورہ دے کہ اگر بازار جاؤ گی تمہارے خاوند کو معلوم ہو جائے گا تو جواب ملتا ہے کہ وہ گھر میں نہیں ہے وہ کونسا دیکھا رہا ہے۔

میری اسلامی بہن اگر تیرا خاوند نہیں دیکھ رہا تو تیرا رب تو دیکھ رہا ہے جو عَلَّامُ الْغُيُوْب ، عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ، يَعْلَمُ خَائِنَةَ الْاَعْيُنِ ہے وہ خیانت کرنے والی آنکھ کو جانتا ہے اس کی نظر سے تو کبھی بچ نہیں سکتی۔ ایسی عورتیں جو خاوند کی اجازت کے بغیر بازار جانے کا پروگرام ترتیب دیتی ہیں اور اس کے لیے وقت متعین کرتی ہیں ان کو اللہ سے ڈرنا چاہئے جو ان کی ہر حرکت کو دیکھنے والا ہے۔

ایک بچی جس نے ماں کو سبق سکھایا تھا اس کی زندگی سے سبق حاصل کرنا چاہئے شیخ احمد القلاش کی ایک مختصر تصنیف سے ماخوذ ''صَاحِبَةُ اللَّبَنِ'' کا قصہ سنیئے اور اپنے رب کی رضا کے لیے خاوند کی اجازت سے گھر سے باہر جائیں۔[1]

دودھ فروش بچی کی دیانت داری

امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ خلیفہ راشد کی یہ مبارک عادت تھی کہ وہ اپنے دورِ حکومت میں رات کو اٹھ کر محلے گلیوں میں چکر لگایا کرتے تھے تاکہ کسی پریشان کا تعاون کریں یا کسی دکھی کی غمخواری کریں یا کسی ضرورتمند کی ضرورت پوری کریں۔

---

[1] من انفع الدورين فى تهذيب النفرين

ایک مرتبہ آپؓ مدینہ کی ایک بستی سے گزرے، ایک خیمہ میں ماں اور بیٹی تھی، ماں نے بیٹی سے کہا: اٹھو صبح ہونے والی ہے دودھ میں پانی ملا کر بیچنا ہے بیٹی نے کہا اماں دودھ میں پانی ملا کر بیچنا حرام ہے اور دھوکا ہے۔ حضرت عمرؓ نے اس دھوکے سے منع کیا ہے۔ ماں نے کہا: عمر رضی اللہ عنہ کونسا ہمیں دیکھ رہا ہے۔ بیٹی نے جواب دیا کہ ماں اگر عمر نہیں دیکھ رہا تو عمر کا رب تو ہم کو دیکھ رہا ہے یہی نقطہ ہمیں ملحوظ خاطر رکھنا چاہئے۔

حضرت عمر نے اس گھر کے متعلق معلومات حاصل کیں ان کو پہچانا پھر اپنے بیٹوں سے کہا کہ رات کو یہ قصہ ہوا ہے اس نیک سیرت بیٹی کی خوبیاں بیان کیں کہ وہ پرہیز گار بیٹی ہے اس سے کون شادی کرے گا؟ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے بیٹے عاصم نے جواب دیا کہ میں شادی کرتا ہوں چنانچہ اس لڑکی کی شادی ہوگئی اور اس سے بیٹی پیدا ہوئی جس سے عبدالعزیز بن مروان نے شادی کی ان کے ہاں عمر بن عبدالعزیزؒ پیدا ہوئے جو عدل و انصاف اور زہد و تقویٰ میں ضرب المثل تھے۔ اس دیانت دار دودھ فروش لڑکی کے مقدر دیکھیے کہ حضرت عمر بن خطابؓ خلیفۃ المسلمین اس کا سسر بنا۔ ہماری قوم کی بیٹیاں جب اس طرح کا خوف خدا کریں گی اور اپنے خاوند کی اجازت کو سعادت سمجھیں گی تو یقیناً گھر میں برکتوں اور رحمتوں کا نزول ہوگا۔

بامر مجبوری گھر سے باہر نکلنا

مجبوری اور ضرورت کی بنا پر شریعت نے عورت کو گھر سے باہر جانے کی اجازت دی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

«اَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ اُذِنَ لَكُنَّ فِي الْخُرُوجِ لِحَاجَتِكُنَّ» [1]

''بقدر ضرورت تم گھر سے باہر جاسکتی ہو۔''

---

[1] بخاری و مسلم

بلاضرورت عورت کا گھر سے باہر نکلنا حرام ہے اسلام کسی کا بنیادی حق سلب نہیں کرتا بعض جاہل لوگ اسلامی احکام کو اپنے لیے قید سمجھتے ہیں دراصل وہ شریعت کی حکمتوں سے نا آشنا ہیں دنیا میں کوئی بھی چیز بغیر حکمت کے تخلیق نہیں کی گئی شریعت کا کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں، مکھی جیسی حقیری مخلوق کے ایک پَر میں بیماری ہے تو دوسرے پَر میں شفا ہے اور اسے پانی یا دودھ میں ڈبونے سے شفاء والا پَر بھی ڈوب کر بیماری والے پَر کے اثر کو دور کردیتا ہے لیکن جدید علوم سے مرعوب لوگ اس حکمت کو سمجھنے سے قاصر ہیں حالانکہ یہ حکمت بھی ان کی نظروں سے یوں ہی اوجھل ہے جیسے اس مکھی کے پَر کا ایک سیکنڈ میں ۳۲۰ دفعہ حرکت آنا اوجھل ہے لہٰذا عورتوں کو بلاضرورت پارکوں کی سیر اور وہاں میچ کھیلنے سے منع کرنا چاہیے۔ [۱]

" اَنْفَعُ الدُّرُوْسِ " سے ایک واقعہ بطور مثال پیش خدمت ہے۔

احکام شریعت کی حکمت اور مرغ، گدھے، کتے کا قصہ

مومن کے لیے ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ہر حکم کے سامنے سر تسلیم خم کرلے اس میں اس کی بہتری ہے کیونکہ انسان کی ناقص عقل بعض دفعہ کسی مصلحت و حکمت کو نہیں سمجھ سکتی اس لیے بعض کتب احادیث میں ہے کہ ابن آدم مجھے ایسی چیز کی خبر نہ دے جو تیرے لیے بہتر نہ ہو۔ میں تیری تمام ضروریات کو جانتا ہوں:

﴿ عَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَ ھُوَ خَیْرٌ لَّکُمْ وَ عَسٰی اَنْ تُحِبُّوْا شَیْئًا وَ ھُوَ شَرٌّ لَّکُمْ ﴾[البقرہ ۲۱۶]

"بعض دفعہ انسان کسی چیز کو پسند کرتا ہے وہ انسان کے لیے نقصان دہ ہوتی ہے بعض دفعہ مکروہ چیز نفع بخش ہوتی ہے۔"

---

[۱] غراب و حقائق کامل مصر

اللہ تعالیٰ کے احکام پر ایمان فرض ہے۔ کچھ اعرابی لوگ دیہاتی خیموں میں وقت گزارتے تھے روشنی وغیرہ کا انتظام نہ تھا ان کے پاس ایک کتا ایک گدھا اور ایک مرغا تھا ایک دن لومڑ آیا مرغے کو کھا گیا لوگوں نے افسوس کیا کہ نقصان ہو گیا۔ قبیلہ میں ایک بزرگ صاحب دین موجود تھے انہوں نے کہا ان شاء اللہ اس میں کوئی بہتری ہو گی پھر کچھ وقت کے بعد کتا مر گیا اس نے کہا ان شاء اللہ اس میں بھی کوئی بہتر ہو گی۔ پھر گدھا مر گیا اس بزرگ نے کہا خیر ان شاء اللہ سب لوگوں نے تعجب کیا کہ اتنا نقصان ہو گیا اس میں کونسی بہتری ہے۔ اس اللہ والے نے کہا کہ ضرور اس میں کوئی حکمت ہو گی۔ ایک دفعہ رات کو ڈاکوؤں نے ان بستیوں اور خیموں پر حملہ کیا اور انھیں جس طرف سے مرغ، گدھے کتے کی آواز سنائی دیتی ادھر پلٹ پڑے اور صرف وہی خیمہ بچا جس کے مالک کا مرغا، گدھا، کتا مر گیا تھا تب اس بزرگ نے کہا کہ اب بتاؤ اس میں بہتری تھی یا نہیں۔

﴿ عَسٰی اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْئًا وَ هُوَ خَیْرٌ لَّكُمْ ﴾ [1]

بعض اچھی چیزیں اپنے ضمن میں مصیبت لیے ہوتی ہے انسان کو ہر معاملہ میں شریعت کے ہر حکم میں تسلیم و رضا کو اختیار کرنا چاہئے اسلامی احکام کو قید یا ناپسند نہیں کرنا چاہئے بلکہ عورت پر جو احکام شریعت نے لازم کیے ہیں وہ انسان کی بہتری کے لیے اور عورت کی آبرو کے لیے، اور گھر کی ترقی کے لیے ہیں عورت کے لیے گھر کی چاردیواری ایک محفوظ قلعہ ہے جو اس کے ایمان و عزت کی حفاظت کرتا ہے۔

اسلام میں حلال و حرام کی حکمتیں

شریعت اسلامیہ نے اگر کسی شے کو کسی حکمت کی خاطر حرام کیا ہے یا اس سے منع کیا

---

[1] عن انفع الدروس فی تهذیب النفوس ملہان بیروت

ہے تو اس کے مقابلہ میں حلال چیز کی طرف رہنمائی بھی فرمائی ہے خنزیر کا گوشت راجح مصلحت کی بناپر شریعت نے حرام قرار دیا ہے اور وہ انسان کی صحت اور ایمان کی حفاظت کے لیے ہے۔

خنزیر کا گوشت کھانے سے انسان میں بے غیرتی پیدا ہوتی ہے تحقیق سے یہ بات ثابت ہے کہ خنزیر کے گوشت سے ایک ایسی غدود پیدا ہوتی ہے جو انسان کی موت کا سبب بنتی ہے۔ [1]

غیر مسلم یہود نصاریٰ بھی ان چیزوں کے نقصانات کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں جو مسلمانوں کے عظیم رہنما پیغمبرؐ نے ۱۴۰۰ سو سال پہلے بتا دیئے تھے۔ خنزیر کے مقابلہ میں حلال جانور کا گوشت جائز قرار دیا حتیٰ کہ جانور ذبح کرنے میں بھی یہ حکمت ہے کہ ذبح کے وقت جو خون نکلتا ہے وہ انسان کی صحت کے لیے مضر ہے جبکہ ذبح کے علاوہ جتنے طریقے کفار میں مروجہ ہیں جھٹکا وغیرہ ان سے یہ حکمت حاصل نہیں ہوتی۔ طب نے ثابت کیا ہے کہ بھیڑ یا بکری کا گوشت صرف جائز ہی نہیں بلکہ صحت کے لیے ضروری بھی ہے۔ [2]

عورت کو اگر اسلام نے یہ حکم دیا ہے: ﴿ وَ قَرْنَ فِیْ بُیُوْتِکُنَّ ﴾ تو ان کی ضروریات کا خیال رکھا ہے اور ہر ضرورت کی تکمیل کے لیے آداب مقرر کیے ہیں۔

۱۔ عورت اکیلی یا غیر محرم کے ساتھ سفر نہ کرے حدیث میں ہے:

« قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا تُسَافِرُ الْمَرْأَۃُ مَسِیْرَۃَ یَوْمٍ وَ لَیْلَۃٍ اِلَّا وَ مَعَھَا ذُوْ مَحْرَمٍ » [3]

''کہ کوئی عورت بغیر محرم کے ایک رات اور دن کا سفر نہ کرے۔''

سفر عورت کی ضرورت ہے شریعت نے آداب بتا دیئے اس واضح روشن شریعت کی روشنی میں عورت، حج وعمرہ کرنے، رشتہ داروں کو ملنے، ضروری تقریبات مثلاً شادی

---

[1] التداوی بالقرآن ...... [2] الطب من الکتاب والسنۃ ...... [3] ترمذی

دغیرہ میں شرکت کرنے یا ضرورت کے وقت خاوند کی مدد کے لیے کھیتوں میں جانا وغیرہ ایسی ضروریات جو ناگزیر ہوں ان کے لیے عورت گھر سے باہر جا سکتی ہے۔

عورت کا حج کے لیے سفر کرنا

عورت اکیلی بغیر محرم کے حج جیسا مبارک سفر بھی نہیں کر سکتی ۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کی کہ میری بیوی حج پر جا رہی ہے اور میرا نام جنگ کے لیے لکھا ہوا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِرْجِعْ فَحُجَّ مَعَ امْرَءَتِكَ» [1]

''لوٹ جا اور اپنی بیوی کے ساتھ حج کر۔''

عورت کا عام سفر کرنا

پہلے ترمذی کے حوالہ سے حدیث گزر چکی ہے کہ کوئی عورت محرم یعنی باپ، بھائی یا خاوند کے بغیر سفر نہ کرے ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اِسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطٰنُ» [2]

''جب عورت گھر سے نکلتی ہے تو شیطان اس پر تانک جھانک کرتا ہے۔''

انسانوں کے دلوں میں مختلف قسم کے شکوک وشبہات ڈالتا ہے عورت کو خوبصورت شکل میں پیش کرتا ہے جس سے فتنہ پیدا ہوتا ہے اس لیے عورت کو زیب و زینت' میک اپ کے بغیر سفر کرنا چاہیے۔

عورت کا نماز کے لیے مسجد میں جانا

عورت کو مسجد میں جانے کا حکم نہیں، بلکہ اس کے لیے صرف اجازت ہے:

---

[1] رواہ البخاری ...... [2] مشکوٰۃ

«لَا تَمْنَعُوا النِّسَاءَ حُظُوظَهُنَّ مِنَ الْمَسَاجِدِ اِذْ اسْتَأْذَنُكُمْ» [۱]

''جب عورتیں مسجد میں جانے کی اجازت مانگیں تو انہیں اجازت دے دیا کرو۔''

عورت کے لیے نماز جیسے فریضے کے لیے خاوند کی اجازت ضروری ہے تو بازار جانے، رشتہ داروں کو ملنے اور دیگر تقریبات میں شرکت کے لیے اجازت کیوں ضروری نہ ہوگی؟ پھر باوجود اس اجازت کے عورت کا گھر میں نماز پڑھنا بہتر ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ ام حمید ساعدیہؓ کو آپ ﷺ نے حکم فرمایا کہ گھر کے محفوظ کونے میں نماز ادا کرنا بہتر ہے بجائے اس کے کہ گھر کے کمرے یا صحن میں ادا کی جائے محلہ کی مسجد میں نماز جامع مسجد سے بہتر ہے۔ [۲]

حدیث مذکورہ سے چند باتیں سامنے آتی ہیں۔

عورت کا...... خصوصاً فتنے کے دور...... میں ...... نماز گھر میں پڑھنا بہتر ہے حتی کہ وہ گھر میں بھی غیر محرموں کی نظروں سے چھپ کر پڑھنے کی کوشش کرے کیونکہ ہمارے معاشرتی ماحول کے مطابق گھر میں غیر محرم رشتہ دار موجود ہوتے ہیں جبکہ نماز میں جسم کے بعض حصوں کے ننگے ہونے کا احتمال ہوتا ہے۔

اگر عورت مسجد میں جانا چاہتی ہے تو شرعی حدود کے دائرہ میں رہ کر جا سکتی ہے عورت صرف اندھیرے کی نمازیں یا جمعہ عیدین وغیرہ میں شریک ہو سکتی ہے عورت کو خوشبو لگا کر نماز کے لیے بھی گھر سے باہر نہیں نکلنا چاہئے جب مسجد میں خوشبو لگا کر جانا حرام ہے تو پھر بازار میں خوشبو لگا کر کیسے جا سکتی ہے؟ حدیث میں ہے:

«اِذَ شَهِدَتْ اِحْدَاكُنَّ الْعِشَاءَ فَلَا تَطَيَّبْ تِلْكَ اللَّيْلَةَ» [۳]

---

[۱] مسلم شریف کتاب الصلاۃ ...... [۲] طبرانی ...... [۳] مسلم، ج:۲، ص:۱۶۳ (روضۃ الاحباب)

''جب عورت رات کو مسجد میں جائے تو اس رات خوشبو لگانا حرام ہے۔''

اور اسی طرح آواز پیدا کرنے والے زیور اور جوتے بھی نہیں پہننا چاہئے۔ اگر عورت کو رشتہ داروں سے ملنا اور علاج کے لیے طبیب کے پاس جانا ضروری ہو تو وہ گھر سے باہر جاسکتی ہے تاہم اپنے خاوند کی اجازت اور پردہ کے ساتھ جائے میری تمام ماؤں بہنوں سے استدعا ہے کہ وہ خدا کے لیے اپنے والدین اپنے خاوندوں کو جہنم میں لے جانے کا ذریعہ نہ بنیں بلکہ ان کے لیے جہنم کے آگے دیوار بنیں خود بھی جہنم سے بچیں اور ان کو بھی بچائیں۔

﴿ قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا ﴾

عورت کے لیے جائز ہے کہ وہ ضرورت کے وقت خاوند کی اجازت سے باپردہ ہو کر گھر سے باہر جائے اور باہر جاتے ہوئے کھلے لمبے اور شوخ رنگ والے کپڑے نہ پہنے اور نہ ایسا تنگ لباس استعمال کرے جو لوگوں کی توجہ کا مرکز بنے اور نہ ایسا لباس پہنے جو مردوں سے مشابہت رکھتا ہو ایسے تمام لباس ممنوع اور حرام ہیں۔ مردوں کی مشابہت اختیار کرنے والی عورت پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے (جو عورتیں مردوں سے اور جو مرد عورتوں سے مشابہت کرتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے) [1]

مسلمان بالغ عورت پر حجاب فرض ہے

پردہ کے متعلق اللہ کا فرمان ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا النَّبِىُّ قُلْ لِّاَزْوَاجِكَ وَبَنٰتِكَ وَنِسَآءِ الْمُؤْمِنِيْنَ يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ﴾[الاحزاب]

''اے نبی اپنی بیویوں، اپنی بیٹیوں کو اور تمام مسلمان عورتوں کو کہہ دو کہ اپنے

---

[1] بخاری و ابو داؤد

چہروں کے اوپر چادر ڈال لیا کریں۔"

دوسری آیت میں فرمایا:

﴿ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا ﴾[سورہ نور]

"اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر جو خود اضطراری حالت میں ظاہر ہو جائے وہ معاف ہے۔"

﴿ اِلَّا مَا ظَهَرَ ﴾ کے متعلق عبداللہ بن مسعودؓ کا قول صحیح سند سے منقول ہے کہ اس سے مراد اوپر والے کپڑے، بڑی چادر یا برقعہ وغیرہ ہیں برقعہ پر نظر پڑنے سے کوئی گناہ نہیں ہے۔قرآن وحدیث میں پردہ کی بار بار تاکید کی گئی۔

عورتیں اپنے اوپر دوپٹہ لٹکائیں

① امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امام محمد بن سیرینؒ نے عبیدہ السلمانیؒ سے ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ﴾ کا مطلب پوچھا تو جواب میں انہوں نے عملی طور پر اپنا سر چہرہ چھپالیا صرف ہاتھ اور آنکھ کو کھلا رکھا۔[۱]

یعنی عورت صرف ایک آنکھ بقدر ضرورت کھلی رکھ سکتی ہے سر اور چہرہ چھپانا ضروری ہے۔

② امام ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورتیں اپنا سر اور چہرہ چھپا کر رکھیں۔[۲]

③ ابن قتیبہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "جَلَابِيْب" سے مراد چادر ہے۔[۳]

④ ابوحبان نے بیان کیا ہے کہ ﴿يُدْنِيْنَ عَلَيْهِنَّ مِنْ جَلَابِيْبِهِنَّ ﴾ سے پورا جسم چھپانا مراد ہے جس میں چہرہ بھی شامل ہے جاہلیت کے دور میں عورتیں اپنا چہرہ ننگا رکھتی تھیں اس لیے یہ حکم ہے۔[۴]

---

[۱] تفسیر ابن کثیر۔ ...... [۲] ابن جوزی ...... [۳] ابن قتیبہ ...... [۴] البحر المحیط

۵ امام ابوسعودؒ فرماتے ہیں کہ عورت پر لازم ہے کہ سارا جسم اور چہرہ چھپائے۔ [۱]

۶ امام سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عورت صرف ایک آنکھ کھلی رکھ سکتی ہے۔

۷ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے واقعہ افک میں حضرت صفوان بن معطل السلمیؓ کے منہ سے اناللہ کی آواز سن کر چہرہ پر پردہ کرلیا تھا۔ [۲]

۸ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: «اَلْمَرْأَةُ عَوْرَةٌ» اس حدیث سے صراحتاً ثابت ہے کہ عورت کا پورا جسم ڈھانپنا ضروری ہے۔

۹ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث کی روشنی میں فرمایا:

«ظُفُرُ الْمَرْأَةِ عَوْرَةٌ»

''کسی عورت کا اپنے ناخن بھی چھپانا ضروری ہے۔''

تمام مذکورہ آیات واحادیث اور اقوال صحابہ سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت کو غیر محرموں کے سامنے اپنا پورا جسم مع چہرڈھانپنا ضروری ہے۔

۱۰ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کو قدم ڈھانپنے کا حکم دیا آپؐ کا حکم ہے کہ عورتیں ایک ہاتھ لمبا کپڑا یا چادر پاؤں پر لٹکائیں جس سے قدم نظر نہ آئیں۔ [۳]

یہ بات عقلی طور پر ثابت ہے کہ عورت کا پورا جسم اور خاص طور پر چہرہ، فتنے کا سبب ہے لیکن تعجب ہے کہ ہمارے معاشرہ میں عورتوں کا پاؤں ننگے رکھنا اور خصوصاً جوتوں کی دکان پر غیر محرموں سے اپنے پاؤں میں جوتا فٹ کرانا، معیوب نہیں سمجھا جاتا حالانکہ یہ حرام فعل ہے۔

جس طرح اسلام نے عورت کی ناموس وعزت کی حفاظت کی ضمانت دی ہے، دنیا کے کسی مذہب نے نہیں دی اس پرفتن دور میں عورت کی حالت بڑی نازک ہے۔ میں

---

۱ ابو سعود ...... ۲ ترمذی مع تحفۃ الاحوذی، ج:۵، ص:۶۰۴

نے یورپ کی تہذیب کو دیکھا اور پھر تمام عرب مما لک میں سیاحت کے دوران مسلمان عورت کی تہذیب کو دیکھا افسوس کہ ان اسلامی مما لک میں عورتیں اپنی طرز زندگی میں مغرب کی نقالی کرنے پر فخر محسوس کرتی ہیں بلکہ بعض جگہوں پر مسلم اور غیر مسلم عورت میں فرق کرنا بڑا مشکل ہوتا ہے۔ اسلام بڑی نعمت ہے۔ ہمیں اپنی زندگی کو اسلام کے مطابق گزارنی چاہیے۔ یورپ کی زندگی حیوانیت سے تعبیر ہے اسلامی مما لک کو یورپ کی تقلید نہیں کرنی چاہئے۔ اے مسلمان تیری ایمانی غیرت تجھے اس بات کی اجازت دیتی ہے کہ تو لباس پہن کر بھی بے لباس ہو؟ جیسا کہ نبی ﷺ نے فرمایا:

«نِسَاءٌ کَاسِیَاتٌ عَارِیَاتٌ»

''کتنی ایسی عورتیں ہیں جو لباس پہنے کے باوجود ننگی ہیں۔ [1]

اے میری مسلمان بہن کیا کافر کی یہ بات تجھے غیرت نہیں دلاتی ہے کہ جس نے یہ کہا تھا کہ مسلمانوں کے لیے ایک بے پردعورت ۱۰۰ میزائلوں سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

اے مسلمان بہن خدا کے لیے بے پردہ نہ ہو خدا کے غضب سے ڈر اور قبر کی اندھیری رات کو یاد کر۔

- پردہ اللہ اور اس کے پیغمبر کی اطاعت ہے۔
- پردہ ایمان ہے۔
- پردہ حیاء ہے اور حیاء ایمان ہے ایمان جنت کا سبب ہے۔
- پردہ شیطان سے بچنے کے لیے تلوار ہے۔
- پردہ تیری غیرت کے لائق ہے۔
- پردہ تیری عزت کی ضمانت ہے۔

---

[1] موطا باب ما یکرہ

- پردہ اسلام کی علامت ہے۔
- پردہ مذہب کی غیرت ہے۔
- پردہ عورت کی فطرت ہے۔
- پردہ ہی سبب دخول جنت ہے۔ [1]

پردہ کی شرائط

[۱] صنف نازک کا سارا بدن سرتا پا عورت سے ہے جس کو ڈھانپنا عقلاً وشرعاً فرض ہے اور سر سے پاؤں کے ناخن تک کوئی بھی حصہ مجبوری کے علاوہ غیر محرموں کے سامنے ننگا کرنا حرام ہے ہاتھوں پر دستانے پاؤں پر جراب وغیرہ ضروری ہے۔

[۲] جس کپڑے سے پردہ کیا ہو وہ بھی بذات خود پرکشش نہ ہو تا کہ فتنے کا سبب نہ بن سکے۔

[۳] پردے والا کپڑا بہت کھلا ہو تنگ نہ ہو کہ جس سے عورت کا جسم نمایاں ہو۔

[۴] پردے والے کپڑے پر خوشبو بھی نہیں لگانی چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَالْمَرْأَةُ إِذَا اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ بِالْمَجْلِسِ فَهِيَ كَذَا وَ كَذَا يَعْنِيْ زَانِيَة ...... الحديث)) [2]

”جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے گویا وہ زانیہ ہے۔“

اس سے زیادہ وعید کیا ہو سکتی ہے گویا وہ عورت بازاروں میں یا لوگوں میں خوشبو لگا کر اس لیے نکلتی ہے کہ لوگوں کو زنا کی دعوت دے البتہ اپنے خاوند کے لیے خوشبو لگانا جائز ہے۔

[۵] ایسا لباس جو مردوں سے مشابہت رکھتا ہو، عورت کے لیے پہننا حرام ہے جو

---

[1] حجاب المراۃ ...... [2] ترمذی ابواب الاحباء

عورتیں مردوں سے مشابہت کرتی ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہوتی ہے:

« لَعَنَ النَّبِیُّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ الْمُتَشَبِّهَاتِ بِالرِّجَالِ » [۱]

''مردوں سے مشابہت کرنے والیوں پر اللہ کی لعنت ہے۔''

۶ مسلمان عورت ایسا لباس بھی نہ پہنے جو کافرہ عورتوں کے لباس سے مشابہت رکھتا ہو حدیث میں ہے:

« مَنْ تَشَبَّهَ بِقَوْمٍ فَهُوَ مِنْهُ » [۲]

''جس نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ ان میں سے ہوگا۔''

۷ ایسا لباس یا برقعہ نہ پہنے جس سے شہرت مقصود ہو یا یا ایسا لباس جو معاشرے میں منفرد یا خاص پہچان و مقام بننے کا باعث ہو پہننا جائز نہیں۔

۸ پردہ میں رہنے کے باوجود اپنی چال کو بھی درمیان رکھے۔ تیز یا پاؤں پٹخ کر نہیں چلنا چاہئے۔ جیسا کہ قرآن میں ہے:

﴿ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ ﴾[سورہ نور]

''اپنے پاؤں زمین پر نہ ماریں۔''

۹ جب مردوں کا سامنا ہو جائے تو نگاہیں نیچی رکھے بغیر ضرورت مردوں سے کلام نہ کرے۔ دو عورتیں اکٹھی اونچی آواز سے بھی گفتگو نہ کریں۔

لہجہ میں بناوٹ، شیرینی اور نرمی سے کام لینا غیر مردوں کے سامنے ناجائز ہے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ ﴾[الاحزاب]

''عورتیں نرمی سے گفتگو نہ کریں۔''

امام سدی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نرم کلام نہ کریں انداز و نخرے والا کلام ممنوع ہے۔

---

[۱] بخاری و ترمذی بشرح تحفة الاحوذی ...... [۲] مشکوٰة

افسوس ناک رسم و رواج

نظر نیچی تو درکنار ہمارے معاشرے میں اہتمام کے ساتھ مردوں کو دیکھا جاتا ہے، شادی کے موقعوں پر مردوں کو دیکھنا۔ دولہا کا تمام غیر محرم عورتوں کو دیکھنا تمام لڑکیوں کا اس کو دیکھنا ایک قبیح رسم بن چکی ہے۔ برقعہ کے اندر سے مردوں کی شکل نوٹ کرنا وغیرہ یہ سب چیزیں خلاف شریعت ہیں:

مومن مردوں کے لیے بھی حکم ہے کہ:

﴿ قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَ يَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ﴾[سورہ نور]

''مومن اپنی نظریں نیچی رکھیں اپنی شرمگاہ کی حفاظت کریں۔''

اسی طرح عورتوں کے بارے میں فرمایا:

﴿ قُلْ لِلْمُؤْمِنٰتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَ يَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ ﴾[سورہ نور]

''اپنی نگاہ نیچی رکھیں اور اپنی عزت کی حفاظت کریں۔''

۱۰ عورت راستہ میں چلتے ہوئے غیر محرموں کی موجودگی میں اپنا پردہ منہ سے نہ اتارے تاہم مجبوری کی صورت میں جائز ہے ضرورت کے بعد فوراً چہرہ ڈھانپ لیں جیسے مرض کی وجہ سے ڈاکٹر کے سامنے پردہ ہٹانا۔

تنبیہ:

جب عورت اپنی کسی سہیلی یا رشتہ دار کے گھر جائے تو اپنے سر منہ سے کپڑا اس طرح نہ اتارے کہ زینت ظاہر ہو کیونکہ گھر میں غیر محرم بھی اس کو دیکھ سکتے ہیں اور ہوسکتا ہے جس کی اسے خبر بھی نہ ہو۔

عورت کے لیے اپنا گھر ہی عزت و کرامت کی جگہ ہے جہاں وہ اپنے خاوند کے سامنے زینت سے مزین ہوسکتی ہے۔ ایک مسلمان عورت ایک ایسی عورت کے سامنے

بھی اپنی زینت ظاہر نہ کرے جو ایمان سے خالی یا فاحشہ ہو کیونکہ وہ اس کی شکل دیکھ کر اپنے خاوند کو شکل شباہت بتائے گی جس سے فتنہ کا خطرہ ہے، حدیث نبوی ﷺ ہے:

«لَا تُبَاشِرُ الْمَرْأَةُ الْمَرْأَةَ فَتَنْعَتُهَا لِزَوْجِهَا كَأَنَّهُ يَنْظُرُ إِلَيْهَا» [1]

''کوئی عورت کسی عورت کے سامنے اپنا بدن ننگا نہ کرے ورنہ دوسری عورت اس کے اوصاف اپنے خاوند کے سامنے بیان کرے گی اس طرح کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہو۔''

اس ضمن میں یہ وضاحت ضروری ہے کہ '' خُنْثٰی ''یعنی ہیجڑے جو ایک تیسری نسل ہے یہ بعض مردوں سے مشابہت رکھتے ہیں اور بعض عورتوں سے لہٰذا دونوں فریق ان سے احتیاط کریں کیونکہ ان کے مضر اثرات معاشرہ میں زیادہ ہیں۔ اس لیے ہیجڑوں کو بھی اپنے گھروں میں داخل نہ ہونے دو۔ یہ پاکدامن عورتوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ بنتے ہیں۔ فرمان نبوی ﷺ ہے:

«لَا يَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَيْكُمْ» [2]

''ہیجڑوں کو گھر میں داخل نہ ہونے دو۔''

نبی ﷺ کے پاس ایک ہیجڑے نے ایک عورت کے متعلق ایک صحابی کو معلومات فراہم کیں اور اس انداز سے کہ گویا وہ اسے دیکھ رہا ہے یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے ہیجڑوں کو گھروں میں داخل ہونے سے منع کر دیا خاص کر اب فتنوں کے دور میں تو قطعی طور پر اس پر پابند ہونی چاہئے۔ گھر میاں بیوی کا قلعہ ہے جس کا دشمن شیطان اور اس کی اولاد ہے آخر میں عورت کے لباس کے متعلق چند گز ارشادت پیش خدمت ہیں۔

---

[1] رواہ المسلم وبخاری ...... [2] متفق علیہ

عورت کے لباس کے متعلق شرعی ہدایات

عورت کا لباس اتنا باریک نہ ہو کہ اس کا جسم نظر آئے نبی ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

« نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مَائِلَاتٌ مُمِيلَاتٌ حَائِلَاتٌ مُمْسِيلَاتٌ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَ رِيْحُهَا يُوْجَدُ مَسِيْرَةَ خَمْسَ مِائَةِ سَنَةٍ» [1]

''بعض ایسی عورتیں جو کپڑے پہننے کے باوجود ننگی ہوتی ہیں مردوں کی طرف مائل ہونے والی اپنی طرف مائل کرنے والی جنت میں داخل نہیں ہوں گی اور وہ جنت کی خوشبو تک نہ پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو ۵۰۰ سو سال کے فاصلہ سے آتی ہوگی۔''

برقعہ یا عام لباس جو بالکل باریک ہو غیر محرموں کے سامنے پہننا ناجائز ہے بعض دفعہ عورتیں سر کی چادر اتنی باریک لیتی ہیں کہ سر کے بال نظر آتے ہیں آج کل کا پردہ بذات خود فتنہ ہے: « كَاسِيَات عَارِيَاتٌ » لباس پہننے کے باوجود ننگی اس حدیث کی تشریح دور حاضر میں بالکل واضح ہوگئی جبکہ بعض مسلم ممالک میں بھی عورتیں گھٹنوں تک شلوار ننگے بازو اور سر بھی ننگا رکھتی ہیں جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے کہ « المراة کلها عورة» عورت کا سارا جسم چھپانا فرض ہے۔ اس طرح برقعہ کا نقاب اتنا باریک استعمال کرنا جیسا کہ فینسی برقعہ میں ہوتا ہے۔ یہ تو پردہ کے نام پر فیشن ہے اور یہ اتنا چست ہوتا ہے کہ عورت کا انگ انگ ظاہر ہوتا ہے اور عورت کا اپنے اعضاء نسوانی کو ظاہر کرنا حرام ہے خواہ فینسی برقعہ کے ذریعے ہو یا ناک پر کپڑا کھینچ کر باندھنے سے ہو علاوہ ازیں عورت کی

---

[1] موطا باب ما یکرہ للنساء

بعض مصنوعی زیبائش بھی حرام ہیں خواہ وہ گھر کے اندر ہی ہوں مثلاً رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

((اَنَّ النَّبِیَّ لَعَنَ الْوَاشِمَاتِ وَالْمُسْتَوْشِمَاتِ وَالْمُتَنَمِّصَاتِ مُبْتَغِیَاتٍ لِلْحُسْنِ مُغَیِّرَاتٍ خَلْقَ اللّٰہِ)) [1]

"مصنوعی بال لگانے والی، لگوانے والی، چہرہ سے حسن کی خاطر بال اکھیڑنے والی، اللہ کی تخلیق کو تبدیل کرنے والی عورتوں پر اللہ کی لعنت ہے۔"

اسی طرح بعض دوسرے افعال محرمہ پر آپ نے لعنت فرمائی ہے مثلاً عورت کا اپنے جسم پر تل بنوانا دھوکہ کے لیے اپنے بال لمبے کرنا وگ استعمال کرنا وغیرہ خوبصورتی کے لیے چہرے یا ماتھے سے بال اکھیڑنا، سر میں بالوں کو جوڑ کر چوٹی بنانا، دانتوں کے درمیان رگڑ کر فاصلہ بنانا، دانتوں کو برابر کرنا یہ تمام افعال حرام ہیں ایسا فعل کرنے والی عورت اللہ اور اس کے رسول کی لعنت کی مستحق ہے۔ [2]

خاوند کو یہ چاہئے کہ یہ چند باتیں جو اس نصیحت نمبر ۲ میں بیان کی گئی ہیں ان کو ملحوظ خاطر رکھے اور قرآن وحدیث سے اقوال سلف وصالحین سے، اپنی بیوی کی تربیت اسلام کے مطابق کرے۔ ان شاء اللہ رب تعالیٰ ہدایت کے دروازے کھول دے گا۔

واللّٰہ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَاءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْم ...... اَلسَّعْیُ مِنْکُمْ وَاِتْمَامٌ مِنَ اللّٰہِ

ہمت مرداں مدد خدا۔ وباللہ التوفیق

---

[1] ترمذی ...... [2] نسائی کتاب الزینۃ

نصیحت نمبر:۳

اپنے گھروں کو ذکرِ الٰہی کی جگہ بناؤ

گھر معاشرہ کا ایک ضروری جز ہے گھر کی اصلاح کے لیے تنظیم سازی کے احکام بیان کئے جاتے ہیں اگر چند رہنما اصول اپنے دامن گیر کرلیں تو بمصداق "القَاضِیُ وَالنَّاسُ رَاضِیُ "یقیناً گھر اور معاشرہ سکون کی نیند سو سکتا ہے۔

ایک گھر میں دو الگ الگ خاندانوں اور مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے دو افراد یعنی میاں بیوی نے علاقائی، قومی اور خاندانی تمام فاصلے مٹا کر مشترکہ زندگی گزارنے کا فیصلہ کرلیا۔ حسن کا تفاوت اور امیر غریب کا فاصلہ ختم ہوگیا صرف ایک رشتہ ازدواجیت قائم ہوا اور اس رشتہ سے بڑھ کر محبت کا ذریعہ بننے والا کوئی رشتہ نہیں۔

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ:

«لَمْ تَرَ لِلْمُتَحَابِّيْنَ مِثْلَ النِّكَاحِ»[1]

دنیا میں محبت کا سب سے بڑا نکاح (شادی) ہے میاں بیوی اس گاڑی کے دو پہیے ہیں جس کو گھر کہتے ہیں اگر یہ دونوں آپس میں مطابقت کے ساتھ قوت صرف کریں گے تو یہ گھر جلد ہی ترقی کی راہ پر گامزن ہوکر اپنی منزل مقصود حاصل کرلے گا جس کی انتہاء دخول جنت ہوگی اگر میاں بیوی نے سابقہ اسلامی اصولوں کو مدنظر رکھتے ہوئے شادی کی یا شادی کے بعد میاں بیوی میں اسلام کی برکت اور اسلام کی روشنی سے دینداری پیدا ہوگئی اور انھوں نے اپنی آخرت کی فکر کے لیے اپنی قومی، علاقائی اور

[1] مشکوۃ

شہوانی خواہشات کو چھوڑ کر دین اسلام کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنالیا تو چند اب لازماً ان کو گھر کی ضرورت ہے وہ گھر کچا مکان ہو، یا جھونپڑی ہو یا کوئی بنگلہ ہو۔ چنانچہ گھروں کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے کے لیے چند راہنما اصول پیش خدمت ہیں اور جو گھر اللہ کی رضا کے لیے انہیں ملحوظ خاطر رکھے گا وہ بفضلہٖ تعالیٰ امن وسکون کا مرکز ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اِجۡعَلُوۡا بُيُوۡتَكُمۡ قِبۡلَةً وَ اَقِيۡمُوا الصَّلٰوةَ ﴾[سورہ یونس]

''اپنے گھروں کو قبلہ بناؤ اور نماز قائم کرو۔''

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ بنی اسرائیل کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اپنے گھروں کو مسجد بنالیں اور وہاں نماز پڑھیں کیونکہ فرعون ان پر ظلم کرتا تھا۔ امام ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب فرعون نے بنی اسرائیل پر سختی کی تو ان کو زیادہ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ [۱]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان گرامی ہے:

((مَثَلُ الۡبَيۡتِ الَّذِيۡ يُذۡكَرُ اللّٰهُ فِيۡهِ وَ الۡبَيۡتُ لَا يُذۡكَرُ اللّٰهُ فِيۡهِ مِثۡلُ الۡحَيِّ وَالۡمَيِّتِ)) [۲]

''جس گھر میں اللہ کا ذکر ہوتا ہے وہ زندہ شخص کی طرح ہوتا ہے اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہیں ہوتا وہ مردہ شخص کی طرح ہوتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَاذۡكُرُوۡنِيۡۤ اَذۡكُرۡكُمۡ وَاشۡكُرُوۡا لِيۡ وَ لَا تَكۡفُرُوۡنِ ﴾[البقرہ]

مذکورہ آیت کی تفسیر میں امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے تم میرا ذکر کرو، (میری اطاعت کے ساتھ) میں تم کو یاد کروں گا (اپنی بخشش کے ساتھ) یعنی ذکر، اللہ کی اطاعت ہے جو اللہ کی اطاعت سے اعراض کرے گا اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ [۳]

---

[۱] تفسیر ابن کثیر ...... [۲] ترغیب والترھیب ...... [۳] تفسیر ابن کثیر

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ

دلوں کو زنگ لگ جاتا ہے جس طرح لوہے کو زنگ لگتا ہے اس زنگ کو اللہ کے کلام، اس کے ذکر اور موت کی یاد سے اتارا جا سکتا ہے۔ [1]

پھر ذکر کی کئی اقسام ہیں سب سے بڑا ذکر نماز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ﴾[طٰہٰ]

''میرے ذکر کے لیے نماز قائم کرو۔''

قرآن کی تلاوت بھی ذکر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَ اِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ ﴾[الحجر]

''ہم نے اس ذکر (قرآن) کو نازل کیا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں۔''

گھر کے اندر مختلف اوقات میں دعائیں کرنا بھی ذکر میں شامل ہیں۔ مختلف اوقات کے لیے دعاؤں کی چھوٹی کتاب پیارے رسول کی پیاری دعائیں ہر گھر میں ہونا ضروری ہے اللہ کا ذکر ہر وقت مشروع ہے جس گھر میں اللہ کا ذکر ہوگا وہاں اللہ کی رحمتوں کا نزول ہوگا شیطان اس گھر سے دور رہے گا۔ ترغیب و ترھیب میں امام منذری رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کے تقریباً ۲۰ (بیس) فوائد بیان کیے ہیں مثلاً:

1. ذکر کرنے والا اللہ تعالیٰ کی رحمت کا مستحق ہوتا ہے۔
2. اس کا دل ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف مائل رہتا ہے۔
3. اس کو دنیا و آخرت کی سعادت نصیب ہوتی ہے
4. ذکر کرنے والوں کے ساتھ بیٹھنے والا بدنصیب نہیں ہو سکتا۔

مختصراً یہ کہ دنیا و آخرت کی بھلائی اللہ کے ذکر میں ہے ہمیں اپنے گھر میں کثرت

---

[1] مشکوۃ

سے اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہئے۔ [۱]

ذکر کی کوئی بھی صورت ہو لیکن شریعت کی حدود میں ہونی چاہئے۔ ذکر سے مراد کوئی خاص محفل بر پا کرنا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ سنت کے خلاف ہے۔ اگر چہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ ہے لیکن اس کی ادائیگی میں مروجہ طریقہ اپنانا یعنی اکٹھے بیٹھ کر بلند آواز سے ذکر کرنا جس طرح بعض جاہل صوفیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے الغرض ہر نیک عمل کے لیے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت شرط لازم ہے جس عمل میں کتاب اللہ وسنت رسول اللہ ؐ کی پیروی نہیں وہ عمل خواہ پہاڑ جیسا بھی ہو، مردود ہے۔ حدیث نبوی ہے:

((مَنْ اَحْدَثَ فِیْ اَمْرِنَا هٰذَا مَا لَیْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ)) [۲]

''جس نے ہماری شریعت میں وہ کام جاری کیا جو پہلے نہیں تھا وہ مردود ہے۔''

دوسری حدیث میں فرمایا:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَیْسَ عَلَیْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

''کوئی انسان ایسا عمل کرے جو شریعت محمدی کے خلاف ہو وہ قابل قبول نہیں۔''

ہر عمل کے لیے خواہ نماز ہو، روزہ ہو حج ہو ذکر اللہ ہو دو شرطیں ضروری ہیں۔

۱ خلوص نیت ...... ۲ مطابقت سنت

۱۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ فَاعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ﴾ [سورة الزمر]

''کہ فقط اللہ تعالیٰ کو عبادت کا مستحق جان کر اس کی عبادت کرو۔''

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّكُمْ تُرْحَمُوْنَ ﴾ [سورة آل عمران]

''اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرو اللہ تم پر رحم کرے گا۔''

---

[۱] ترغیب الترهیب ...... [۲] بخاری و مسلم

مذکورہ دوشرطیں جس عمل میں ہوں گی وہ عمل اگرچہ ذرہ برابر کیوں نہ ہو قیامت کو پہاڑ جیسا ہوگا اگر نیت خالص نہیں تو ریاکاری ہوگی جو شرک اصغر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اَلَّذِيْنَ هُمْ يُرَاۤءُوْنَ ۝ وَ يَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ﴾ [الماعون]

''اگر دکھلاوا اور ریا، نماز جیسے عظیم عمل میں آجائے تو ہلاکت کا سبب بن جاتا ہے۔ اگر اتباع سنت نہیں تو وہ عمل بدعت ہوگا جس کا کرنے والا گمراہی کے راستہ میں ہے اور اس کا انجام کار جہنم ہوگا۔ عِیَاذً بِاللّٰہِ

«كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلُّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ» [1]

''ہر بدعت گمراہی ہے ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے......۔''

ذکر اللہ کا مشروع ہونا شرط ہے اپنی طرف سے کوئی خاص طریقہ بنانا غلط ہے جس طرح بلند آواز سے اجتماعی محفلوں میں لا الہ الا اللہ کا ذکر کرنا وغیرہ اس طرح کے اذکار ہرگز عبادت نہیں بلکہ گناہ بھی ہوسکتے ہیں۔ اصول فقہ کی کتابوں میں ہے کہ عبادات ایک توفیقی امر ہیں یعنی شریعت سے ہر عبادت کا ثابت ہونا ضروری ہے لہٰذا ہمیں اپنے گھروں کو ذکر اللہ کی جگہ بنانا چاہیے۔

گھر سے باہر نکلتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت، اٹھتے بیٹھے بستر پر سوتے جاگتے وقت، کھانا کھاتے وقت، ہر موقع کے مطابق اللہ کا ذکر قرآن وحدیث سے ثابت ہے کوئی مصیبت آئے، انا للہ، کوئی نعمت ملے، الحمد للہ کہنا چاہیے اسی طرح بیوی کو چاہیے کہ گھر کا کام کرتے وقت گھر میں اللہ کا ذکر کرتی رہے۔ صحیح حدیث میں ہے:

« كَلِمَتَانِ خَفِيْفَتَانِ عَلَى اللِّسَانِ ثَقِيْلَتَانِ فِي الْمِيْزَانِ حَبِيْبَتَانِ اِلَى

---

[1] حدیث صحیح

الرَّحْمَانِ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ »[1]

''یہ دو کلمے ادائیگی میں بڑے آسان اللہ کو بڑے پیارے قیامت کے دن میزان میں بہت وزنی ہیں۔'' (سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ بِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِیْمِ)

انسان کو چاہیے کہ وہ ذکر الٰہی کو اپنی عادت بنائے اور دروازہ بند کرتے وقت، برتن ڈھانپتے وقت، اللہ کا نام لے۔ الترغیب والترھیب، الاذکار للنووی اور صحاح ستہ کی کتابوں میں ذکر کے لیے مختلف ابواب موجود ہیں گھر کی اصلاح کے لیے میاں بیوی کو اللہ کے ذکر سے غافل نہیں ہونا چاہئے ذکر کرنے والی زبان جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گی اسی طرح اللہ کے خوف سے رونے والی آنکھ جہنم کی آگ سے محفوظ رہے گی۔ فرائض کی ادائیگی کے بعد اللہ کا ذکر بہترین عمل ہے بیوی کو چاہئے کہ وہ ہر چھوٹے بڑے کام میں اللہ کا ذکر کرے پھر گھر ایک اسلامی قلعہ بن جائے گا جس میں نہ مال کے دشمن داخل ہوں گے، نہ عزت کے دشمن اور نہ ہی ایمان کے دشمن داخل ہو سکیں گے۔

مومنہ خاتون کی بے مثال استقامت

حضرت ماشطہ رضی اللہ عنہا کا قصہ ہماری عورتوں کو اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔

احادیث کی کتابوں میں ہے کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ: اسراء و معراج کی رات میرے اوپر سے ایک خوشبودار ہوا گزری میں نے جبرائیل سے پوچھا یہ ہوا کیسی ہے تو جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ خوشبو ماشطہ اور اس کی اولاد کی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس کا کیا قصہ ہے جبرائیل نے بتایا کہ وہ عورت فرعون کی بیٹی کو کنگی کرتی تھی ایک دن اس کے ہاتھ سے کنگی گر گئی تو اس نے کہا: « بِسْمِ اللّٰهِ » -

---

[1] بخاری و مسلم

فرعون کی بیٹی نے پوچھا میرا باپ تیرا رب ہے ناں؟ کیونکہ فرعون اپنے آپ کو رب کہلاتا تھا جس طرح قرآن کریم میں ﴿فَقَالَ اَنَا رَبُّکُمُ الْاَعْلٰی﴾ [سورۃ النازعات] تو ماشطہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کہ نہیں بلکہ میرا رب وہ ہے جو تیرے باپ کا بھی رب ہے فرعون کی بیٹی نے اپنے باپ کو بتایا تو فرعون نے ماشطہ رضی اللہ عنہا کو بلایا اور پوچھا کہ میرے علاوہ بھی تیرا کوئی دوسرا رب ہے؟ تو اس مومنہ نے بلا خوف خطر جواب دیا کہ میرا رب وہ آسمان والا ہے جو تیرا بھی رب ہے۔

چنانچہ کافر نے وہی حربہ استعمال کیا جو عام طور پر دوسرے کافر اسلام کی دعوت کو مٹانے کے لیے استعمال کرتے ہیں چنانچہ گندھک پگھلایا گیا آگ خوب جلائی گئی اس مومنہ کو اور اس کی اولاد کو آگ میں ڈالنے کا حکم دیا گیا اس مومنہ نے اسلام کی خاطر اس قربانی کو بخوشی قبول کیا اور کہا کہ میری خواہش ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری اور میری اولاد کی ہڈیاں ایک کپڑے میں ڈال کر ایک جگہ دفن کر دی جائیں پہلے اس مومنہ کی اولاد کو آگ میں پھینکا گیا جب آخری شیر خوار بچے کو پھینکنے لگے تو ماں کی ممتا کچھ بیدار ہوئی تو بچے نے ماں سے کہا پریشان مت ہو دنیا کا عذاب آخرت کے عذاب کے مقابلہ میں کچھ بھی نہیں ماں یہ آگ نہیں بلکہ گلزار ہے چنانچہ سب بچے اور ماں دنیا کی آگ میں تو کود گئے لیکن جنت کے مالک بن گئے۔ [1]

سچ فرمایا، اللہ کے پیغمبر نے:

«اَفْضَلُ الْجِهَادِ كَلِمَةُ حَقٍّ عِنْدَ سُلْطَانٍ جَائِرٍ» [2]

ایسی مومنہ جو ہر وقت اللہ کا ذکر کرے، اس کی زندگی کو ہمیں مشعل راہ بنانا چاہیے اور تمام ماؤں بہنوں کو ہر وقت گھر میں اللہ کا ذکر کرنا چاہیے جس کو ذکر کرنے والی زبان، شکر کرنے والا دل، دین و دنیا کے معاملات میں تعاون کرنے والی بیوی حاصل

---

[1] مسلم الاطفال الی بلوغ النکاح الشیخ احمد القلاش

ہو گئی وہ دنیا و آخرت میں سعادت مند ہے۔ گھروں کو اللہ کے ذکر کی جگہ بناؤ، شیطان کا مسکن نہ بناؤ جہاں اللہ کا ذکر ہوگا وہاں اللہ کی رحمت ہوگی میاں بیوی کی زندگی پرسکون گزرے گی۔

تمام اہل اسلام سے استدعا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں غیبت، چغلی، فضول کلام، گانا بجانا چھوڑ کر اللہ تعالیٰ کے ذکر کو اپنی عادت بنائیں تب سکون ان کے قدموں میں ہوگا۔

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْرًا كَثِیْرًا ﴾......اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْئَلُكَ قَلْبًا شَاكِرًا وَ لِسَانًا ذَاكِرًا

بحث نمبر:۴

گھروں میں قرآن کریم کی تلاوت کریں

قرآن ایک عظیم کتاب ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰى جَبَلٍ لَّرَاَيْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ...... ﴾[سورة الحشر]

''اگر ہم قرآن پہاڑوں پر نازل کرتے تو وہ بھی اللہ کے خوف سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔''

حضرت عوض رحمۃ اللہ علیہ، ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں اگر پہاڑ اپنی سختی کے باوجود قرآن پر تدبر کرنے سے اور خوف خدا سے پھٹ سکتے ہیں۔ تو اے ابن آدم تجھے کیسے لائق ہے کہ تو قرآن کو سمجھتا ہے پڑھتا ہے پھر بھی اللہ سے نہیں ڈرتا اور تیرا دل نرم نہیں ہوتا اللہ کا حکم ہے کہ قرآن میں غور وفکر کرو ، خشوع وخضوع سے اس کے احکام پر عمل کرو، قرآن کے احکام، حدود، اوامر ونواہی، منزّل من اللہ ہیں کسی میں شک کی گنجائش ہی نہیں۔ [1]

قرآن کریم کی تلاوت کی بہت فضیلت ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ الٓمٓ ایک حرف نہیں بلکہ یہ تین حروف ہیں، پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملیں گی۔ [2]

تلاوت قرآن سے انسان کا سینہ روشن ہو جاتا ہے قرآن کی تلاوت برکت کا سبب ہے، قرآن کی تلاوت چھوڑنے سے دل مردہ ہو جاتا ہے قرآن پڑھنے سے انسان مشرک نہیں رہتا۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے طائف سے واپس آ کر قرآن کی تلاوت کی جنوں نے

---

[1] تفسیر ابن کثیر، ج: ٤، ص: ٣٤٣ ...... [2] ترغیب والترھیب ص: ٣٤٢

جب اسے سنا اور پکار اٹھے:

﴿لَنْ نُّشْرِكَ بِرَبِّنَا اَحَدًا﴾ [سورة الجن]

''ہم اپنے رب سے ہرگز شرک نہیں کریں گے۔''

جنات نے قرآن سن کر شرک سے توبہ کر لی اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پڑھنے سننے سے انسان کا عقیدہ مضبوط ہوتا ہے اس لیے کہ قرآن اللہ کا کلام ہے اور یہ باعث ہدایت ہے۔ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بیان فرماتے ہیں:

« خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ »

''تم میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور دوسروں کو سکھائے۔'' [1]

مسلم اور ابوداؤد میں ایک حدیث ہے کہ جس گھر میں یا جس مجلس میں قرآن پڑھا جاتا ہے:

« نَزَلَتْ عَلَيْهِمُ السَّكِينَةُ غَشِيَتْهُمُ الرَّحْمَةُ وَ الْمَلَائِكَةُ وَ ذَكَرَهُمُ اللّٰهُ فِيمَنْ عِنْدَهُ » [2]

''قرآن پڑھنے والوں پر سکون نازل ہوتا ہے اللہ کی رحمت ان کو ڈھانپ لیتی ہے فرشتے اس مجلس کا گھیراؤ کر لیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان لوگوں کا فرشتوں میں ذکر کرتے ہیں۔''

آج اکثر مسلمانوں کے گھر قرآن کی تلاوت سے خالی ہیں، وہ گھر مردہ دل لوگوں کے گھر ہیں ان کی غیرت مر چکی ہے اور وہاں شیطانوں نے اپنا ڈیرہ جما رکھا ہے، وہاں سے فسق و فجور، جھوٹ، بے ایمانی، بددیانتی، رشوت ستانی، سود خوری جیسی لعنتیں پیدا ہوتی ہیں جس گھر میں میاں بیوی تلاوت نہیں کرتے وہ گھر خدا کے غضب کا نشانہ ہیں۔ (عِيَاذً باللّٰه)

---

[1] بخاری و مسلم ترغیب الترھیب، ج:۲ ب ص: ۳۴۲ ...... [2] ترغیب الترھیب، ج:۲، ص: ۳۴۳

برادرانِ اسلام! اگر اپنے گھروں میں سکون اور اللہ کی رحمت و برکت کا نزول چاہتے ہو تو گھروں میں کثرت سے قرآن کی تلاوت کرو اپنی اولادوں کو بھی قرآن کی تعلیم دلاؤ۔ دنیاوی تعلیم حاصل کرنے والی اولاد والدین کی قبر پر دعا تک نہیں کرتی جبکہ قرآن کی صرف ایک آیت بسم اللہ پڑھنے والے بچے کی دعا اپنے والدین کے حق میں قبول ہو کر ان کی بخشش کا ذریعہ بن جاتی ہے۔ امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر میں بسم اللہ کی تفسیر کی فضیلت میں ایک واقعہ بیان کیا ہے۔ [1]

کہ ایک آدمی نے زندگی میں کوئی نیکی نہیں کی تھی گناہوں کی گٹھڑی اپنے کندھوں پر اٹھائے ہوئے آخرت کی منزل کی طرف رواں دواں ہو گیا، موت کے وقت اس نے اپنی بیوی کو بلایا اور کہا کہ مجھے تو اللہ سے ڈر لگ رہا ہے کیونکہ میرے پلڑے میں گناہوں کے علاوہ کچھ بھی نہیں ہے، میں تجھے وصیت کرتا ہوں کہ میرے بیٹے کو قرآن کی تعلیم کے لیے مسجد میں بھیجنا۔ ہو سکتا ہے اللہ اس سبب سے میرے گناہ معاف فرما دے۔ مرنے کے بعد اس کو عذاب شروع ہوا ادھر بیوی نے وصیت کے مطابق بیٹے کو مسجد میں قرآن پڑھنے کے لیے بھیجنا شروع کر دیا چنانچہ معلّم نے بچے سے کہا بیٹے پڑھو بسم اللہ، بچے نے جب بسم اللہ پڑھی تو اللہ تعالیٰ نے باپ کا عذاب دور کر دیا یعنی بسم اللہ کی برکت سے اس کو بخش دیا۔

آج ہر مسلمان کے لیے، جس نے قرآن کو غلافوں میں بند کر کے گھر میں صرف برکت کے لیے رکھا ہوا ہے یا اپنی چند رسمیں ادا کرنے کے لیے یا مرنے والے کے بعد چند دن مقرر کر کے میت کو صرف ایصالِ ثواب کے لیے رکھا ہوا ہے یا اختلاف و جدال کی صورت میں صرف قسم اٹھانے کے لیے، ایسے لوگوں کو اللہ سے ڈرنا چاہئے اور اس مقدس کتاب کی کما حقہ تعظیم و قدر کرنی چاہئے قرآن ایسے کاموں کے لیے نازل نہیں کیا گیا

---

[1] تفسیر بیضاوی

بلکہ قرآن تو لوگوں کو ظلمت سے نور کی طرف نکالنے اور بے نمازی کو نمازی بنانے اور چور کو چوری سے باز رکھنے اور توبہ کی دعوت دینے کے لیے اور جھوٹ غیبت سے روکنے کے لیے نازل کیا گیا ہے۔

- قرآن ایفائے عہد کا سبق دیتا ہے۔
- قرآن زنا سے بچا کر نکاح کی طرف دعوت دیتا ہے۔
- قرآن دلوں سے نفرتوں کو ختم کر کے محبتیں پیدا کرتا ہے۔
- قرآن ظلم و جور، ناانصافی سے بچا کر عدل و انصاف کا سبق دیتا ہے۔
- قرآن دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کو یاد دلاتا ہے۔
- قرآن مشرک کو شرک سے بچنے کی تلقین کرتا ہے۔
- قرآن بیماریوں کی شفا ہے۔
- قرآن قبر کے اندھیرے میں روشنی کا سبب ہے۔
- قرآن نے ماں باپ کا ادب سکھایا۔ میاں بیوی کے حقوق بتائے، اولاد کی تربیت سے آگاہ کیا۔
- قرآن نے عورت کو عزت بخشی۔
- قرآن کے نزول کا مقصد اللہ کی عبادت اور نبی ﷺ کی اطاعت ہے۔

ہم قرآن کی تلاوت بھی کریں اور قبروں کا طواف اور ان پر چڑھاوے بھی چڑھائیں یہ مناسب نہیں۔

امت اسلامیہ کو تمام تر اختلافات چھوڑ کر مروجہ بدعات ورسومات، فحاشی و عریانی کو چھوڑ کر اللہ کی کتاب اور سنت رسولؐ کو اپنے سینے سے لگا لینا چاہیے جو قرآن اور صاحب قرآن حکم دیں اس کے سامنے سر تسلیم خم کرنا چاہیے:

﴿وَ مَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَ مَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ......﴾ [سورۃ الحشر]

''جہاں اللہ کا پیغمبر (صاحب قرآن) تمہیں حکم دیں وہاں اپنی تمام خواہشات چھوڑ کران کے حکم کو مقدم جانو اور جہاں سے روکیں وہاں سے رک جاؤ۔''

اور اس دن سے ڈر جاؤ جس دن نبی ﷺ فرمائیں گے:

﴿یَا رَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْآنَ مَهْجُوْرًا﴾ [سورۃ الفرقان]

''اللہ کے رسولؐ فرمادیں گے کہ اے اللہ ان لوگوں نے قرآن کے احکامات کو چھوڑ دیا۔''

محشر کی گرمی سے ڈرنا چاہئے جس دن پیاس کی شدت میں حوض کوثر کے سوا کوئی پانی نہیں ملے گا اگر زندگی خواہشات میں گزار دی تو کل قیامت کے دن پیغمبر کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ اپنی اولاد کو قرآن کی تعلیم دلانی چاہئے جو بالاتفاق ایسا صدقہ جاریہ ہے جو قیامت تک جاری رہے گا۔

میرا اصل مقصد اس نصیحت میں میاں بیوی کو ترغیب دلانا ہے کہ گھر کی اصلاح کے لیے قرآن کی تلاوت از حد ضروری ہے اگر آپ اپنے گھر کو جنات وشیاطین سے، حاسدین سے، دشمنوں سے اور مصیبتوں سے بچانا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں کوئی تدبیر اور منزل چاہتے ہیں تو قرآن کو اپنی آنکھوں کو نور بنالیں، زبان کو قرآن کی تلاوت سے تر رکھیں، میاں بیوی کو چاہئے کہ وہ اپنے بچوں کو قرآن کی تلاوت کی ترغیب دلائیں اور خود بھی تلاوت کو معمول بنائیں۔ خصوصاً ایسی سورتیں جن کی نبی ﷺ نے بار بار فضیلت بیان فرمائی ہے، ان کو زبانی یاد کرنا چاہئے۔ مثلاً سورۃ البقرہ، سورۃ الواقعہ وغیرہ۔ سورۃ البقرہ کے متعلق حدیث میں ہے کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«لَا تَجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قُبُوْرًا اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَنْفِرُ مِنَ الْبَيْتِ الَّذِیْ تُقْرَاُ فِيْهِ سُوْرَةُ

---

[1] مسلم شریف

الْبَقَرَۃ او کما قال)) [1]

''اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ جس گھر میں سورت بقرہ کی تلاوت ہوگی شیطان اس گھر سے بھاگ جائے گا۔''

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ قبرستان میں دعا کرنی چاہئے اور وہاں قرآن نہیں پڑھنا چاہئے۔

اس طرح ایک دوسری حدیث میں آپ ﷺ کا فرمان ہے:

((اِقْرَاءُوْا سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃِ فِیْ بُیُوْتِکُمْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَدْخُلُ بَیْتًا یُقْرَاءُ فِیْهِ سُوْرَۃَ الْبَقَرَۃَ اَوْ کَمَا قَالَ)) [1]

''آپ ﷺ نے فرمایا: سورہ بقرہ گھروں میں پڑھا کرو جس گھر میں سورت بقرہ کی تلاوت کی جائے وہاں شیطان داخل نہیں ہوسکتا۔''

اگر مکمل سورت بقرہ کسی مشغولیت کی بناء پر تلاوت نہیں ہوسکی تو آخری دو آیات ضرور تلاوت کرنی چاہئے، حدیث میں ہے:

((لَا یُقْرَانَ فِیْ دَارٍ ثَلَاثَ لَیَالٍ فَیُقْرَبُهَا الشَّیْطَانُ او کما قال)) [2]

''سورہ بقرہ کی آخری دو آیات جس گھر میں تین رات پڑھی جائیں وہاں شیطان قریب بھی نہیں آسکتا۔''

ایک دوسری حدیث کا مفہوم ہے کہ جس گھر میں آیت الکرسی (جو سورۃ بقرہ کی آیت ہے) پڑھی جائے، شیطان وہاں سے نکل جاتا ہے۔'' [3]

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے انہیں بیت المال کا محافظ بنایا ایک رات ایسا ہوا کہ شیطان چور کی صورت میں آیا تو حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے پکڑ لیا، اس نے منت سماجت کی اور دوبارہ نہ آنے کا وعدہ کیا تو ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے اسے چھوڑ دیا دوسرے دن پھر آیا پھر پکڑا گیا وہ پھر معذرت کرنے لگا،

---

[1] رواہ الحاکم ...... [2] رواہ احمد فی المسند ...... [3] ترغیب الترھیب

انہوں نے پھر چھوڑ دیا، تیسرے دن وہ پھر آیا اور چوری کی، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے پکڑ لیا اور فرمایا: آج میں تجھے نہیں چھوڑوں گا تو شیطان نے کہا کہ آپ مجھے چھوڑ دیں، میں آپ کو ایک آیت بتاتا ہوں وہ پڑھ لیا کرو شیطان اور چور تیرے مال کے قریب نہیں آسکتے۔ وہ آیت آیت الکرسی تھی جو اس نے بتائی۔

جب صبح ہوئی تو ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں یہ واقعہ سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« صَدَقَكَ وَ هُوَ كَاذِبٌ »

''ہے تو وہ جھوٹا لیکن بات سچی کر گیا۔''

آیت الکرسی پڑھنے سے گھر میں ہر چیز محفوظ رہے گی کیونکہ انسان کا اصل دشمن شیطان لعین ہے۔ جب وہ نہ آسکے گا تو پھر اس گھر میں رحمت ہی رحمت ہوگی۔ [1]

یہ تمام احکام شریعت آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے گھر کی حفاظت کے لیے بتائے ہیں ان پر عمل سے دنیا و آخرت میں سکون ہوگا۔ انسان کا ازلی دشمن شیطان ہے جو انسان کے جسم میں خون کی طرح گردش کرتا ہے اس نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا کہ اے اللہ اگر تو نے مجھے آدم کی وجہ سے اپنی رحمت سے دور کیا ہے تو میں آدم کو اور اس کی اولاد کو ضرور گمراہ کروں گا۔

﴿ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِنْ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَ مِنْ خَلْفِهِمْ وَ عَنْ اَيْمَانِهِمْ وَ عَنْ شَمَائِلِهِمْ وَ لَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شَاكِرِيْنَ ﴾[سورة الاعراف:۱۷]

''شیطان نے انسان کو گمراہ کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ سے مہلت لے رکھی ہے لیکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو اس کے شر سے بچاتا ہے، شیطان نے اللہ سے کہا تھا کہ میں انسان کو آگے سے پیچھے سے دائیں طرف سے، اور بائیں سے

---

[1] النسائی السنداوی بالقرآن ص:۱۲۸

،غرضیکہ ہر طرف سے گمراہ کروں گا حتی کہ کم ہی لوگ ہوں گے جو تیرا شکر کریں گے۔''

چنانچہ گھر والوں کی تباہی کے لیے شیطان گھر میں داخل ہو کر میاں بیوی کے درمیان اختلاف ڈالنے کی کوشش کرتا ہے جیسا کہ حدیث کا مفہوم ہے کہ شیطان لعین اپنے چیلوں کو دنیا میں فساد برپا کرنے کے لیے روانہ کرتا ہے۔ چنانچہ وہ کسی کو عبادت کے رنگ میں شرک میں مبتلا کر دیتے ہیں کسی کو بدعت کی طرف مائل کرتے ہیں غرضیکہ ہر قسم کی برائی کے لیے علیحدہ علیحدہ چیلے بھیجتا ہے اور اسی طرح ہر شیطان اپنی ڈیوٹی سے واپس آ کر ابلیس کو اپنے شغل کی اطلاع کرتا ہے شیطان لعین کسی سے اتنا خوش نہیں ہوتا جتنا اس شیطان سے خوش ہوتا ہے جو گھر میں داخل ہو کر دو مسلمان (میاں بیوی) کے درمیان تفریق ڈالتا ہے۔ ابلیس اس کو شاباش کی تھپکی دیتا ہے کیونکہ اس کے اثرات انجام کے لحاظ سے بہت خطرناک ہوتے ہیں کیونکہ اس سے جھگڑا شروع ہو گا اور نوبت طلاق تک پہنچے گی اور اس طرح دو خاندانوں میں اختلاف پیدا ہو جائے گا اور حقوق العباد کی حق تلفی ہو گی۔

دنیا میں فتنہ وفساد ہو گا اور شیطان کا یہی اصل مقصد ہے۔ شیطان میاں بیوی میں شکوک وشبہات ڈال کر اختلاف کو طول دیتا ہے۔ چنانچہ ''عالم الجن والشیاطین'' نامی کتاب اور تلبیس ابلیس میں بعض واقعات بیان کیے گئے ہیں کہ شیطان کن کن طریقوں سے مسلمان کو گمراہ کرنے کے درپے ہے:

﴿اِنَّ الشَّیْطٰنَ لِلْاِنْسَانِ عَدُوٌّ مُّبِیْنٌ﴾ [سورۂ یوسف]

''شیطان انسان کا ظاہر (کھلم کھلا) دشمن ہے۔''

یہ بات ہر انسان جانتا ہے لیکن پھر بھی غفلت کی نیند میں سویا ہوا ہے۔ چنانچہ شیاطین ہر غلط عقیدہ والے انسان اور کافر اور جادوگر وغیرہ کا بہت تعاون کرتے ہیں

جس سے دنیا میں شرک جیسی لعنت عام ہے جو بہت بڑا گناہ ہے اور اس کی آخرت میں سزا یہ ہے:

﴿مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاوٰهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَار﴾ [سورة المائده]

مشرک کے لیے جنت حرام ہے اس کا ٹھکانا ہمیشہ جہنم ہوگا۔

شرک کیا ہے؟

شرک کی تعریف یہ ہے کہ اللہ کی ذات وصفات اور اس کے افعال میں کسی کو شریک ٹھہرایا جائے مثال کے طور پر اللہ تعالیٰ اولاد دینے والا ہے۔ اگر کوئی انسان یہ عقیدہ رکھے کہ فلاں بت یا فلاں نبی کی قبر پر یا فلاں ولی اللہ کی قبر پر منت ماننے سے یا چڑھاوا چڑھانے سے اولاد حاصل ہو جاتی ہے یا اللہ کے علاوہ کوئی اور شخصیت بھی اس بات پر قادر ہے کہ وہ بھی اولاد دے سکتا ہے تو یہ عقیدہ شرک کہلاتا ہے ایسے عقیدے کا مالک مشرک کہلاتا ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے ایسے افعال جن سے شرک کا دروازہ کھلے، منع فرمایا ہے۔ [1]

اللہ کے مقدس رسولؐ نے قبروں کی تعظیم کرنے اور قبروں پر مجاور بن کر بیٹھنے سے منع کیا ہے لیکن آج ہمارے معاشرے میں یہ تمام برائیاں موجود ہیں، حتی کہ مصر وغیرہ میں بھی بعض مساجد کے اندر قبریں موجود ہیں ایک شاذلی فرقہ ہے جنہوں نے اپنے مجاور کی قبر مسجد کے اندر ہی بنادی اس سے تقرب حاصل کیا جاتا ہے نیز قبروں پر میلے لگانا بھی منع ہے لیکن آج یہ برائی بھی موجود ہے اگرچہ بعض افعال ذاتی طور پر شرک نہیں لیکن شرک کا وسیلہ بن جاتے ہیں اور اکثر ممالک میں فقہ کا مسلم اصول یہ ہے کہ جو شے حرام کا ذریعہ

---

[1] رواہ مسلم ...... [2] الوجیز فی اصول الفقہ

بنے وہ بھی حرام ہے۔ [۲] اس طرح آپ ﷺ نے یہود و نصاریٰ پر لعنت فرمائی کہ وہ لوگ اپنے انبیاء کی قبروں کو پوجا گاہ بناتے تھے۔

« لَعَنَ اللّٰهُ الْيَهُوْدَ وَالنَّصَارٰى اِتَّخَذُوْا قُبُوْرَ اَنْبِيَاءِ هِمْ مَسَاجِدَ » [۱]

اسی طرح آپ نے دعا کی تھی کہ اے اللہ میری قبر کو بت (پوجا گاہ) نہ بنانا۔

« اَللّٰهُمَّ لَا تَجْعَلْ قَبْرِىْ وَثَنًا » [۲]

پھر مسجدوں کے اندر قبر بنانا قبروں کی پوجا کے مترادف ہے قبروں کی پوجا کرنے سے مراد قبروں پر سجدہ کرنا ہی نہیں بلکہ نذر و نیاز دینا اور منت ماننا وغیرہ بھی ہے ایسے افعال قبور کی پوجا کرنے کے مترادف ہیں اسی طرح قبر پر قرآنی آیت لکھنا یا دوسری قبروں سے نمایاں کرنے کے لیے کوئی اور کلمہ وغیرہ لکھنا بھی منع ہے۔ [۳]

ایسی مساجد جن میں قبریں بنائی گئیں ہیں ان میں نماز نہیں پڑھنی چاہئے اس لیے کہ اس سے یہود و نصاریٰ کے فعل سے تشبیہ ہوتی ہے۔ [۴]

میری یہ دعوت ہر مسلمان کے لیے ہے کسی خاص مسلک کی دعوت نہیں بلکہ خالصتاً مسلمان کی اصلاح کی دعوت ہے۔

شیطان کی پیروی چھوڑ کر رحمن کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو، حضور ﷺ کی اطاعت میں زندگی گزارو۔

﴿ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴾

''اگر تم مومن بن جاؤ تو سربلندی و کامرانی تمہارے قدم چومے گی۔''

یہود و نصاریٰ، ہندو سکھ اور مشرکین کے افعال کی پیروی سے بچو، اور یقین جانو کہ تمام باطل مذاہب کی نظریں مسلمانوں کے عقائد خراب کرنے پر لگی ہوئی ہے۔

---

[۱] بخاری و مسلم [۲] ابو نعیم فی الحلیۃ ابی نعیم سند صحیح
[۳] فتاویٰ اسلامیہ مفتی اعظم سعودی عرب [۴] فتاویٰ اسلامیہ

«اِنَّ الشَّيۡطٰنَ لَا يَرُوۡحُ اِلَّا مَنۡ لَهٗ اِيۡمَانٌ وَ اِنَّ اللِّصَّ لَا يَرُوۡحُ اِلَّا مَنۡ لَهٗ مَالٌ»

''شیطان اس کے پاس جائے گا جس کے پاس ایمان ہے اور چور اس کے پاس جائے گا جس کے پاس مال ہے۔''

بے ایمان سے شیطان کو کیا کام
فقیر سے چور کو کیا کام

اپنے دشمنوں کو موقع نہ دیں کہ وہ تمہاری صفوں میں انتشار پیدا کر کے تمہیں پاش پاش کر دیں۔ اللہ کی توحید، نبی ﷺ کی سنت، صحابہؓ و تابعینؒ اور علماء کرام کا احترام ملحوظ خاطر رکھو۔

ایک طریقہ واردات جس سے شیطان انسان کو گمراہ کرتا ہے ملاحظہ فرمالیں: ''عالم الجن و الشیاطین'' میں ہے کہ نجومیوں کے ذریعے شیطان کس طرح لالچ اور دھو کے سے انسان کا ایمان چھینتا ہے۔ کیونکہ لالچ کی خاطر انسان دنیا میں ہر غلط کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے حالانکہ لالچ ہلاکت کی طرف لے جاتا ہے۔ پروہت وہ ہوتا ہے جو لوگوں کو غیب کی خبریں بتانے کا دعویٰ کرے مثلاً بغیر اسباب کے یہ بتائے کہ تجھے فلاں بیماری ہے تیری فلاں ضرورت ہے مجھے معلوم ہے کہ تو کیا چاہتا ہے وغیرہ ان پروھتوں کی قیادت شیاطین کرتے ہیں۔

نجومی حضرات اپنے جھوٹے وعدوں کی تصدیق کے لیے شیاطین سے خبریں حاصل کرتے ہیں بعض نجومی کاہن صرف نام سن کر یا ہاتھ دیکھ کر مرض کے علاج کا دعویٰ کرتے ہیں اور لوگوں کے ایمان کا جنازہ نکالتے ہیں ایسے لوگوں کے پاس جانا حرام ہے حدیث میں ہے:

۱۔ رواہ مسلم

((مَنْ اَتٰی عَرَّافًا اَوْ کَاهِنًا فَصَدَّقَهٗ بِمَا يَقُوْلُ فَقَدْ کَفَرَ بِمَا اُنْزِلَ عَلٰی مُحَمَّدٍ)) [1]

''جو آدمی کسی دست شناس یا پیر پروھت کے پاس گیا اور جو کچھ اس نے کہا، اس کی تصدیق کی تو اس شخص نے اس چیز کا انکار کیا جو محمدؐ پر نازل ہوئی۔''

ایک دوسری حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

((مَنْ اَتٰی عَرَّافًا فَسَاَلَهٗ عَنْ شَیْءٍ لَمْ تُقْبَلْ لَهٗ صَلَاةُ اَرْبَعِيْنَ لَيْلَةً)) [1]

''جو شخص کسی دست شناس (نجومی) کے پاس گیا اور اس سے کچھ پوچھا تو اس کی چھالیس روز تک نماز قبول نہ ہوگی۔''

ایسے لادین لوگوں کے پاس جانا جو بڑے بڑے دعوے کرتے ہیں ان سے اپنی ضروریات کے متعلق گفتگو کرنا حرام ہے۔ [2]

یہ خبیث شیاطین مختلف بھیسوں میں مسلمان کا مال وعزت اور ایمان لوٹتے ہیں کسی کو دیکھ کر بتائیں گے تجھے بہت دولت ملنے والی ہے تجھے بیٹا ملے گا وغیرہ عقل کے اندھے اگر تجھے یہ سب کچھ معلوم ہے تو پھر تو بازاروں میں دھکّے کیوں کھاتا پھرتا ہے مسلمانوں کا ایمان ضائع کیوں کر رہا ہے، اگر تو لوگوں کے نفع ونقصان کے دعویدار ہے تو پہلے اپنے آپ کو نفع پہنچا۔

شیطان، مردوں سے زیادہ عورتوں کو گمراہ کرنے کی کوشش کرتا ہے اس لیے کہ عورتیں عقل میں ناقص ہوتی ہیں، جلد بازی میں پیش پیش، قوت فیصلہ میں کمزور، جزع فزع میں اوّل اور قوت برداشت سے محروم ہوتی ہیں۔ شیاطین چونکہ پوری دنیا میں چکر لگاتے ہیں انہیں لوگوں کی تکالیف کا کچھ نہ کچھ علم ہوتا ہے جیسا کہ سورۃ الاعراف میں ہے:

---

[1] مسلم ...... [2] فتاوی اسلامیہ، ج:۱، ص:۵۳

﴿ اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ ﴾ [سورۃ الاعراف]

لہٰذا ابلیس اور اس کا قبیلہ تم کو دیکھتا ہے لیکن تم ان کو نہیں دیکھتے، شیاطین نجومی کو جا کر بتائیں گے کہ فلاں مرد فلاں ضرورت لے کر تیرے پاس آرہا ہے اس کا حل یہ ہے۔ اس طرح جب بندہ نجومی کے پاس جا کر اپنا نام پتہ بتائے گا تو وہ نام سن کر ہی ساری معلومات بتا دے گا۔ کہ تو میرے پاس اپنی یہ مشکل لے کر آیا ہے جب بندہ نجومی سے اپنی ذاتی معلومات سنے گا تو وہ یہ یقین کر لے گا کہ اسے سب کچھ معلوم ہے لہٰذا وہ اس کی ہر بات کی تصدیق کرے گا پھر یہ نجومی عجیب قسم کی خرافات کے کرنے کا حکم دے گا تو انسان وہ سب کچھ کر ڈالے گا اور اپنے ایمان سے ہاتھ دھو بیٹھے گا۔

شیطان کامیاب ہو گیا، نجومی کو پیسے مل گئے، سادہ مسلمان مرد ہو یا عورت ایمان سے خالی ہو کر کفر کی حالت میں گھر لوٹ آیا۔[1]

اس واقعہ سے شاید بعض ذہنوں میں کچھ سوالات پیدا ہوں مثلاً شیطان کو یہ سب احوال کیسے معلوم ہو گئے؟ اس کے ازالے کے لیے یہ بات ضرور ذہن نشین کر لیں کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی آزمائش کے لیے شیطان کو چند اختیار دیے ہیں۔ مثلاً شیطان کی اولاد نہیں مرتی۔ شرح پیدائش بھی بہت زیادہ ہے۔ انسانوں کو شیاطین اور جن دیکھتے ہیں مگر انسان ان کو نہیں دیکھ سکتا ہے۔ شیطان حضور ﷺ کے علاوہ کسی بھی انسان یا جانور کی شکل اختیار کر سکتا ہے۔ شیاطین اور جنوں کا ایک گروہ ہے جیسے قرآن کریم میں مذکور ہے۔

﴿ كَانَ مِنَ الْجِنِّ فَفَسَقَ عَنْ اَمْرِ رَبِّهٖ ﴾ [سورۃ الکھف]

ابلیس جنوں سے تھا نافرمانی کی وجہ سے شیطان ہو گیا لہٰذا جنات کو بے پناہ قوت عطا کی گئی ہے جادو کا سارا عمل شیطان سکھلاتے ہیں اور اپنے مقاصد رذیلہ کے حصول

[1] عالم الجن والشیاطین ......

کیلیے انسانوں کو گمراہ کرتے ہیں۔

﴿ يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ ﴾ [سورة البقره]

''لوگوں کو جادو سکھاتے ہیں۔''

یہ تمام خصوصیات شیطان کو صرف انسان کی آزمائش کے لیے دی گئی ہیں اس لیے شیطان سے ہر وقت پناہ مانگنے کا حکم ہے اس ضمن میں چند دلائل ملاحظہ فرمائیں۔

① حدیث میں ہے کہ شیاطین ایک دوسرے کے اوپر چڑھ کر آسمان تک پہنچ جاتے ہیں جب اللہ فرشتوں کو کوئی حکم دیتے ہیں تو وہ حکم ایک آسمان سے دوسرے آسمان تک حتی کہ آخری آسمان دنیا تک پہنچتا ہے اور پھر انبیاء پر نازل ہوتا ہے یا زمین کے متعلق کوئی فیصلہ مثلاً بارش برسانے وغیرہ کا، تو شیاطین وہاں سے سن کر ۱۰۰ جھوٹ ملا کر دنیا میں نجومیوں اور کاہنوں کو بتاتے ہیں۔ [۱]

② شیطان انسان کی شکل بن سکتا ہے جیسا کہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے پاس بیت المال سے چوری کرنے آیا تھا۔ [۲] یا بدر کے دن طائف کے سردار کی شکل بن کر کافروں کو تسلی دیتا تھا۔

③ شیطان انسان کے اندر خون کی طرح گردش کرتا ہے۔

«اِنَّ الشَّيْطٰنَ يَجْرِىْ مِنِ ابْنِ آدَمَ كَمَجْرِى الدَّمِ» [۳]

④ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شکل اختیار نہیں کرسکتا۔

«اِنَّ الشَّيْطٰنَ لَا يَتَمَثَّلُ بِىْ» [۴]

اگر کسی مومن کو خواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوتی ہے تو وہ صحیح ہے کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ شیطان میرا چہرہ (شکل) اختیار نہیں کرسکتا۔

⑤ قرآن کریم میں ہے:

---

[۱] رواہ البخاری ...... [۲] نسائی ...... [۳] متفق علیہ ...... [۴] متفق علیہ

﴿اِنَّهٗ یَرٰىكُمْ هُوَ وَ قَبِیْلُهٗ مِنْ حَیْثُ لَا تَرَوْنَهُمْ﴾ [سورۃ الاعراف]

مختلف طریقوں سے بنی آدمی کو گمراہ کرنے میں مصروف رہتا ہے کسی کو لالچ کے ذریعہ، کسی کو خوف کے ذریعہ، کسی کا دوست بن کر، کسی کو مال دے کر، غرضیکہ یہ ازلی دشمن شیطان مختلف تدابیر سے انسان کو گمراہ کرتا ہے، اس لیے اس سے پناہ مانگا کرو۔ چنانچہ اسی کتاب ''عَالَمُ الْجِنِّ وَالشَّیَاطِیْن'' میں اس خبیث ابلیس کی ایک دوسری مکاری بیان کی گئی ہے۔شیطان کے متعلق چند ایک وضاحتیں اس لیے ضروری ہیں کہ اس پرفتن دور میں حق و باطل کا اختلاط حد سے بڑھ گیا ہے اور مسلمان کے ایمان کو ہر طرف سے دشمن لوٹ رہے ہیں۔

مجھے سیاحت کے دوران آسٹریا کے دارالحکومت وینس میں میرے ایک پروفیسر دوست نے بتایا کہ مجھے یہاں آنے کے بعد باقاعدہ طور پر اسلام سے منحرف کرنے کے لیے ہر طرح کے لالچ کی پیشکش کی گئی حتیٰ کہ مجھے شادی کی آفر بھی کی گئی لیکن میں نے انکار کر دیا اور اپنے لیے اسلام کا قلعہ پسند کیا، اسی طرح اے مسلمان ہر طرف سے بین الاقوامی سازشوں سے تیرے ایمان کو خطرہ ہے، لہٰذا اپنے دشمن شیطان کو مت بھول کیونکہ شیطان نے تیرے باپ کو نعمتوں بھری جنت سے نکال کر چٹیل میدان میں پھینک دیا۔

شیطان کی مکاری

''عَالَمُ الْجِنِّ وَالشَّیَاطِیْن'' میں اس طرح مذکور ہے کہ:

ایک آدمی راتوں رات فلسطین سے مکہ جاتا ہے وہاں کے حاجیوں سے ملتا ہے ان کی خبریں ان کے گھر والوں کو لاکر دیتا ہے اور ان کے گھروں کی خبریں سعودی عرب جاکر مکہ میں دیتا ہے اور رات کو ہی واپس آجاتا ہے، یہ اس وقت کا واقعہ ہے کہ جب

جہاز رانی نہ تھی اس طرح کی کارروائی سے لوگوں میں اس کی شخصیت ایک عظیم ہستی تصور کی جانے لگی۔ جولوگ اپنی حاجات اس کے پاس لاتے وہ شیطان کے تعاون سے پوری کر کے لوگوں کا ایمان ضائع کرتا صرف عارضی متاع دنیا کے لیے، آخر اس کی موت کا وقت قریب آیا جو کہ ہر نیک و بد کو آتا ہے۔ اس نے مرتے وقت اپنے بیٹے کو بلایا اس کو اپنی وراثت (گدی نشینی) کے احکامات جاری کیے۔ کہنے لگا بیٹا میری موت قریب ہے۔ میں جو کام کرتا تھا اب وہ تیرے سپرد ہیں لوگوں کی ضروریات اور حاجات کی خبریں وغیرہ رکھنا تیرے ذمہ ہیں لہٰذا رات کے وقت گاؤں سے باہر فلاں جنگل میں چلے جانا وہاں ایک آدمی اونٹ لے کر آئے گا جو تجھے بٹھا کر مکہ مکرمہ لے جائے گا وہاں سے حاجیوں کی خیر و عافیت اور دیگر خبریں یہاں فلسطین آکر بتا دینا وہ اونٹ تم کو واپس اسی جگہ چھوڑ جائے گا۔

چنانچہ چند روز بعد اس کا باپ فوت ہو گیا اور بیٹا اپنی وصیت کے مطابق اپنی ذمہ داری پوری کرنے کے لیے گھر سے رات کو اٹھا اور گاؤں کے قریب اس جنگل میں چلا گیا وہاں ایک آدمی اونٹ لے کر آیا اسے اوپر بٹھایا اور ہوا میں اڑ گیا اور سینکڑوں میل گھر سے دور ایک جنگل میں اونٹ کھڑا کیا اس لڑکے کو بولا کہ میں تیرے باپ کی یہ خدمت مفت نہیں کرتا تھا بلکہ اس کی قیمت لیتا تھا تیرا باپ مجھے اس جگہ سجدہ کرتا تھا اب اگر تو مجھے سجدہ نہیں کرتا ہے اور اللہ سے شرک نہیں کرتا ہے تو میں تجھے یہیں چھوڑ جاؤں گا۔ یہاں سے سینکڑوں میل دور تیرا گھر ہے اور مکہ بھی سینکڑوں میل کے فاصلہ پر ہے تو یہاں جنگل میں مر جائے گا۔ اس (بیٹے) کو اللہ تعالیٰ نے ہدایت دی اور اسے شرک سے بچایا اس نے غیر اللہ کے لیے سجدہ سے انکار کر دیا چنانچہ وہ آدمی، جو اصل میں شیطان تھا، اونٹ کو لے کر غائب ہو گیا آخر اس لڑکے نے واپس اپنا سفر شروع کر دیا، جنگلوں میں طرح

۱۔ عالم الجن والشیاطین

طرح کی مشکلات سے دوچار ہوتے ہوئے کئی ماہ بعد گھر پہنچا۔ [1]

یہ واقعہ جسے "عَالَمُ الْجِنِّ وَالشَّیَاطِیْن" کے مصنف نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے یہ اس لڑکے کا اپنا بیان کردہ ہے۔لہٰذا شیطان کی مکاریوں سے بچنے کے لیے قرآن کی تلاوت ضروری ہے۔

یوم عرفات کو شیطان جتنا ذلیل ہوتا ہے اتنا کسی اور دن ذلیل نہیں ہوتا کیونکہ اس دن اللہ اپنے تمام حاضر بندوں کی غلطیوں کو معاف کرتا ہے جس سے شیطان مایوس ہو جاتا ہے۔قرآن کی تلاوت کا گھر میں معمول بناؤ۔ اللہ اور اس کے حبیب کی اطاعت کرو، شیطان قریب نہیں آئے گا۔ آیت الکرسی، سورہ بقرہ کی آخری آیات اور معوذتین رات کو سوتے وقت پڑھ کر سونا چاہئے صبح تک جان، مال اور ایمان کی حفاظت کے لیے اللہ تعالیٰ نگہبان مقرر کردے گا، بعض سورتیں لازماً گھر میں تلاوت ہونی چاہیں جیسے چاروں قل صبح وشام پڑھے جائیں رزق کی تنگی کے لیے سورہ واقعہ کی تلاوت کرنی چاہئے گھروں میں فاقے، اللہ کے قوانین کی مخالفت سے آتے ہیں۔قرآن حکیم میں ہے:

﴿ مَنْ اَعْرَضَ عَنْ ذِکْرِیْ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیْشَةً ضَنْكًا وَ نَحْشُرُهٗ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اَعْمٰی﴾ [سورۃ الاعراف]

"جو اللہ کے ذکر سے اعراض کرتا ہے دنیا میں اس کی معیشت تنگ ہوگی اور آخرت میں اسے اندھا کر کے اٹھایا جائے گا۔"

عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے حالات زندگی میں حافظ ابن عساکر [1] نے بیان کیا ہے کہ عبد اللہ بن مسعودؓ مرض الموت میں تھے کہ ان کے پاس عثمان بن عفان تشریف لائے ان کی عیادت کی اور پوچھا کہ اے عبد اللہ کوئی پریشانی ہے تو بتاؤ، صحابی رسولؐ نے

---

[1] حافظ ابن عساکر

جواب دیا کہ گناہوں کی پریشانی ہے (باوجود اس کے کہ دن صیام میں، رات قیام میں، جنت کے ٹکٹ ہاتھ میں، رب کی رضا حاصل ہے پھر بھی گناہوں سے ڈرتے ہیں)

حضرت عثمانؓ نے پوچھا کیا خواہش ہے؟ فرمایا اللہ اپنی رحمت کرے پھر حضرت عثمانؓ نے فرمایا کسی طبیب کو بلاؤں، آپؓ نے فرمایا کہ طبیب نے ہی مجھے بیمار کیا ہے۔ حضرت عثمانؓ نے فرمایا کہ کچھ عطیات لے لو جو بعد میں آپ کی اولاد کے کام آئیں گے۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے فرمایا کہ آپ میری بیٹیوں پر فقیری سے ڈرتے ہیں کہ وہ میرے مرنے کے بعد روٹی کہاں سے کھائیں گی میں نے اپنی اولاد کو حکم دیا ہے کہ وہ ہر رات سورۃ واقعہ کی تلاوت کریں کیونکہ میں نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے کہ:

«مَنْ قَرَأَ سُوْرَةَ الْوَاقِعَةِ كُلَّ لَيْلَةٍ لَمْ تُصِبْهُ فَاقَةٌ اَبَدًا» [1]

''جس نے ہر رات سورت واقعہ کی تلاوت کی کبھی فقیری اس گھر میں نہیں آسکتی۔''

تمام مسلمان مردوں عورتوں سے استدعا ہے کہ وہ اپنے گھروں میں قرآن کی تلاوت کا معمول بنائیں اللہ تعالیٰ گھر کی تمام مصیبتوں سے حفاظت فرمائے گا۔ قرآن ہر قسم کے دشمن سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ اپنی اولاد کو قرآن کی تلاوت کی عادت ڈالیں خود بھی تلاوت کریں اس طرح ان شاء اللہ گھر مضبوط قلعہ بن جائے گا خاوند پر لازم ہے کہ اپنی بیوی کی اصلاح کے لیے اس کو قرآن کی تلاوت اور اللہ کے ذکر کی عادت ڈالے کیونکہ یہ عمل بیوی کی اصلاح اور گھر کی اصلاح میں نمایاں حیثیت رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو قرآن کی تلاوت کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

«اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ فَاِنَّهٗ شَفِيْعًا لِاَصْحَابِهٖ»

---

[1] البیهقی فی شعب الایمان بسند ضعیف

برکات القرآن

اِذَا اِعْتَلَّت اَبْدَانُنَا دَاوَیْنَاهَا بِالْقُرْآنِ

وَ اِذَا مَرِضَتْ نُفُوْسُنَا عَالَجْنَاهَا بِالْقُرْآنِ

وَ اِذَا ذَلَتْ اَخْلَاقُنَا قَوَّمْنَاهَا بِالْقُرْآنِ

وَ اِذَا وَهَنَتْ عَزَائِمُنَا قَوَّیْنَاهَا بِالْقُرْآنِ

وَ اِذَا صَدِئَتْ قُلُوْبُنَا صَقَّلْنَاهَا بِالْقُرْآنِ

وَ اِذَا نَامَتْ ضَمَائِرُنَا اَیْقَظْنَاهَا بِالْقُرْآن

وَ اِذَا نَضَبَتْ حَیَاتُنَا رَوَّهْنَاهَا بِالْقُرْآن

وَ اِذَا تَجَهَّمَتْ دُنْیَانَا حَمَلْنَاهَا بِالقرآن

وَ اِذَا جَمحَتْ غَرَائِزُنَا کجناهَا بالقرآن

وَاِذَا اَقْصَدت اَوْ دِیْنُنَا نَصَّرْنَاها بِالْقُرْآن

وَ اِذَا سَائَتْ لُغَتُنَا حَسَّنَاهَا بِالْقُرْآن

وَ اِذَا اَغْوَتْ شَیْطَانُنَا رَدَدْنَاهَا بِالقران

قرآن کی برکات

بیماری کا علاج کیا ہم نے قران سے
بیمار دل کو درست کیا ہم نے قرآن سے
اخلاق کو درست کیا ہم نے قرآن سے
ارادے کو مضبوط کیا ہم نے قرآن سے
دلوں کا زنگ اتارا ہم نے قرآن سے
سوئے ہوئے ضمیر کو جگایا ہم نے قرآن سے
سیاہ راستوں کو روشن کیا ہم نے قرآن سے
کم رزق کو بڑھایا ہم نے قرآن سے
دنیا کے حملے کا مقابلہ کیا ہم نے قرآن سے
بھٹکی ہوئی وادیوں میں راہ پایا ہم نے قرآن سے
بگڑی ہوئی زبان کو حسین بنایا ہم نے قرآن سے
شیطان کو دور بھگایا ہم نے قرآن سے

نصیحت نمبر:۵

گھروں کو خبیث عادتوں سے پاک رکھنا

گھر کی اصلاح کے لیے چند برائیوں کو خصوصی طور پر گھر سے نکالنا چاہئے کیونکہ یہ برائیاں معاشرہ میں فتنہ وفساد، جنگ وجدال اور اعمال ضائع کرنے کا سبب بنتی ہیں۔ معاشرہ میں عدم اعتماد، محبت کا خاتمہ، لالچ اور خودغرضی جیسی بیماریاں برے اخلاق کے سبب پیدا ہوتی ہیں۔ حسد، غیبت، چغلی ایسی اخلاقی بیماریاں ہیں کہ شیطان نے ان برائیوں کی مدد سے بڑے بڑے عابدین کو اپنے شکنجے میں لے کر جہنم کے راستہ پر لگا دیا ہے۔ معاشرہ کی تباہی کے لیے یہ اشیاء زہر قاتل کا کام دیتی ہیں۔ تمام مسلمانوں پر فرض ہے کہ وہ باہمی تعاون سے ان برائیوں کے خلاف جہاد کریں۔ علماء، اساتذہ، واعظین اور گھر کے دوسرے افراد اپنی اپنی ذمہ داری کو نبھاتے ہوئے ان برائیوں کو جڑ سے اکھاڑنے کی کوشش کریں معاشرہ میں امن وسکون ہوگا گھر میں اللہ کی رحمتیں ہوں گی۔ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی امراض خبیثہ، قبیحہ ومہلکہ سے بچائے۔

چند قبیح برائیوں کا تفصیلی تذکرہ

حسد:

حسد ایک ایسی خطرناک مرض ہے جس کی وجہ سے انسان کے تمام اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں معاشرہ میں حاسد کا کوئی مقام نہیں حاسد اپنے انجام کو خود بخود پہنچ جاتا ہے۔ قرآن وحدیث اور اقوال ائمہ سے حسد کی وعید ملاحظہ فرمائیں:

حسد کی تعریف: "تَمَنّی زَوَالِ النِّعْمَةِ عَنْ صَاحِبِهَا" دوسروں کی نعمت دیکھ

کر جلنا اور اس سے نعمت کے زوال کی خواہش کرنا خواہ وہ نعمت حاسد کو حاصل ہو یا نہ ہو۔ دوسروں کی نعمت کے زوال کی خواہش انسان کو جہنم میں لے جاتی ہے حسد خلق ذمیم ہے۔ حسد سے جسم کو بھی نقصان ہوتا ہے۔ اور دین اسلام سے بھی محرومی ہوتی ہے، حسد مسلمانوں کے حقوق پر ظلم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَّ اِثْمًا مُّبِيْنًا ﴾ [سورة الاحزاب]

''وہ لوگ جو مسلمانوں کو تکلیف دیتے ہیں ایسی چیز میں جسکا انہوں نے ارتکاب نہیں کیا وہ لوگ بہتان اور گناہ کے ذمہ دار ہیں۔''

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَمْ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا آتَاهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ ﴾ [سورة النساء]

''کیا یہ اس فضل پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے مومنوں پر کیا۔''

پھر دوسری آیت میں فرمان ہے:

﴿ وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ﴾ [سورة الفلق]

احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حسد کی مذمت

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ فَاِنَّ الْحَسَدَ يَاْكُلُ الْحَسَنَاتِ كَمَا تَاْكُلُ النَّارُ الْحَطَبَ » [1]

''حسد سے بچو، حسد نیکیوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو۔''

رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« اِنَّ لِنِعَمِ اللّٰهِ اَعْدَاءً فَقِيْلَ وَ مَنْ هُمْ فَقَالَ الَّذِيْنَ يَحْسُدُوْنَ النَّاسَ عَلٰى مَا آتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ » [2]

---

[1] ابو داؤد ...... [2] رواہ الطبرانی

''اللہ کی نعمتوں کے دشمن ہوتے ہیں صحابہ نے پوچھا وہ کون لوگ ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا جو اس چیز پر حسد کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے کسی پر انعام کی ہو۔

آپ نے یہ بھی فرمایا:

« لَا تَبَاغَضُوْا ، وَ لَا تَحَاسَدُوْا وَلَا تَدَابَرُوْا وَ لَا تَقَاطَعُوْا وَكُوْنُوْا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا لَا يَحِلُّ لِمُسْلِمٍ اَنْ يَهْجُرَ اَخَاهُ فَوْقَ ثَلَاثٍ » [1]

''آپس میں نفرت نہ رکھو اور نہ آپس میں حسد کرو اور نہ پیٹھ پیچھے برائی بیان کرو اور نہ قطع رحمی کرو اور اللہ کے بندے بھائی بھائی بن کر زندگی گزارو کسی مسلمان کے لیے کسی دوسرے مسلمان سے تین دن سے زیادہ قطع تعلقی حرام ہے۔''

حسد کی مذمت میں بہت سی احادیث نبویہ وارد ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حسد ایسا مرض ہے جو انسان کی دنیا و آخرت کو تباہ کر دیتا ہے اپنے گھروں کو حسد جیسی لعنت سے پاک کرنا چاہئے اس سے سوائے اپنے آپ کے کسی کو نقصان نہیں ہوتا۔ حسد کرنے والا انسان حسد کے بدبودار سمندر میں خود تیرتا رہتا ہے اور اپنے حسد کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے کسی کی غیبت کرے گا، کسی کی چغلی کرے گا کسی سے دشمنی رکھے گا تعلقات توڑے گا اور کسی کو مذاق کرے گا، معاشرہ میں ایسے خبیث لوگ ہر وقت موجود رہتے ہیں ان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگنی چاہئے۔

حسد کی مذمت میں صالحین کرام کے اقوال

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا قول ہے حسد سے زیادہ انصاف والی برائی کوئی نہیں اس لیے کہ یہ برائی محسود سے پہلے حاسد کو قتل کر دیتی ہے کیونکہ جس سے حسد کیا جاتا ہے اس

[1] متفق علیہ

کو ذرہ برابر بھی نقصان نہیں ہوتا۔ [1]

امام ابن سیرینؒ فرماتے ہیں کہ میں نے دنیا کے معاملہ میں کسی سے حسد نہیں کیا کیونکہ اگر وہ آدمی جنتی ہے تو میں اس کی دنیا کے بارے میں کیوں حسد کروں کیونکہ دنیا جنت کے مقابلہ میں بالکل حقیر ہے اگر وہ آدمی جہنمی ہے تو میں اس پر کیوں حسد کروں کیونکہ اس کی دنیا سے زیادہ خطرناک جہنم ہے البتہ اعمال صالحہ میں اور جنت کے حصول میں رشک کرنا چاہئے۔

عبداللہ بن معتزؒ فرماتے ہیں:

(۱) حسد کرنے والا انسان ایسے انسان سے غصہ رکھتا ہے جس کا کوئی گناہ نہیں ہے تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ ہیں۔

(۲) حسد کرنے والا ایسی چیز سے بخیلی کرتا ہے جس کا وہ مالک نہیں ہوتا۔

(۳) حسد کرنے والا ایسی چیز کو طلب کرتا ہے جس کا حصول ممکن نہیں اس لیے کہ اللہ کی نعمتوں کو اس کی اطاعت سے حاصل کیا جا سکتا ہے جبکہ حسد اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے۔

امیر المومنین معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہما نے اپنے بیٹے کو کہا کہ بیٹا کسی سے حسد نہ کرنا اس لیے کہ حسد کا نقصان تیرے دشمن سے پہلے تجھے پہنچے گا۔

سفیان بن دینارؒ فرماتے ہیں کہ میں نے ابی بشر سے کہا کہ پہلے لوگوں کے کیا اعمال تھے تو انہوں فرمایا وہ عمل تھوڑا کرتے تھے لیکن اجر زیادہ لے گئے میں نے پوچھا وہ کیسے؟ انہوں نے فرمایا:

"لِسَلَامَةِ صُدُوْرِهِمْ" (اپنے سینوں کی سلامتی کی وجہ سے)

"اِيَّاكُمْ وَالْحَسَدَ"

''حسد سے بچنا۔''

---

[1] صحر الکامل الحسد

حسد کی بنا پر قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا جس کا وہ قیامت تک ہونے والے قتل سے حصّے کی صورت میں گناہ حاصل کرتا رہے گا۔ جس کا سبب حسد تھا۔

﴿ وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَا ابْنَيْ آدَمَ بِالْحَقِّ ﴾ [سورۃ المائدہ]

''آدم کے دو بیٹوں کا قصہ ان لوگوں کو بتایئے۔''

حاسد کے انجام بد کا ایک اور واقعہ

ایک آدمی بادشاہ کے جوتے صحیح کر کے اس کے پاس لے جایا کرتا تھا اور بادشاہ کی تعریف میں یہ اکثر کہا کرتا تھا کہ کسی محسن نے میرے اوپر احسان کیا ایک حاسد نے سنا کہ بادشاہ تو اس کو بہت انعام دیتا ہے اس کے دل میں حسد پیدا ہو گیا چنانچہ حسد کی آگ کو ٹھنڈا کرنے کے لیے اس نے پلانگ کی بادشاہ کے پاس گیا اور کہا کہ آپ کا فلاں نوکر آپ سے نفرت کرتا ہے لوگوں کو کہتا ہے کہ بادشاہ کے منہ سے بدبو آتی ہے۔ بادشاہ نے کہا تیرے پاس کیا دلیل ہے تو حاسد نے کہا کہ جب وہ آپ کے پاس آئے گا تو اپنے منہ پر ہاتھ رکھے گا ادھر اس غریب انسان کو بادشاہ کے پاس جانے سے پہلے اپنے گھر دعوت پر بلایا اور کھانے میں کچا تھوم ڈال دیا تھوم والا کھانا کھانے سے چونکہ منہ سے بدبو آتی ہے۔ لہٰذا حسب معمول جب وہ بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ نے اپنے قریب بلایا اس نے اپنے منہ پر اس لیے ہاتھ رکھا تاکہ بادشاہ کو بدبو نہ آئے بادشاہ نے دل میں سوچا کہ کل والا آدمی سچ بولتا تھا بادشاہ نے اس آدمی کو ایک کاغذ دے کر وزیر کے پاس بھیجا راستہ میں وہ حاسد ملا پوچھا کیا حال ہے تو اس نے بادشاہ کی تعریف کی اور کہا یہ رقعہ دیا ہے معلوم نہیں اس میں کیا ہے اس حاسد نے کہا تو میرا بھائی یہ انعام تو مجھے دیدے چنانچہ اس نے وہ رقعہ اس حاسد کو دیدیا بڑی خوشی سے وزیر کے پاس گیا وزیر نے جب وہ کاغذ کھولا اس پر لکھا تھا کہ حامل رقعہ ھذا کو فوراً ذبح کر دو اور اس کو آگ میں جلا کر

برتن وغیرہ میں ڈال کر میرے پاس بھیجو وہ بہت چیخا اور کہا کہ یہ حکم فلاں آدمی کے لیے ہے وزیر نے کہا بادشاہ کا حکم کبھی واپس نہیں ہوتا چنانچہ اسے قتل کر دیا گیا اگلے دن پھر وہ غریب آدمی بادشاہ کے پاس گیا بادشاہ نے حیرانی سے کہا کہ کیا واقعہ ہے بادشاہ کو اس نے سارا واقعہ سنایا بادشاہ نے کہا کہ وہ اپنے (حسد) کے انجام کو پہنچ گیا تو میرے نزدیک مقرب ہے۔ حاسد کو اس کے حسد نے ہی ختم کر دیا۔

حاسد حسد کی آگ میں خود جلا کرے
وہ شمع کیا بجھے جسے روشن خدا کرے۔

اِصْبِرْ عَلٰی غَیْظِ الْحَسُوْدِ
فَاِنَّ صَبْرَکَ قَاتِلُہٗ
فَالنَّارُ تَاْکُلُ بَعْضُھَا
اِذَا لَمْ تَجِدْ مَا تَاْکُلُہٗ

"اے مسلمان اگر تجھ سے کوئی حسد کرتا ہے۔ تیرے مرتبے سے تیری دولت اور تیرے گھر کی ترقی سے تو تو صبر کر تیرا صبر حاسد کے لیے کافی ہے آگ کو جب کھانا پکانے کے لیے کچھ نہ ملے تو وہ اپنے آپ کو ہی کھانا شروع کر دیتی ہے۔ حسد کی آگ حاسد کو جلا دیتی ہے جبکہ محسود تک اس کی حرارت بھی نہیں پہنچتی۔"

۱ نفرت اور دشمنی
۲ خود بینی اور تکبر
۳ حاکمانہ رعب رکھنے کی چاہت
۴ نفس کی خباثت اور بخیلی

ا۔ نفرت اور دشمنی:

کسی سے دشمنی کی وجہ سے حسد پیدا ہوتا ہے انسان اپنے دشمن کو تکلیف ملنے پر خوش

ہوتا ہے اور خوشی ملنے پر پریشان ہوتا ہے لہٰذا حسد کے ساتھ وہ اپنی دشمنی کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے حالانکہ دشمن کو کوئی نقصان نہیں ہوگا بلکہ اپنے ہی عمل ضائع ہوں گے۔

۲۔خود بینی اور تکبر:

بعض دفعہ انسان اپنے مقابلہ اور فیلڈ کے لوگوں سے اس لیے حسد کرتا ہے کہ میں بڑا آدمی ہوں اگر فلاں آدمی کو فلاں نعمت مل گئی تو شاید وہ میرا مقابلہ کر کے میری عزت کو ختم کردے۔ چنانچہ اس کے دل میں غرور و تکبر پیدا ہوتا ہے :« اَلْكِبْرِيَاءُ رِدَائِي» ''تکبر اللہ کی چادر ہے۔'' تکبر کبیرہ گناہ ہے تکبر کرنے والا قیامت کو سب سے حقیر ہوگا۔ تکبر کرنے والا دنیا میں اپنا انجام دیکھ لیتا ہے۔

متکبر کا انجام:

ایک آدمی کا بیان ہے کہ میں نے ایک رئیس کو دیکھا جو بڑے پروٹوکول سے بیت اللہ کا طواف کر رہا تھا اس کے باڈی گارڈ اس کے لیے راستہ خالی کر رہے تھے اور وہ بڑے تکبر سے چل رہا تھا۔ چنانچہ چند سال نہ گذرتے تھے میں نے دیکھا کہ وہ بغداد کے پل پر بیٹھ کر بھیک مانگ رہا تھا میں نے پوچھا کیا بات ہے اس نے کہا کہ میں نے ایسی جگہ تکبر کیا جہاں بادشاہ بھی عاجزی کرتے ہیں چنانچہ اللہ نے مجھے ایسی جگہ ذلیل کر رہا ہے جہاں لوگ تکبر سے گذر رہے ہیں۔ تکبر سے بچنا چاہیے عزت اللہ کے ہاتھ میں ہے۔

﴿ وَ تُعِزُّ مَنْ تَشَاءُ وَ تُذِلُّ مَنْ تَشَاءُ ﴾ [سورۃ ال عمران]

۳۔حاکمانہ رعب کی چاہت:

بعض دفعہ کوئی آدمی کسی فن میں عدیم المثال ہوتا ہے اپنے فن کی مہارت کی تعریف سنتا ہے تو خوش ہوتا ہے اگر اس کے مقابلہ میں کوئی آجائے تو وہ حسد کرتا ہے۔

بعض مسلمان جب اپنے دوست واحباب وعزیز واقارب کی ترقی کے بارے میں سنتے ہیں تو وہ پریشان ہو جاتے ہیں اسی طرح عام لوگوں کے بارے میں کوئی بری خبر ہو تو خوشی محسوس کرتے ہیں حتی کہ نفس خبیثہ ان کی صفت لازمہ بن جاتی ہے پھر وہ زندگی بھر حسد کی آگ میں جلتے رہتے ہیں۔

بعض علماء کے اقوال ہیں کہ

- بخیل وہ ہوتا ہے جو اپنے حال پر بخیلی کرے ضرورت کی جگہ خرچ نہ کرے اللہ کی راہ میں بھی خرچ نہ کرے۔
- لالچی وہ ہوتا جو دوسروں کے مال پر بخیلی کرتا ہے۔
- حاسد اللہ کی نعمتوں کے ملنے پر اس کے بندوں سے حسد کرتا ہے۔ جس قدر ضروریات مجتمع ہوں گی۔ حسد پیدا ہوگا۔

کفر کے ارکان:

1. حسد جس سے انسان نصیحت کو قبول کرنے سے محروم ہو جاتا ہے۔
2. تکبر، جس سے انسان عاجزی جیسی نعمت سے محروم ہو جاتا ہے۔
3. غضب، جس کے سبب انسان کبھی عدل وانصاف نہیں کرسکتا۔
4. الشھوۃ ، جس سے عبادت کے لیے فراخی کی بجائے اس سے محرومی حاصل ہوتی ہے۔

درحقیقت حاسد آدمی، اللہ سے مقابلہ کرتا ہے

حاسد اللہ تعالیٰ سے پانچ طریقوں سے مقابلہ کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

1. کسی کو نعمت ملنے پر غصے کا اظہار۔
2. اللہ کی تقسیم پر ناراضگی۔ حاسد اللہ کو پر ناراضی کا اظہار کرتا ہے کہ یہ نعمت فلاں کو کیوں دی۔

٣ اللہ کے کسی فضل پر بھی بخیلی کرتا ہے حالانکہ ﴿ ذَالِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَاءُ ﴾

٤ اللہ تعالیٰ کے دوست بندوں کو ذلیل کرنے کی کوشش کرتا ہے اور وہ اس تگ ودو میں ہوتا ہے کہ ان سے نعمت چھین لی جائے عبادت سے محرومی ہو جائے تاکہ وہ ذلیل ہو جائیں لیکن حقیقت میں یہ اس کی ناقص عقلی ہے۔ کیونکہ اصل میں وہ خود ان اشیاء سے محروم ہو ہوتا ہے۔

٥ حسد کرنے والا ابلیس کا معاون ہوگا اور اللہ کا دشمن ہوگا کیونکہ

﴿ اِنَّ الشَّیْطٰنَ کَانَ لِلرَّحْمَانِ عَصِیًّا ﴾ [سورۂ مریم]

''شیطان رحمان کا دشمن ہے۔''

حکماء کے اقوال

حاسد کو اپنے حسد کی وجہ سے مجلسوں میں بے عزت، فرشتوں کی لعنت اور جنت سے محرومی اور ذلت وخواری ملتی ہے ہر مسلمان کو اپنے گریبان میں جھانکنا چاہئے کہ کیا مجھ میں حسد جیسی قبیح برائی تو نہیں ہے اگر ہے تو انجام کو سامنے رکھتے ہوئے اس کبیرہ گناہ سے توبہ کرنی چاہئے۔

حسد کے تلخ ثمرات

١ اپنے علاوہ کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

٢ حسد منافقت کا کھیل ہے۔

٣ دل کے اندر کی جلن۔

٤ حاسد اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کو چھوڑ بیٹھتا ہے۔

٥ حاسد کی کلام حرام سے خالی نہیں ہوتی مثلاً وہ غیبت چغلی جھوٹ وغیرہ بولتا ہے۔

⑥ حاسد مسلمانوں کو تکلیف دینے کی کوشش کرتا ہے لیکن حسد کے کنویں میں خود ہی گر جاتا ہے۔

⑦ حسد کی وجہ سے انسان بڑی بڑی نیکیوں سے محروم ہو جاتا ہے۔ مثلاً صلہ رحمی، مظلوم کی مدد کسی کی مصیبت میں کام آنا جیسا کہ حدیث میں ہے:

«وَاللّٰهُ فِیْ عَوْنِ الْعَبْدِ مَا کَانَ الْعَبْدُ فِیْ عَوْنِ اَخِیْهِ» [1]

اور قرآن میں ہے:

﴿ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ ﴾

[سورة المائدہ]

جب تک انسان کسی کی مدد کرتا رہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے اس قسم کی نیکی حاسد کے نصیب میں نہیں ہوتی۔

⑧ حسد کرنے والا انسان دوسروں کو حقیر جانتا ہے اور اپنے حسد کی وجہ سے دوسروں سے بات نہیں کرتا۔

⑨ اپنے اعمال ضائع کر کے جہنم کا ایندھن بن جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

حاسد پر نازل ہونے والی آفتیں

حسد کرنے والے کو حسد کے انجام میں اللہ کی طرف سے چند چیزیں ملتی ہیں جو اس کی زندگی کا حصہ بن جاتی ہیں پھر وہ ان سے بچ نہیں پاتا۔ الا ماشاء اللہ

1. ایسا غم جو کبھی ختم نہیں ہوگا۔
2. ایسی مصیبت میں مبتلا ہوگا جس کا کوئی اجر بھی نہیں ملے گا حالانکہ مومن کو کانٹا بھی چبھے تو اللہ اجر لکھ لیتے ہیں لیکن حاسد کے لیے نہیں۔

---

[1] مشکوۃ

۳ معاشرہ میں، گھر میں، دوستوں میں، محلے اور مجلس میں حاسد کی اتنی بے عزتی ہوتی ہے کہ وہ ہر جگہ سے پھٹکار لے کر اٹھتا ہے۔

۴ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی، جس سے دنیاو آخرت تباہ ہوگی۔

۵ اللہ تعالیٰ کی توفیق کے دروازے اس پر بند ہو جاتے ہیں۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنے گھر کو ایسی ہلاکت سے بچائیں اور اپنے بچوں اور بیویوں کو حسد کی مذمت پر وعظ و نصیحت کریں۔

لہٰذا اے مسلمانو! اپنے دلوں سے حسد کی لعنت کو نکال پھینکو۔

﴿ كُونُوا عِبَادَ اللهِ اِخْوَانًا ﴾

ایک اسلامی معاشرہ پیدا کرو اور بھائی بن کر رہو اور اپنے گھر سے متعلق ہر بات باہر دوستوں کو نہ بتاؤ اور نہ ہی عورتیں، عورتیں اپنی سہیلیوں کو بتائیں۔

« اِقْضُوا اَحْوَائِجَكُمْ بِالْكِتْمَانِ فَاِنَّ لِكُلِّ نَعْمِةٍ حُسُوْدٌ » [1]

”اپنی حاجات کی برآوری کے لے راز داری کو بروئے کار لاؤ کیونکہ ہر نعمت پر حسد کرنے والے بھی ہوتے ہیں۔“

حاسدوں کی نظروں سے خود کو بچاؤ اور حسد جیسی خبیث بیماری کو نکال دو اگر آپ سے کوئی حسد کرتا ہے تو اس کا مقابلہ حسد سے مت کرو بلکہ دشمنی کا جواب محبت سے دو، حسد کرنے والے کے لیے توبہ کا دروازہ کھلا ہے، جلد توبہ کرنی چاہئے اور اس کتاب کو پڑھنے کے بعد ایسی برائیوں سے توبہ کرنی چاہیے۔

اگر آپ سے کوئی رشتہ دار یا غیر رشتہ دار حسد کرتا ہے تو چند اصولوں کی پاسداری کر کے آپ اس مرض سے بچ سکتے ہیں۔

---

[1] احادیث الصحیح للالبانی

حاسد کی شر سے بچنے کی تدابیر

① حاسد کے حسد سے بچنے کے لیے اللہ سے اپنے گناہوں کی معافی مانگنی چاہیے۔

② اللہ پر توکل کرنا چاہیے، حاسد کا حسد آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکتا اور نہ ہی کوئی جادوگر اور تعویذ فروش تجھے کوئی نقصان پہنچا سکتے ہیں۔

③ حسد سے پناہ مانگنی چاہیے، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو یہ حکم دیا ہے:

﴿وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ﴾ [سورۃ الفلق]

④ ہمیشہ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا چاہیے، قرآن کی تلاوت اور مشروع دعائیں پڑھنی چاہئیں

⑤ اللہ تعالیٰ سے دعا کرنی چاہیے کہ وہ حسد کے شر سے بچائے بے شک اللہ ہر چیز پر قادر ہے وہ تمام بیماریوں کے علاج کی قدرت رکھتا ہے اور حاسد کے شر سے تجھے بچائے گا۔

⑥ حسد کرنے والے کا مقابلہ حسد سے نہ کرنا چاہیے بلکہ اس سے نیکی کرنا اور اس کے متعلق انصاف کو ملحوظ خاطر رکھنا چاہیے اور اس پر ظلم سے بچنا چاہیے۔

⑦ حسد کرنے والے سے محبت رکھنا اور اس کو وعظ و نصیحت کرنا چاہیے۔ ممکن ہے اللہ اس کا دل روشن کر دے تمھارے ہاتھ سے اس کو ہدایت مل جائے پھر وہ تمھارا محبوب دوست بن جائے گا اپنی غلطیوں پر شرمندہ ہوگا۔

⑧ اس سے جتنا ہو سکے نیکی کرو جتنی زیادہ وہ برائی کرے تم اتنی زیادہ نیکی کرو اس کو نصیحت کرو اور اس پر شفقت کرو۔

مذکورہ اصولوں سے حسد کرنے والے کے مرض کا علاج ممکن ہے تمام آیات قرآنیہ و احادیث نبویہ آثار سلف اقوال ائمہ سے ثابت ہو گیا ہے کہ حسد کتنی خبیث چیز ہے۔ اگر اتنے دلائل پڑھنے کے بعد بھی آپ ایسی بیماری سے توبہ نہ کریں تو اپنے نصیب پر آنسو بہا دینا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کو کسی نے گالی دی تو آپؓ نے فرمایا کہ تو مجھے گالی دیتا ہے جبکہ مجھ میں تین خوبیاں موجود ہیں۔

① جب میں سنتا ہوں کہ مسلمانوں کے کسی حاکم نے عدل وانصاف کیا ہے تو میں خوش ہوتا ہوں حالانکہ میرا کوئی مقدمہ اس حاکم کے پاس نہیں ہے یا میں کوئی فیصلہ وہاں لے کر نہیں گیا مجھے بغیر مطلب ولالچ کے خوشی ہوتی ہے۔

② جب میں قرآن کی کوئی آیت تلاوت کرتا ہوں جس کا مطلب مجھے معلوم ہوتا ہے تو میں خواہش کرتا ہوں کہ جس طرح مجھے معلوم ہوا ہے اس طرح سارے مسلمانوں کو یہ علم حاصل ہو جائے یہ حسد کے خلاف ہے۔

③ جب مسلمانوں کے ملک کے کسی علاقہ میں بارش ہوتی ہے تو میں اس پر بھی خوش ہوتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہوا ہے حالانکہ میرا وہاں کوئی جانور یا زمین نہیں ہے جو بارش سے فائدہ مند ہو۔

خلاصہ کلام کہ یہی میرے دل میں کسی مسلمان کے بارے میں حسد نہیں ہے اتنی بڑی نیکی اللہ تعالیٰ نے مجھے نصیب کی ہے پھر تو مجھے گالی دیتا ہے۔ آپ "اِدْفَعِ السَّیِّئَۃَ بِالْحَسَنَۃِ" کا کامل نمونہ تھے، اینٹ کا جواب پتھر سے نہیں بلکہ پھول سے دیتے تھے۔

حضرت عون بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ، فضل بن مہلب کے پاس گئے اور نصیحت کی کہ تکبر سے بچنا سب سے پہلا گناہ تکبر ہے جس کی وجہ سے اللہ کی نافرمانی ہوئی اور یہ آیت پڑھی۔

﴿ وَ اِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِکَۃِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِیْسَ ﴾ [سورۃ البقرہ]

ابلیس نے آدم کو تکبر کی وجہ سے سجدہ نہیں کیا اور اللہ کی نافرمانی کی تھی۔ مسلمان تجھے بھی غور کرنا چاہئے ایک دن میں پانچ دفعہ رب کے حکم سے (یعنی نماز نہ پڑھ کر) تکبر کرتا ہے۔

وہ ایک سجدہ جسے تو گراں سمجھتا ہے
ہزار سجدوں سے دیتا ہے تجھے نجات

گھروں کو لالچ سے پاک رکھنا

اس لالچ نے ہی آدم علیہ السلام کو جنت سے نکال دیا تھا اللہ تعالیٰ نے ایک پھل کو چکھنے سے روکا تھا انھوں نے لالچ میں آ کر وہی کھالیا:

﴿ قُلْنَا اهْبِطُوْا مِنْهَا جَمِيْعًا ﴾ [سورۃ البقرہ]

''اس جنت سے اتر جاؤ''

لالچ اور تکبر مسلمان کے ایمان کے منافی ہے حسد اور لالچ کے متعلق ایک واقعہ بطور عبرت ذہن نشین کرلیں۔

لالچیوں کے لالچ کا دل فگار انجام

عیسیٰ علیہ السلام اپنے حواریوں کے ساتھ جا رہے تھے کہ راستے میں ایک سونے کی تھیلی پڑی تھی اس کے نزدیک تین آدمی مرے ہوئے تھے ساتھیوں نے پوچھا ان لوگوں کا کیا واقعہ ہے تو عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ان تینوں آدمیوں کو اس زمین سے سونا ملا تھا تقسیم میں اختلاف ہوا۔

تینوں بھوکے تھے انھوں نے ایک کو کھانا لینے کے لیے بھیج دیا دوسرے دونوں کے پاس شیطان آیا اور انہیں لالچ اور خود غرضی کا سبق دیا دونوں نے فیصلہ کیا کہ جب وہ کھانا لے کر آئے گا ہم دونوں حملہ کر کے اسے قتل کر دیں گے اس طرح یہ سونے کی تھیلی ہم دونوں تقسیم کرلیں گے ادھر جب وہ کھانا لینے گیا تو اس نے سوچا کیوں نہ میں اکیلا ہی تھیلی کا مالک بن جاؤں؟

---

[1] "مِنْ رَوَائِعِ الْقَصَصِ النَّبَوِیْ" (۱۳) رواہ القصص النبوی الصحیح الشیخ احمد القلاش بیروت میں ہے کہ

چنانچہ اس نے کھانے میں زہر ملا دیا تا کہ وہ دونوں کھا کر مر جائیں مجھے اگر کھانے کیلیے کہیں گے تو میں کہوں گا میں نے پہلے کھالیا ہے چنانچہ وہ کھانا لے کر آیا۔ دونوں نے پلاننگ کے تحت حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا دونوں نے کھانا کھانا شروع کیا تو کھانا کھاتے ہی وہ بھی اپنے لالچی ساتھ کے ساتھ اپنے انجام کو پہنچ گئے جب کہ سونا وہاں پڑا رہا۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حسد کے متعلق ملاحظہ فرمائیں جو سلف الصالحین میں سے بکر بن عبداللہ (ا) بیان فرماتے ہیں:

حصول نعمت کی آرزو جائز ہے

اس کے متعلق قرآن میں ہے:

﴿ وَ فِي ذَالِكَ فَلْيَتَنَافَسِ الْمُتَنَافِسُوْنَ ﴾ [سورة المفطففين]

ہر عادت کی ایک حد ہوتی ہے اس سے آگے گزرنا مذمت کا باعث ہوگا اور انسان کی ذلت و رسوائی کا باعث ہوگا۔ حسد کی استثنائی شکل رشک ہے جسے منافست کہتے ہیں اس کو استعارہ کے طور پر حسد کہا گیا ہے۔

رشک کی تعریف:...... کسی انسان پر نعمت دیکھ کر زوال کی تمنا نہ کرنا نہ اس نعمت پر ناپسندیدگی کا اظہار کرنا بلکہ اس جیسی نعمت اللہ سے طلب کرنا اس طرح کی خواہش کرنا جائز ہے بلکہ بعض دفعہ مستحب بلکہ واجب کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے۔

حضرت رسول کریم ﷺ نے رشک کے متعلق فرمایا:

« لَا حَسَدَ اِلَّا فِي اِثْنَيْنِ رَجُلٌ آتَاهُ اللّٰهُ الْقُرْآنَ فَهُوَ يَقُوْمُ بِهٖ آنَاءَ اللَّيْلِ وَ آنَاءَ النَّهَارِ.......... »[1]

''رشک صرف دو چیزوں میں جائز ہے ایک ایسے آدمی سے جسے اللہ نے مال دیا

[1] بخاری ومسلم

ہواور وہ دن رات اللہ کی راہ میں مال خرچ کرتا ہو دوسرا وہ جسے اللہ نے قرآن دیا
ہواور وہ دن رات اس کے ساتھ قیام کرتا ہو۔''

بعض دفعہ صرف رشک کرنے سے ہی انسان نیک کام کے اجر میں شریک ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ہدایت، اسلام کو سمجھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

نصیحت نمبر:۶

گھر کو غیبت سے محفوظ رکھنا

جس گھر میں غیبت ہوگی وہ گھر فتنے کا مرکز ہوگا لہٰذا اپنے گھر کو اس لعنت سے پاک کرنا ہر گھر کے ہر فرد کی خاص کر گھر کے سربراہ کی ذمہ داری ہے، اسے اپنے بیوی، بچوں کو اس برائی سے بچانے کے لیے وعظ نصیحت کرتے رہنا چاہیے...... قرآن واحادیث نبویہ اور آثار سلف صالحین سے غیبت کے متعلق واضح دلائل سننے کے بعد ہر انسان کو غیبت سے توبہ کرنی چاہئے اور اپنے گھروں کو اس سے نجات دلانی چاہئے۔ لوگوں کی عزتوں سے کھیلنے سے توبہ کرو اور معاشرے کو امن کا گہوارہ بناؤ اور اپنے گریبان میں جھانک کر اپنی اصلاح کرو۔

آخری مغل فرمانروا بہادر شاہ ظفر کہتا ہے:

نہ تھی جب تک اپنے گناہوں پہ نظر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
جب پڑی اپنے گناہوں پہ نظر
تو نگاہ میں کوئی برا نہ رہا

غیبت کی تعریف:

انسان اپنے مسلمان بھائی کا کسی معاملہ میں اس کی غیر موجودگی میں اس انداز سے ذکر کرے کہ جب اس کو مذکورہ بات معلوم ہو تو وہ اسے ناپسند کرے۔ مذکورہ بات خواہ دنیا سے متعلق ہو یا دین سے یا خاندان یا شکل وصورت یا قول یا جسم سے متعلق ہو حتی کہ سواری یا کپڑے کے متعلق ہی کیوں نہ ہو۔

جسم کے متعلق:

مثلاً آپ کسی انسان کے متعلق یہ کہیں کہ فلاں چھوٹے قد کا ہے، سیاہ رنگ ہے، لنگڑا ہے، اندھا، لمبا ہے، یا ایسی کوئی بات جسے وہ سنے تو ناراضگی کا اظہار کرے اسے غیبت کہتے ہیں۔

خاندان کے متعلق:

مثلاً آپ کسی مسلمان کی طرف اشارہ کر کے کہہ دیں کہ فلاں آدمی ہلکے خاندان کا ہے یا وہ نچلے طبقے کا آدمی ہے یا اس کا خاندان حقیر ہے حالانکہ خاندان صرف پہچان کا سبب ہیں تمام دلائل کا ذکر بعد میں آئے گا۔

اخلاق سے متعلق:

دوسرے مسلمان رشتہ دار دوست یا دشمن کے متعلق یہ کہنا کہ فلاں آدمی بداخلاق ہے، بہت کنجوس ہے بہت بخیل ہے، دکھلاوا کرتا ہے، بزدل ہے، بڑا غصے والا ہے، کسی کام کا نہیں وغیرہ وغیرہ اخلاق سے متعلق ایسے ریمارکس دینا، غیبت مقصود ہوگا اور یہ حرام ہے۔

دین سے متعلق:

کسی دوسرے مسلمان کے متعلق یہ کہنا کہ وہ شرابی ہے، زانی ہے، چور ہے، جھوٹا ہے ، خیانت کار ہے، ظالم ہے، نماز نہیں پڑھتا، زکوٰۃ نہیں دیتا، نماز میں رکوع وغیرہ ٹھیک نہیں کرتا، بے حیائی سے نہیں بچتا وغیرہ دین میں کوئی بھی نقص بیان کرنا غیبت محرمہ ہے۔

دنیا سے متعلق معاملات:

مثلاً آپ کسی مسلمان کے متعلق لوگوں کو یہ بتائیں کہ فلاں آدمی بڑا بدتمیز ہے،

اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے، ہر وقت سویا رہتا ہے، ہر وقت آوارہ پھرتا ہے وغیرہ وغیرہ یہ غیبت ہوگی۔

لباس سے متعلق:

کسی کے لباس کے متعلق طنزاً لوگوں میں باتیں کرنا کہ فلاں ہلکا کپڑا پہنتا ہے، کپڑے صاف نہیں کرتا، گندے کپڑے پہنتا ہے وغیرہ وغیرہ اس طرح بہت سی دوسری اشیاء غیبت میں داخل ہوتی ہیں۔

امام نووی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان کو جب کسی بات کے کرنے سے فائدہ نہ ہو تو اس کے لیے خاموش رہنا بہتر ہے۔ آج ہم اپنے معاشرہ میں غور کریں یا اپنے گھر کی چار دیواری میں دیکھیں یا اپنی محفلوں پر غور کریں، کیا ہم اپنی زبان کو خاموش رکھتے ہیں یا لوگوں کی تنقیص کا ٹھیکہ لے رکھا ہے۔

غیبت صرف زبان سے ہی نہیں

یہ تو واضح ہے کہ زبان سے کسی کی غیبت کرنا حرام ہے کیونکہ لوگوں کو اپنے بھائی کی خامیاں و کوتاہیاں بتانے کا سب سے بڑا ذریعہ زبان ہے۔ لیکن غیبت اشارہ سے بھی ہوتی ہے، حرکت سے بھی، حکایت سے بھی، کتابت و تحریر سے بھی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ حکایت سے بھی غیبت ہو جاتی ہے، مثلاً کوئی آدمی لنگڑا ہے دوسرا اس کے متعلق لوگوں کو اس طریقہ سے چل کر بتائے تو یہ غیبت ہوگی حالانکہ زبان سے غیبت نہیں کر رہا۔

امام حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کسی بھی آدمی کا ذکر تین چیزوں سے خالی نہیں ہوتا: جھوٹ سے، یا بہتان سے یا غیبت سے۔

غیبت:

دوسرے کے متعلق ایسی چیز بیان کرنا جو اس میں موجود ہو مثلاً ایک آدمی حقیقت

میں چھوٹے قد کا ہے اس کی یہ خبر لوگوں کو بتانا کہ فلاں چھوٹا ہے یہ غیبت ہے۔ جو کہ اکثر لوگوں میں پائی جاتی ہے۔ جب ان کو بتایا جائے کہ یہ غیبت ہے تو جواب دیتے ہیں کہ یہ تو بالکل سچ ہے کہ وہ چھوٹا ہے حالانکہ اگر اسے تحقیراً چھوٹا یا کوتاہ قد کہنا حرام ہے۔[1]

بہتان:

ایسی چیز لوگوں کو بتانا جو اس انسان میں نہ ہو۔ مثلاً یہ کہنا کہ وہ جھوٹ بولتا ہے، شراب پیتا ہے، زانی ہے وغیرہ جبکہ وہ ان چیزوں سے پاک ہو سو یہ بہتان ہے جس کی وعید بہت سخت ہے۔

افک:

بغیر مشاہدہ اور تحقیق محض سنی سنائی بات آگ پہنچا دینا کر دینا خواہ سچ ہو یا جھوٹ ہو یا بہتان ہو، حدیث نبوی ہے:

« کَفٰی بِالْمَرْءِ کَذِبًا اَنْ یُحَدِّثَ بِکُلِّ مَا سَمِعَ »[2]

انسان کی تباہی کے لیے اتنا ہی کافی ہے کہ جو کچھ لوگوں سے سنے اسے من وعن بغیر کسی تحقیق کے آگے بیان کر دے جیسا کہ عام لوگ اپنی سچائی کے لیے دلیل کے طور پر پیش کرتے ہیں حالانکہ یہ جھوٹ ہی ہلاکت کے لیے کافی ہے۔ جو آج کل محفلوں کی زینت بن چکا ہے۔

غیبت کی اقسام

غیبت کی مختلف اقسام ہیں لیکن سب سے بری اور خبیث قسم کی غیبت ریاء کاری ہے جس سے اکثر لوگ غافل ہیں۔

---

[1] تفسیر المراغی ...... [2] مسلم ...... عن ابی ہریرۃ

دکھاوے کی غیبت یہ ہے کہ آپ میرے پاس کسی آدمی کی غیبت کریں کہ فلاں شخص بڑا بے حیاء ہے، زانی ہے وغیرہ اب مجھے یہ غیبت سننے کے بعد بقدر استطاعت آپ کا رد کرنا چاہئے تھا یا آپ کو منع کر دینا چاہئے تھا لیکن میں زبان سے کہہ دیتا ہوں استغفر اللہ اور الحمد للہ۔ یعنی اللہ کا شکر ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ایسی حرام اشیاء سے محفوظ رکھا ہے یا یہ کہہ دوں کہ بہت افسوس ہے اس پر کہ وہ ایسے کرتوت کرتا ہے وغیرہ گویا میں نے اس کی غیبت کی ایک تو تصدیق کر دی اور غیبت سننے کے گناہ میں شامل ہو گیا دوسرا اپنے آپ کو اس گناہ سے بری کر کے بالمعنی اپنی تعریف بھی کر دی۔ اور غیبت کرنے والے کو بتایا کہ میں تو ایسی حرام چیزوں کا ارتکاب نہیں کرتا کہ گویا اپنا تزکیہ نفس کیا جو کہ عیب ہے اور اپنے نیک عمل کا دکھلاوا کیا جو ریا اور شرک ہے اور غیبت کی تصدیق کی جو گناہ ہے۔

قرآن میں ہے:

﴿ وَلَا تُزَكُّوْٓا اَنْفُسَكُمْ هُوَ اَعْلَمُ بِمَنِ اتَّقٰى ﴾ [سورۃ النجم]

اب آپ نے کتنے گناہوں کو جمع کر کے اپنے اوپر گناہوں کا بوجھ ڈال لیا ہے۔ آج کل صالح لوگوں میں یہ مرض زیادہ ہوتا ہے عمومی طور پر سارا معاشرہ اس میں ملوث ہے۔ غیبت کی اس قسم سے لوگ عام طور پر واقف نہیں اس لیے کہ ظاہراً نیکی کی جا رہی ہے حقیقت میں کئی گناہ کیے جا رہے ہیں۔ نیکی کے رنگ میں شیطان انسان سے گناہ کروانے کی کوشش بھی کرتا ہے جب کوئی مرد عورت، رشتہ دار عالم و جاہل آپ کے پاس غیبت کرے تو آپ کو فوراً اس کا انکار کرنا چاہئے کیونکہ ایسی مجلس اور گھر خدا کے غضب کی جگہ ہے۔

دوسری قسم......:

کسی مجلس میں یا کسی گھر میں کسی مسلمان کی غیبت کی گئی وہ کسی نے سن لی کسی نے نہ سنی، ایک اپنے آپ کو نیک انسان سمجھنے والا، بعد میں بولتا ہے کہ واہ! سبحان اللہ کیا بات ہے بڑے تعجب کی بات ہے اب اس کے سبحان اللہ پڑھنے کی وجہ سے سب لوگوں نے کان لگائے اور غیبت کو سن لیا اس نیکی ظاہر کرنے والے کی وجہ سے دوسرے کئی انسان بھی غیبت کے گناہ میں شمار ہو گئے۔ بعض دفعہ انسان یہ کہتے ہوئے دوسرے پر ترس کھاتا ہے کہ یار مجھے بہت افسوس ہوا ہے کہ فلاں آدمی نماز نہیں پڑھتا، برے کاموں میں مصروف ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ہدایت دے، دراصل یہ آدمی اپنے مسلمان بھائی کے لیے ہدایت و رحم کی دعا نہیں کر رہا بلکہ اس دعا کے اندر جھوٹ چھپائے ہوئے ہیں وہ ہے دوسرے انسان کی غیبت کی تصدیق جو کہ گناہ میں برابر کا شریک ہے۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمان مردوں عورتوں کو دین کے معاملات سمجھنے کی توفیق دے اور غیبت جیسی لعنت سے ہمارے معاشرہ کو پاک کرے۔

غیبت کے اسباب

۱۔ اللہ سے بے خوفی:

خوف الٰہی کے نہ ہونے کی وجہ سے انسان ایسی حرام قباحتوں کا ارتکاب کرتا ہے کیونکہ جب انسان میں اللہ تعالیٰ کا خوف نہ ہو یا اس سے حیا نہ ہو پھر انسان اپنی مرضی کرتا ہے اور جائز و ناجائز کی پرواہ نہیں کرتا۔ حدیث نبوی میں ہے:

« اِذَا لَمْ تَسْتَحْيِ فَاصْنَعْ بِمَا شِئْتَ » [1]

---

[1] رواہ البخاری

۲۔غصے کی آگ ٹھنڈی کرنا:

بعض دفعہ انسان اپنے مخالف مسلمان سے ناراضگی یا زیادتی کا بدلہ غیبت کے ذریعے لیتا ہے اپنے مخالف کے متعلق بہتان اور غیبت کر کے اپنے غصے کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے جس طرح اکثر کمزور لوگ طاقتور کی۔غریب امیر کی۔ملازم افسروں کی غیبت ہی کر سکتے ہیں کیونکہ وہ ڈائریکٹ اپنا بدلہ نہیں لے سکتے لہٰذا یہ بھی حرام ہے۔اِلَّا یہ کہ افسر یا حاکم فرعون صفت ہو اور ماتحتوں پر ظلم کر کے تسکین قلب حاصل کرتا ہو ایسے فرعون کی غیبت کی رخصت ہے قرآن میں ہے:

﴿لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالسُّوْٓءِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ﴾ [سورۃ النساء]

۳۔دوستوں کی حمایت:

اپنے دوستوں سے تعلقات قائم رکھنے کے لیے انسان ان کی ہاں میں ہاں ملاتا ہے اور اپنی عزت کی خاطر ان کی ہر بات کی تصدیق کرتا ہے، وہ سمجھتا ہے کہ اگر میں نے دوستوں اور رشتہ داروں کی بات کی تصدیق نہ کی تو میری بے عزتی ہو گی اے غافل اس وقت سے ڈر جب مجرم انسان اللہ کے سامنے ان لفظوں میں حسرت کا اظہار کرے گا۔

﴿یٰلَیْتَنِیْ لَمْ اَتَّخِذْ فُلَانًا خَلِیْلًا﴾ [سورۃ الفرقان]

''جب وہ افسوس کرے گا اور کہے گا اے کاش میں فلاں فلاں نافرمان کو دوست نہ بناتا جنہوں نے مجھے غیبت جیسے کبیرہ گناہ میں مبتلا کر دیا۔''

۴۔دوسرے کی تنقیص کر کے اپنی فوقیت ظاہر کرنا:

حقارت کی وجہ سے انسان دوسرے کو اپنے مقابلہ میں حقیر کرنے کے لیے اور اپنی عظمت لوگوں میں اجاگر کرنے کے لیے دوسرے انسان کی غیبت کرتا ہے مثلاً آپ یہ کہہ دیں کہ فلاں آدمی بالکل جاہل ہے یعنی اپنے علم اور دوسرے کی جہالت کے اثبات

کے لیے آپ نے غیبت کی۔

۵۔محض حسد ہی حسد کرنا:

بعض دفعہ کسی آدمی کی شخصیت ،نیکی کی وجہ سے یا دنیاوی معاملات یا فن میں مہارت کی وجہ سے لوگوں میں مسلم ہو جاتی ہے لوگ اس کی تعریف کرتے ہیں جبکہ دوسرے کے دل میں بغض اور حسد پیدا ہو جاتا ہے کہ فلاں کو یہ عزت کیوں ملی۔ جبکہ میں بھی اس سے کم نہیں ہوں چنانچہ اس حسد کے ذریعے وہ غیبت کر کے اپنی آگ بجھاتا ہے حقیقت میں وہ اپنے لیے جہنم کی آگ کو بھڑکاتا ہے۔

۶۔اپنا دل بہلانا اور مذاق کرنا:

کتنے ایسے مسلمان ہیں جو صرف لوگوں کو ہنسانے کے لیے مسلمانوں کی غیبت کرتے ہیں حتی کہ بعض لوگوں کا پیشہ ہی یہ ہے کہ لوگوں کی عزتیں خاک میں ملاؤ پیسہ کماؤ حالانکہ وہ اپنے مسلمان بھائیوں کا گوشت کھا رہے ہیں۔

۷۔اپنے آپ کو معلوماتی شو کرانا:

کئی انسان لوگوں کی غیبت اس لیے کرتے ہیں کہ لوگ سمجھیں کہ فلاں آدمی کے پاس بہت معلومات ہیں حالانکہ وہ جہنم کے راستہ کے علاوہ کچھ نہیں جانتا۔ غیبت کی کئی اور بھی اقسام ہیں جن اسباب کی وجہ سے غیبت کی بیماری پیدا ہوتی ہے ان اسباب کو دور کرو اور اپنے دل سے سوال کرو کہ میں نیکی کے راہ پر چل رہا ہوں یا برائی پر قائم ہوں اور اپنے گھروں کو اور اپنے معاشرہ کو غیبت جیسے بڑے گناہ سے پاک کرو۔

غیبت کی مذمت قرآن سے

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ وَ لَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا اَيُحِبُّ اَحَدُكُمْ اَنْ يَّاْكُلَ لَحْمَ اَخِيْهِ مَيْتًا فَكَرِهْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ رَّحِيْمٌ ﴾ [سورة الحجرات]

”تم میں سے کوئی بھی ایک دوسرے کی غیبت نہ کرے کیا تم میں سے کوئی شخص اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند کرتا ہے؟ یقیناً تم اسے برا سمجھو گے اللہ سے ڈرو بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔“

کوئی انسان اپنے مردہ بھائی کا گوشت کھانا پسند نہیں کرتا۔ پھر کیوں غیبت کرتے ہو جب کہ غیبت اپنے مردہ بھائی کے گوشت سے بھی زیادہ گندی اور خطرناک ہے اور بڑا گناہ ہے، اپنے مالک سے ڈرو۔ غیبت سے توبہ کرو، وہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ دوسری جگہ قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

﴿ وَ لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ اِنَّ السَّمْعَ وَالْبَصَرَ وَالْفُؤَادَ كُلُّ اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْئُوْلًا ﴾[سورہ بنی اسرائیل]

”جس چیز کا تجھے علم نہیں پھر اس چیز کے پیچھے کیوں لگتے ہو تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ کان نے جو سنا آنکھ نے جو دیکھا دل و دماغ نے جو سوچا اور فیصلہ کیا سب کے متعلق قیامت کے دن باز پرس ہوگی۔“

پھر تمہارے پاس اس کا کوئی جواب ہوگا؟ اللہ تعالیٰ سے ڈرو، غیبت سے توبہ کرو۔ فرمان خداوندی ہے:

﴿ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴾ [سورۂ ق]

انسان کے کندھوں پر کراماً کاتبین (مکرم فرشتے) لکھنے والے موجود ہوتے ہیں ایک ایک لفظ زبان سے نکلا ہوا لکھا جاتا ہے جتنی مجلسوں میں جتنی مرتبہ تو نے اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کی ان الفاظ کے بدلہ میں تیری نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کا ثواب اس مسلمان کو دیا جائے گا جس کی تو نے غیبت کی ہوگی اس کے گناہ تیری کمر پر ہوں گے

غیبت کا گناہ تیرے اوپر ہوگا اور تو یہ سب گناہوں کی گٹھڑی لیے ہوئے ان دوستوں کے ساتھ جہنم رسید ہوگا جن کی خوشی کے لیے اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کر کے اپنے رب کو ناراض کیا......العیاذ باللہ

احادیث نبویہ سے غیبت کی مذمت

حضرت رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

«اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِن لِسَانِہٖ وَ یَدِہٖ» [۱]

''کامل مسلمان وہ ہے جس کی زبان اور ہاتھ سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں اور غیبت سے زیادہ بڑی زبان کی تکلیف اور کیا ہو سکتی ہے۔''

جو انسان مومن ہے اسے کلام خیر کرنی چاہیے یا خاموش رہنا چاہیے ایک دوسری حدیث میں ہے کہ:

«مَنْ سَکَتَ سَلِمَ وَ مَنْ سَلِمَ نَجا» [۲]

''خاموش رہنے والا نجات پا گیا۔''

بعض دفعہ انسان زبان سے ایسا کلمہ بولتا ہے جس سے اس پر خدا کی ناراضگی لکھ دی جاتی ہے حالانکہ انسان کی نظر میں وہ کلمہ بالکل چھوٹا اور بے حیثیت ہوتا ہے۔ [۳]

عقبہ بن عامرؓ نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ نجات کس چیز میں ہے تو آپؐ نے فرمایا: اپنی زبان کو لگام دو یعنی بقدر ضرورت کلام کرو۔ دوسرا ایک ایسا کھلا مکان جو انسان کے دین اور دنیا کے کاموں میں تعاون کا ذریعہ بن سکے۔ تیسرا اپنے گناہوں پر آنسو بہانا۔ [۴]

جب حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو حضرت نبی اکرم ﷺ نے دین کے تمام

---

[۱] بخاری و مسلم ...... [۲] بخاری ...... [۳] ترمذی و ابن ماجہ ...... [۴] رواہ احمد و ترمذی

معاملات بتائے تو ان کے آخر میں یہ فرمایا کہ لوگ زبان ہی کی وجہ سے جہنم میں دخل ہوں گے۔ [۱]

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول کریم ﷺ نے خطبہ دیا جس میں سود کا ذکر کیا اور فرمایا ایک درہم سود کا گناہ ۳۷ مرتبہ زنا کے گناہ سے زیادہ ہے جبکہ سب سے بڑا سود مسلمان کی عزت کی پامالی ہے جس کا سبب غیبت ہے۔ [۲]

جو لوگ دوسروں کی غیبت کو اپنا مشغلہ بناتے ہیں اور اپنے گھروں کی خوشیاں حاصل کرتے ہیں ان کو اس وعید سے ڈرنا چاہئے اور اپنے گناہوں سے خاص کر غیبت سے توبہ کرنی چاہئے۔

ایک دوسری حدیث کا مفہوم ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا مسلمانوں کی غیبت نہ کرو، ان کے عیوب کے پیچھے نہ لگو یعنی ان کے عیوب تلاش نہ کرو۔ جو انسان مسلمان بھائی کے عیب تلاش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے عیوب لوگوں میں ظاہر کر دیتا ہے پھر جس کے عیوب خدا نے ظاہر کر دیے اس کو اس کے گھر میں ہی رسوا کر دیتا ہے۔ [۳]

حضرت جابر بن عبد اللہؓ بیان فرماتے ہیں کہ ہم ایک دفعہ حضرت رسول کریم ﷺ کے پاس تھے کہ ایک بدبودار ہوا آئی آپ نے فرمایا کہ تمہیں معلوم ہے کہ یہ بدبودار گندی ہوا کس چیز کی ہے آپ ﷺ نے پھر فرمایا:

« هَذِهِ الرِّيحُ الَّذِينَ يَغْتَابُونَ الْمُؤْمِنِينَ » [۴]

”کہ یہ بدبو ان لوگوں کی ہے جو مومنوں کی غیبت کرتے ہیں۔“

حضرت سہل بن سعدؓ بیان کرتے ہیں کہ حضرت رسول مقبول ﷺ نے فرمایا:

« فَمَنْ يَضْمَنُ لِي مَا بَيْنَ لِحْيَيْهِ وَ مَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ اَضْمَنُ لَهُ الْجَنَّةَ » [۵]

---

[۱] رواہ ترمذی حسن لصحیح ...... [۲] ابو داؤد ...... [۳] ابن حبان ......

[۴] مسند احمد ...... [۵] بخاری

''جو مجھے اپنی زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کی ضمانت دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں یعنی زنا اور غیبت سے بچنا جنت میں داخلے اور جہنم سے نجات کی ضمانت ہے۔''

ابو سعید خدری اور حضرت جابر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((اَلْغِیْبَۃُ اَشَدُّ مِنَ الزِّنَا)) [1]

''زنا سے زیادہ سخت گناہ غیبت کا ہے۔''

اس لیے کہ زنا سے انسان توبہ کر لیتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کر لیتا ہے جبکہ غیبت کرنے والے کو جس کی غیبت کی گئی جب تک وہ معاف نہ کرے اس کا یہ گناہ معاف نہیں ہوگا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ معراج کی رات، میں ایک قوم کے پاس سے گزرا جو اپنے ناخنوں سے اپنے چہروں اور سینوں کو نوچ رہے تھے میں نے جبرائیل سے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں تو جبرائیل نے جواب دیا کہ یہ وہ لوگ ہیں جو دوسرے مسلمانوں کا گوشت کھاتے تھے، یعنی غیبت کرتے تھے اور لوگوں کی عزتوں کے پیچھے لگے رہتے تھے۔ [2]

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ امت مسلمہ کے تمام علماء کرام کا اس پر اتفاق ہے کہ غیبت کبیرہ گناہ ہے اس سے توبہ کرنا فرض ہے۔ بڑے تعجب اور افسوس کی بات ہے کہ مسلمان زنا، شراب، چوری، قتل عام، اکل حرام، نظر حرام اور غیر محرم عورتوں سے اختلاط جیسے بڑے بڑے گناہوں سے بچتا ہے اور پرہیز کرتا ہے لیکن چھوٹی سی زبان کو اپنے کنٹرول میں نہیں رکھ سکتا لوگوں کی بے عزتی اور غیبت سے نہیں بچتا۔ کتنے ایسے مخلص

---

[1] المصابیح، ج:۳ ...... [2] رواہ ابو داؤد

وصالح انسان ہیں جو تمام گناہوں سے تو بچتے ہوں مگر غیبت کی پرواہ نہیں کرتے۔صوم و صلاۃ کی پابندی کرتے ہیں مگر جو زبان پر آئے،مسلمانوں کے متعلق کہہ دیتے ہیں ۔زندہ اور مردہ لوگوں کی غیبت کر کے اپنا نامہ اعمال سیاہ کرتے رہتے ہیں۔

جبکہ اسلاف الامۃ صالحین غیبت سے بہت احتیاط کیا کرتے تھے چند ایک مثالیں ملاحظہ فرمایئے۔

غیبت سے بچنے والے اسلاف کرام

① امام وھب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے یہ نذر مان لی تھی کہ جب کسی کی غیبت کروں گا تو اس کے بدلہ میں روزہ رکھوں گا۔لیکن پھر بھی غیبت سے نہ بچ سکا۔پھر میں نے یہ نیت کی کہ جب کبھی کسی کی غیبت کر بیٹھوں گا تو ایک درہم صدقہ کروں گا چنانچہ دولت کے نقصان کی وجہ سے میں نے غیبت کو چھوڑ دیا چنانچہ آپ اس گناہ سے بچنے کی کوشش کریں اللہ تعالیٰ توفیق عطا کر دے گا۔

② سفیان بن حسین رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں ایاس بن معاویہؒ کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک آدمی وہاں سے گزرا میں نے اس کی غیبت کی تو انہوں نے مجھے فرمایا کہ چپ ہو جاؤ پھر پوچھا کہ آپ نے رومیوں سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا تو نے ترکوں سے جنگ کی ہے؟ میں نے کہا نہیں فرمایا، بڑے تعجب کی بات ہے کہ روم و ترک جیسی قومیں تجھ سے سلامت ہیں لیکن تیرا ایک مسلمان بھائی تیرے شر سے محفوظ نہیں چنانچہ سفیان بن حسینؒ بیان کرتے ہیں کہ اس دن کے بعد میں نے کسی کی غیبت نہیں کی۔

③ یحییٰ بن معاذ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے انسان،ایک مسلمان مومن کے ساتھ تیری تین حالتیں ہونی چاہئے۔اگر کسی کو نفع نہیں دے سکتا تو نقصان مت پہنچا۔ اگر تو کسی

مسلمان سے خوش نہیں ہوتا تو ناراض بھی نہ ہو۔ اگر کسی کی تعریف نہیں کر سکتا تو مذمت بھی مت بیان کر۔

(۴) امام معروف الکرخی رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی انسان نے دوسرے کی غیبت کی تو فرمایا:

" اُذْكُرِ الْقُطْنَ اِذَا وُضِعَ عَلٰى عَيْنَيْكَ "

''اس روئی کو یاد کرو جو تیری آنکھوں پر رکھی جائے گی۔''

یعنی نزع موت کا وقت یاد کر، کسی مسلمان کی غیبت مت کر اور فرمایا:

" اَكْثِرُوْا ذِكْرَ هَاذِمِ اللَّذَّاتِ الْمَوْتِ "

''لذتوں کو ختم کرنے والی موت کو کثرت سے یاد کرو۔''

(۵) ابراہیم بن ادھم رحمۃ اللہ علیہ ایک مجلس میں کھانے کی دعوت پر گئے مدعوین میں سے ایک آدمی نہ آیا تو آپ نے پوچھا کہ فلاں ابھی نہیں آیا حاضرین مجلس میں سے ایک نے کہا وہ ذرا موٹا زیادہ ہے اس لیے دیر سے آئے گا تو آپ فرماتے ہیں: میں کسی ایسی مجلس میں کھانا ہی نہیں کھاؤں گا جہاں کسی مسلمان کی غیبت ہو رہی ہو۔ اٹھ کر چلے گئے کھانے سے انکار کر دیا۔

ان لوگوں کو غور کرنا چاہئے جو غیبت کے ذریعے لوگوں کا تقرب حاصل کر کے بدلہ میں کھانا کھاتے ہیں اور مسلمانوں کی غیبت (چغلی) اپنا مشغلہ بنائے ہوئے ہیں۔

(۶) ربیع بن خثیمؒ سے کہا گیا کہ آپ کسی کا کوئی عیب نہیں بتاتے کیا وجہ ہے تو فرمایا کہ میں اپنے آپ پر راضی نہیں ہوں یعنی اپنے عیب اور دینی کمزوریاں دیکھتا رہتا ہیں لہٰذا دوسروں کی مذمت کیسے کروں بھلا آج کوئی انسان ایسا ہے جو لوگوں کے عیوب کے پیچھے نہ لگا ہو؟

(۷) کسی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو بتایا کہ فلاں آدمی نے آپ کی غیبت کی ہے تو جواب میں جس آدمی نے غیبت کی تھی اس کے لیے کھجوروں کا ایک تھال بھیج دیا اور فرمایا کہ تم

نے مجھے اپنی نیکیاں دی ہیں میں نے مناسب سمجھا کہ تمہارا بہتر بدلہ دوں اس آدمی نے غیبت سے توبہ کرلی۔

(۸) ابن مبارک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اگر میں لازماً ہی کسی کی غیبت کروں تو مجھے اپنے والدین کی غیبت کرنی چاہئے کیونکہ وہ میری نیکی کے زیادہ حقدار ہیں۔ کیونکہ غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی جاتی ہے اس کو دیدی جاتی ہیں۔

(۹) ایک آدمی اشعب بن عبدالعزیزؒ کی غیبت کرتا تھا تو آپ نے اس کو خط لکھا کہ میں زیادہ تفصیل تو نہیں لکھتا بس اتنا ہے کہ میں تیری نیکیاں اس طرح کھا رہا ہوں جس طرح ایک بکری سبزے کو کھاتی ہے۔

(۱۰) ابوبکر بن عبدالرحمٰن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے انسان لوگ تجھے کہیں تیری جان سے غافل نہ کردیں یعنی تو صرف اپنے نفس میں مشغول رہے تجھے اتنی فرصت ہی نہیں ہونی چاہئے کہ لوگوں کی غیبت کرے۔ اللہ سے ڈرو اور غیبت سے توبہ کرو۔

غیبت سے بچنے کے طریقے

سابقہ امتوں میں سے حضرت عیسیٰ کے متعلق ذکر ہے کہ انہوں نے اپنے محسن حواریوں کو بتایا کہ تم ایک سوئے ہوئے آدمی کے پاس سے گزرو کہ جس کا کپڑا ہوا کی وجہ سے جسم سے ہٹ گیا ہو اور جسم کا کچھ حصہ ننگا ہو رہا ہو تو کیا تم وہ ننگا جسم ڈھانپ دو گے یا باقی بھی ننگا کردو گے؟ تو انہوں نے کہا کہ ہم ننگا حصہ چھپائیں گے آپ نے فرمایا نہیں بلکہ تم باقی حصہ بھی ننگا کرتے ہو ساتھیوں نے پوچھا وہ کیسے فرمایا: ایک آدمی کی برائی تمہارے پاس بیان کی جاتی ہے (یعنی غیبت کی جاتی ہے) تم اس کو سن کر اس سے بھی برے الفاظ میں آگے بیان کرتے ہو۔ گویا تم جسم کا باقی حصہ ننگا کر رہے ہو غیبت ایک حرام عمل ہے جس سے توبہ کرنا فرض ہے توبہ کے لیے چار شرطیں ہیں:

۱ اس گناہ سے توبہ کرنا۔

۲ کیے ہوئے گناہ پر پریشان ہونا۔

۳ دوبارہ نہ کرنے کا ارادہ کرنا۔

۴ جن کی غیبت کی گئی ہو ان سے معافی مانگنا۔

اگر یہ غیبت ان تک پہنچ گئی ہو اور ان کو معلوم نہ ہو تو جن مجلسوں میں، جس جگہ میں اپنے مسلمان بھائی کی غیبت کی تھی وہاں اس کی تعریف کرو اور اللہ سے توبہ کرو، استغفر اللہ کثرت سے پڑھو۔

غیبت کرنے والے کے نقصانات

۱ غیبت کرنے والا اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور اس کے غصے کا نشانہ بن جاتا ہے۔

۲ غیبت کرنے والے کی نیکیاں جس کی غیبت کی گئی ہو اس کو دے دی جائیں گی۔

۳ غیبت کرنے والے کو اپنے عیب دیکھنے چاہئیں اور ان کی اصلاح کرنی چاہئے اور شرم کرنی چاہئے کہ اس کے اپنے اندر عیب ہیں جبکہ وہ دوسروں کے عیب تلاش کر کے لوگوں کو بیان کرتا ہے۔

۴ اگر غیبت کرنے والے میں کوئی عیب نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا چاہئے اور سب سے بڑے عیب غیبت سے اپنے آپ کو داغ دار نہیں کرنا چاہئے۔

۵ غیبت کرنے سے پہلے اسے یہ یاد کرنا چاہئے کسی کی عدم موجودگی میں اس کی برائیاں بیان کرنا مردہ بھائی کا گوشت کھانے کے برابر ہے۔

۶ اگر کسی کے سامنے غیبت کی جائے تو کرنے والے کو چپ کرانا چاہئے۔ اگر طاقت ہو تو ہاتھ سے ورنہ زبان سے وغیرہ۔ مسلمانوں کی عدم موجودگی میں ان کی عزت کی حفاظت کرنی چاہئے۔

⑦ قرآن کی ایسی آیات واحادیث صحیحہ سامنے رکھنی چاہئیں جن میں غیبت کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

ایک حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا: کہ غریب، نادار اور مفلس کون ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کی کہ جس کے پاس پیسہ نہ ہو وہ غریب و مفلس ہے۔ آپ نے فرمایا: میری امت کا مفلس وہ ہوگا جو قیامت کو نماز، روزہ، حج، زکوۃ وغیرہ لے کر آئے گا پھر کچھ لوگ آئیں گے جن میں سے اس نے کسی کو گالی دی تھی، کسی کا مال کھایا، کسی پر تہمت لگائی ہوگی، کسی کا خون بہایا ہوگا، کسی کو مارا ہوگا، سب لوگوں کو اس نمازی پرہیزی کی نیکیاں دیدی جائیں گی اگر نیکیاں ختم ہوگئیں اور حقوق لینے والے باقی رہے تو ان کے گناہ اس پر رکھ کر پھر اسے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔

اس دن کا فکر کرنا چاہئے غیبت سے توبہ کرنی چاہئے اس برائی کے خلاف اپنے دوستوں میں، اپنے گھروں میں اور رشتہ داروں میں جہاد کرنا چاہئے۔

غیبت کی چند مباح صورتیں

۱۔ مظلوم کے لیے ظالم کی غیبت:

شرعی مصالح کی خاطر عدالت میں قاضی کے سامنے مظلوم کے لیے ظالم کی غیبت جائز ہے۔ اگر کسی آدمی پر ظلم ہوا ہو تو وہ صرف اس ظلم کی داستان ایسے آدمی کے پاس بیان کر سکتا ہے جو اس کو ظلم سے نجات دلا سکے ورنہ دوسری صورت میں آدمی صرف یہ کہے کہ فلاں نے میرے اوپر ظلم کیا ہے۔ اس انسان کی باقی برائیاں جو اس کے ظلم سے متعلق نہیں وہ بیان کرنی جائز نہیں ہیں یعنی ظلم سے مقید رہے۔

۲۔ برائی کے خاتمہ کے لیے:

آپ کسی آدمی میں کوئی برائی دیکھتے ہیں تو اس برائی کو ایسے آدمی کے سامنے بیان

کرسکتے ہیں جو اس برائی کو ختم کر سکے اصل مقصد صرف برائی مٹانا ہو اگر اپنا انتقام یا اپنا غصہ یا خاندانی تعصب وغیرہ اس میں شامل ہو گا تو غیبت اپنی جگہ پر قائم ہے جو کہ اصلاً حرام ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو سلام کہا لیکن انہوں نے نہ سنا اور جواب نہ دیا چنانچہ حضرت عمرؓ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو جا کر یہ بتایا کہ عثمانؓ نے میرے سلام کا جواب نہیں دیا ایسے مقاصد، شرعی مقاصد ہیں اور ان مقاصد کے لیے حقیقت حال بیان کرنا جائز ہے۔

۳۔فتویٰ لینا:

مفتی یا عالم کے پاس آدمی یہ بیان کرسکتا ہے کہ میرا فلاں بھائی یا رشتہ دار مجھے پریشان کرتا ہے، میں اس سے کیسے نجات پاؤں؟ ایسی صورت میں مفتی کو حالات بتا سکتا ہے اس میں بھی احتیاط یہ ہے کہ آدمی کا نام نہ لے بلکہ مصلحتاً سوال کرے اور کہے کہ ایسا کرنے والے کے بارے میں کیا حکم ہے؟

۴۔مسلمانوں کو فتنے سے بچانے کے لیے:

مثلاً راویوں کے متعلق جرح کرنا کہ فلاں راوی کذاب ہے، ضعیف ہے، منکر ہے، اس کا حافظہ خراب ہے، اس کو وہم بہت ہو جاتا ہے، وہ جھوٹا ہے۔ وغیرہ اس جرح کے بیان کرنے میں ساری امت مسلمہ کا فائدہ ہے اگر ایسے موقع پر انسان غیبت سے خاموش رہے گا تو اسلام کا نقصان ہو گا۔ ایسی صورت میں راویوں کی حالت بیان کرنا فرض ہے تا کہ حق و باطل واضح ہو جائے اس ضمن میں شادی، نکاح وغیرہ کے لیے حق بات بتا دینا غیبت نہیں ہو گا۔ اگر آپ سے کوئی مشورہ لیتا ہے کہ ہم فلاں مرد سے یا فلاں عورت سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ تو بحکم

«اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ» [1]

''جس سے مشورہ لیا جائے وہ امانت دار ہوتا ہے۔''

آپ اس کو سچ بتا دیں کہ فریقین میں یہ عیب ہے تاکہ نکاح جیسے عظیم معاملہ میں دھوکہ نہ ہو جائے۔ لیکن سابقہ گناہ جن سے فریقین نے توبہ کر لی ہو بتانا ناجائز ہیں اگر آپ نصیحت کی خاطر حق بتا دیں گے تو غیبت کے گناہ میں داخل نہیں ہوں گے۔ جس طرح نبی ﷺ سے ایک عورت نے نکاح کے لیے مشورہ کیا تھا تو آپ نے فرمایا: ابو جہم ؓ عورتوں کو بہت مارتا ہے وہ اپنی لاٹھی کندھے سے اتارتا ہی نہیں اور معاویہ ؓ فقیر ہے اس کے پاس مال نہیں ہے۔ اس حدیث کی روشنی میں نکاح کے وقت اچھا مشورہ دینا جائز ہے۔ اسی طرح کسی کاروباری شراکت کے وقت سچی خبر دینا جائز ہے۔ علاوہ ازیں غیبت حرام ہے اور گناہ کبیرہ ہے۔

۵۔ فسق و فجور اور بدعت کو بیان (ظاہر) کرنا:

جو آدمی معاشرہ کی حدود کا خیال نہیں رکھتا اور برائی کے ارتکاب میں، بدعت کی ترویج میں اور بدعت پر عمل میں اس حد تک غرق ہو چکا ہے کہ تمام برائیاں علانیہ (سرعام) کرتا ہے، شراب وغیرہ سرعام پیتا ہے، بدعت کی اشاعت عام کرتا ہے اس کا وہ عیب جو وہ علانیۃً کرتا ہوا اسلامی مصلحت کی خاطر صرف اس قدر عیب کو باقی عیوب کے علاوہ بیان کرنا جائز ہے جیسا کہ حدیث نبوی سے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے دلیل بیان کی ہے کہ اصل فسادی آدمی کی غیبت کرنا جائز ہے۔

۶۔ کسی کا لقب یا نام:

کوئی شخص کسی ایسے نام سے مشہور ہے جو عیب تصور نہیں ہوتا بلکہ صرف نام ہے مثلاً

---

[1] سلسلة احاديث الصحيحة للالبانی

گونگا وغیرہ۔ اس کا یہ نام لے کر بات کرنا جائز ہے اگر مقصد حقارت یا توہین یا طعنہ زنی ہوگا تو پھر حرام قطعی ہے، توبہ ضروری ہے۔

مذکور مسائل اصلاح انسانیت کی خاطر بیان کئے ہیں تا کہ ہمارے معاشرے کا ہر فرد اس جرم عظیم کے ارتکاب سے بچ سکے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو ایسی امراض خبیثہ سے بچائے جو دین و دنیا کو تباہ کر دیتی ہیں۔

برادران اسلام! اپنے گھر کو غیبت سے بچایئے۔ جس نے کسی مسلمان کی عزت کی حفاظت کی اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی حفاظت کرے گا جس نے کسی مسلمان کے عیب چھپائے اللہ اسے جہنم کی آگ سے بچائے گا۔ وَ بِاللّٰہِ التَّوفِیق

نصیحت نمبر ۷

گھر کو جھوٹ سے پاک رکھنا

اللہ تعالیٰ نے امت اسلامیہ کو عقیدہ میں، افعال و اقوال اور اعمال میں، بالکل صاف (Clear) امت بنایا ہے سچائی مسلمان کا شعار ہے۔ جھوٹ، مسلمان کے لیے عار ہے، امت مسلمہ کی ترقی، اس کے گھر کی بہتری و اصلاح، سچ میں مخفی ہے۔ سچ، خوش بختی کی چابی ہے۔ بدبختی کی ابتدا جھوٹ ہے قیامت والے دن صرف سچ بولنے والوں کی قدر و منزلت ہوگی جھوٹ بولنے والا معاشرہ کی نظروں میں، گھر والوں کی نظر میں، اللہ کی نظر میں، اسلام کی نظروں میں حقیر ہوتا ہے۔ جھوٹ سے انسان کا اعتماد ختم ہو جاتا ہے۔

- سچائی ایمان کا زیور ہے۔
- سچائی ایمان کی روح ہے۔
- سچائی ایمان کا لُبّ لباب ہے۔
- سچائی ایمان کا لباس ہے۔

جبکہ..........................

- جھوٹ کفر کا مقدمہ ہے۔
- جھوٹ نفاق ہے
- جھوٹ کفر کی دلیل ہے
- جھوٹ کفر کا راستہ ہے
- جھوٹ کفر کا قائد ہے

جھوٹ کفر کا زیور ہے۔ کفر کا لبِّ لباب ہے، ایمان اور جھوٹ ایک دوسرے کی ضد ہیں۔ جس طرح توحید و شرک اور سنت و بدعت ایک دوسرے کی ضد ہیں اسی طرح کسی دل میں ایمان اور جھوٹ جمع نہیں ہو سکتے۔ دونوں میں سے صرف ایک باقی رہے گا ایمان یا جھوٹ۔

ایمان کے بعد، سب سے بڑی نعمت، سچ ہے۔ اور سب سے بڑی مصیبت، جھوٹ ہے جھوٹ اسلام کا مرض ہے۔ جبکہ سچ اسلام کی غذا ہے۔ اے مسلمان! جھوٹ سے بچ۔ اپنے معاشرہ کو اپنے گھر کو اہل وعیال کو جھوٹ سے بچا جھوٹا آدمی موجود چیز کو معدوم تصور کرتا ہے اور معدوم کو موجود تصور کرتا ہے، حق کو باطل اور باطل کو حق، خیر کو شر اور شر کو خیر تصور کرتا ہے، جھوٹا آدمی اپنے نفس سے مطمئن نہیں ہوتا۔ ایک جھوٹ پر اکتفا نہیں کرتا بلکہ مثال مشہور ہے کہ جھوٹ کے پاؤں نہیں ہوتے۔ ایک جھوٹ کو چھپانے کے لیے سو (۱۰۰) جھوٹ بولنے پڑتے ہیں۔

جھوٹ بولنے کے اسباب

پہلا سبب: خوف خدا کا نہ ہونا:

جھوٹ وہ بولتا ہے جسے اللہ کا ڈر نہیں ہوتا جس کو آخرت کا فکر ہے جسے قبر کی رات یاد ہے قیامت کی ہولناکیاں اس کے ذہن میں ہیں وہ انسان کبھی جھوٹ نہیں بول سکتا۔ وہ اس لعنت سے احتراز کرے گا۔

دوسرا سبب: حقیقت کو بدلنا:

جھوٹ بولنے کا ایک سبب یہ بھی ہوتا ہے مثلاً ایک چیز میں نقص ہو لیکن بیان کرنے میں وہ چیز صحیح بتلا دی جائے۔

رزق یا کسی منفعت کے حصول کے لیے چیز کی حقیقت کو بدل دینا، یا اپنے اندر فخر کی وجہ سے اپنے حالات کی حقیقت کو بدل دینا، کاروبار میں، شراکت میں، لین دین میں، اشیاء کی حقیقت کو بدل کر لوگوں کا خون چوسنا ایسے اسباب جھوٹ بولنے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

تیسرا سبب: لوگوں کی توجہ حاصل کرنے کی خاطر:

جھوٹی شہرت، جھوٹا مقام حاصل کرنے کے لیے دوستوں کی توجہ اپنی طرف مبذول کرانے کے لیے اور معاشرہ میں جھوٹی عزت کی خاطر انسان بعض دفعہ جھوٹ بولتا ہے، اور اسے اپنا مشغلہ بناتا ہے۔

چوتھا سبب: ذمہ داری کے بوجھ سے گھبراہٹ:

بعض دفعہ انسان کو کسی چیز کی ذمہ داری سونپی جاتی ہے لیکن وہ اس ذمہ داری کو کماحقہ پورا نہیں کرنا چاہتا اور اس سے جان چھڑانے کے لیے جھوٹ کا ارتکاب کرتا ہے۔

پانچواں سبب: بچپن کی تربیت:

اکثر ماں باپ اپنے بچوں کی تربیت اسلامی اصولوں کے خلاف کرتے ہیں پھر اولاد کے سامنے ماں باپ بعض دفعہ خود جھوٹ سے نہیں بچتے۔ بچے بھی ماں باپ، بڑے بہن بھائیوں، اپنی سوسائٹی سے متاثر ہو کر جھوٹ کے عادی بن جاتے ہیں اب بچپن کی اس تربیت کو زائل کرنا بعض دفعہ انسان کے لیے دشوار ہو جاتا ہے۔ اس لیے وہ بچہ تمام عمر غلط تربیت کے سبب جھوٹ بولتا رہتا ہے۔ بحکم مَنْ شَابَ شَیَّبَ عَلَیْهِ

چھٹا سبب: ذاتی تکلف کی خاطر:

بعض دفعہ انسان اپنی مجلس میں، دوستوں اور رشتہ داروں میں اس لیے جھوٹ بولتا

ہے کہ لوگ سمجھیں کہ فلاں کو بات میں تصرف و مہارت حاصل ہے یعنی اس کو بات کرنے کا بڑا طریقہ آتا ہے پھر جھوٹا انسان اس تکلف پر فخر کرتا ہے جو حقیقت میں جہنم کی آگ پر فخر کرتا ہے جو کہ جھوٹے انسان کا انجام ہے۔

ساتواں سبب: خواب بیان کرنا:

جھوٹ بولنے کے اسباب میں سے ایک سبب یہ بھی ہے کہ انسان کوئی خواب دیکھتا ہے پھر خواب کو اپنی شخصیت پر چسپاں کرنے کے لیے یا اپنا رب سے تعلق ظاہر کرنے کے لیے یا اپنے آپ کو اعلیٰ مرتبہ کے لوگوں میں شامل کرنے کے لیے خواب میں جھوٹ ملا کر بیان کرتا ہے تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ فلاں آدمی تو اللہ کا محبوب ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جو آدمی خواب میں جھوٹ ملا کر بیان کرتا ہے اسے قیامت کے دن کہا جائے گا کہ دو بالوں کے درمیان گانٹھ دے یعنی گرہ باندھے جبکہ یہ کام اس سے نہیں ہو سکے گا۔[1]

آٹھواں سبب: بھوک اور جھوٹ:

بعض دفعہ انسان کو بھوک ہوتی ہے لیکن تکلف اور عزت نفس کی خاطر کہتا ہے کہ مجھے بھوک نہیں ہے حالانکہ وہ بھوک اور جھوٹ کو جمع کر رہا ہے ایسا فعل ممنوع اور حرام ہے۔

حدیث نبوی میں ہے حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی سہیلیوں کو فرمایا تھا:

«لَا تَجْمَعَنَّ جُوْعًا وَ كِذْبًا»

''کہ جھوٹ اور بھوک کو جمع مت کرو۔''

مذکورہ بالا چند اسباب تھے جن کی وجہ سے انسان جھوٹ بول لیتا ہے۔ علاوہ ازیں معاشرہ میں کچھ چیزیں رواج پکڑ جاتی ہیں حتیٰ کہ ان چیزوں کی برائی بھی مشکوک ہو جاتی ہے یہاں تک کہ لوگ اس کو برائی نہیں سمجھتے ایسی صورت حال معاشرہ کی تباہی کی آخری سٹیج ہے کہ جب لوگ برائی کو برائی ہی نہ سمجھیں۔

اس ضمن میں جھوٹ کی بعض صورتیں ایسی بھی ہیں جو عام طور پر لوگوں میں جھوٹ تصور نہیں کی جاتیں حالانکہ جھوٹ میں داخل ہوتی ہیں لیکن جہالت کی وجہ سے انسان ان میں مبتلا ہو جاتا ہے اور انہیں معمولی سمجھ کر جھوٹ کا ارتکاب کرتا رہتا ہے۔ جھوٹ کی مندرجہ ذیل شکلوں سے ہر فرد کا بچنا ضروری ہے۔

ا۔ بچے کو بلانے کے لیے:

اگر ماں یا باپ یا کوئی شخص بچے کو بلاتا ہے اور یہ کہتا ہے کہ آؤ میں تجھے فلاں چیز دوں تا کہ بچہ دھوکہ میں آ کر اس کے پاس آ جائے جبکہ وہ شخص بچے سے جس چیز کا ذکر کر رہا ہے وہ موجود نہیں ہے جھوٹ کی یہ صورت بھی جھوٹ کی قبیل سے ہے۔ حضرت عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے گھر تشریف لائے، میں چھوٹا تھا، کھیلنے کے لیے باہر نکلا تو میری ماں نے مجھے بلایا اور کہا کہ آؤ میں تجھے فلاں چیز دوں گی تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو بچے کو کیا چیز دے گی، اس نے کہا: میں کھجور دوں گی تو نبی نے فرمایا کہا اگر تو نے کھجور نہ دی تو تیرے اوپر جھوٹ لکھا جائے گا۔

والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ اگر اپنی اولاد کو صحیح مسلمان دیکھنا چاہتے ہیں تو بچپن سے ان کی تربیت سچائی کے اصولوں پر کریں اور ان کے سامنے ایسی بات نہ کریں جن سے بچے کی تربیت متاثر ہو۔ مذکور صحابی رسولؐ عبداللہ بن عامر رضی اللہ عنہ جوانی کی عمر میں اپنے بچپن کا واقعہ بیان کرتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ بچپن میں بچے کے ذہن پر منقش ہونے والے اثرات مرنے تک نہیں مٹ سکتے۔ لہٰذا اپنی اولاد میں سچائی، اخلاق محمدی، دینداری، ادب واحترام اور اسلامی آداب کی پابندی جیسی خوبیاں پیدا کرنے کی کوشش کرو جو انسان کے مرنے کے بعد قبر میں کام آ سکیں اور والدین کیلیے صدقہ جاریہ بن سکیں۔

۲۔ ہر سنی سنائی بات آگے بیان کرنا:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« كَفٰى بِالْمَرْءِ كَذِبًا اَنْ يُحَدِّثَ بِكُلِّ مَا سَمِعَ »

''انسان کی بربادی کے لیے اتنا گناہ ہی کافی ہے کہ جو لوگوں سے سنے وہ آگے بیان کردے۔''

جب کہ ہمارے معاشرے میں اس کو جھوٹ سمجھنا تو درکنار بلکہ اپنی دیانت داری اور سچائی کے لیے دلیل کے طور پر پیش کیا جاتا ہے یہ ممکن ہے کہ جو بات آپ سن کر آگے بیان کر رہے ہیں وہ ایک پاکدامن مسلمان پر زنا کی تہمت ہو اور آپ ایک مسلمان پر تہمت کو بڑی جرأت اور دیانتداری سے آگے بیان کر رہے ہوں۔ کسی بھی مسلمان کے لیے سنی سنائی باتیں بغیر کمی بیشی کے آگے بیان کرنا ہلاکت کے لیے کافی ہے یہ عمل بہت بڑا جھوٹ ہے اس سے بچنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

۳۔ لوگوں کو ہنسانے کے لیے:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

« وَيْلٌ لِلَّذِىْ يُحَدِّثُ بِالْحَدِيْثِ فَيَكْذِبُ يُضْحِكُ بِهِ الْقَوْمَ وَيْلٌ لَهٗ وَيْلٌ لَهٗ »

''تباہی ہے اس شخص کے لیے جو صرف اس لیے جھوٹ بولے تاکہ لوگوں کو ہنسائے۔''

کیا شادی بیاہ اور دیگر تقریبات کے موقع پر بھانڈ اور میراثی ایسا نہیں کرتے؟ اور کیا لوگ ان کی باتوں سے قہقہے نہیں لگاتے؟ کیا ایسے لوگ ہلاکت کے کنارے پر نہیں ہیں؟

جھوٹ، کفر کی بڑی اقسام میں داخل ہے

امام ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ کفر اکبر (یعنی سب سے بڑا کفر) پانچ اقسام پر مشتمل ہے۔

١ کفر تکذیب ...... جھٹلانے کے سبب کفر کرنا۔

٢ کفر استکبار ...... تکبر کے سبب کفر کرنا۔

٣ کفر اعراض ...... معمولی چیز سمجھ کر منہ پھیر لینا۔

٤ کفر شک ...... شک کی وجہ سے کفر کرنا۔

٥ کفر نفاق ...... اندرونی کھوٹ کی وجہ سے کفر کرنا۔

کفر نفاق یعنی ظاہر کچھ کرنا اور دل میں کچھ رکھنا جھوٹ کی تعریف میں شامل ہے جھوٹ میں چیز کی حقیقت کو چھپایا جاتا ہے جو کفر کا سبب بنتا ہے۔

جھوٹ کی اقسام

جھوٹ، بولنے والے کو جہنم کی طرف لے جاتا ہے لیکن بعض جگہ پر مصلحت کی خاطر جھوٹ بولنے کا حکم بدل جاتا ہے۔

اصول اور قاعدہ یہ ہے کہ ہر اچھا شرعی مقصد جو بغیر جھوٹ کے حاصل ہو جائے تو وہاں جھوٹ بولنا حرام ہے لیکن وہ صحیح مقصد اگر جھوٹ کے بغیر حاصل نہیں ہو سکتا تو پھر جھوٹ کے لیے چند احکامات ہیں۔ واضح ہو کہ یہ مقصد حصول رزق اور حصول منصب کے لیے نہ ہو جس میں جھوٹ بول کر صرف دنیاوی منفعت، مقصود ہوتی ہے۔

اصول فقہ کی کتابوں میں فقہاء کے نزدیک جھوٹ کی پانچ اقسام ہیں۔

۱۔حرام:

ایسے موقع پر جھوٹ بولنا جہاں کسی طرح کا شرعی مفاد نہ ہو وہاں جھوٹ بولنا حرام ہے۔مثلاً تجارت وغیرہ میں۔

۲۔مکروہ:

مثلاً خاوند اپنی بیوی کو راضی کرتے وقت توریہ کرے۔(یعنی اپنی مراد اور ہو بیوی اور سمجھے)تو ایسی صورت میں جھوٹ کا درجہ حرام سے مکروہ کی طرف منتقل ہوجاتا ہے جبکہ یہ اتفاقیہ اور شاذونادر موقع پر ہو لیکن اس کی عادت بنالینا دین کے لیے نقصان دہ ہے۔

۳۔مندوب:

یہ مستحب و مستحسن ہے یعنی اسلام دشمن کافروں کے سامنے مسلمانوں کی شوکت اور قوت کے متعلق حقیقت سے بڑھ کر بیان کرنا تاکہ مسلمان ان کی شر سے محفوظ رہیں۔مثلاً مسلمانوں کی قوت یا تعداد زیادہ بتانا یہ ایک شرعی مصلحت ہے لہٰذا ایسے موقع پر جھوٹ بولنا مستحب ہے۔

۴۔واجب (ضروری):

یعنی بعض دفعہ زندگی میں ایسے موقع آتے ہیں جہاں جھوٹ بولنا فرض ہوجاتا ہے مثلاً کسی مسلمان کو قتل اور ہلاکت سے بچانا یا اس کی جائیداد کو تباہی سے بچانا جو کہ دوسرے مسلمان پر فرض ہے لیکن اگر اس صورت میں سچ ممکن ہے تو سچ بولے مثلاً کوئی آدمی بے گناہ آپ کے سامنے کسی جگہ چھپ گیا ہے اور اس کے پیچھے ایک ظالم ہے جو بلا وجہ اس کے قتل پر تلا ہوا ہے اب یہ ظالم اگر آپ سے پوچھے کہ فلاں آدمی یہاں تو نہیں آیا،تو آپ پر جھوٹ بولنا فرض ہے۔لہٰذا آپ جھوٹ بول لیں اور کہیں کہ وہ یہاں نہیں

ہے۔ کیونکہ مسلمان کی جان اس سے زیادہ عزیز ہے۔

۵۔ جائز:

دو مسلمان گروہ یا دو مسلمان فرد آپس میں ناراض ہوں یا ان کے درمیان عداوت ہو تو ان میں صلح کی خاطر ایک دوسرے کے پاس ان کی جھوٹی تعریف کرنا جائز ہے لیکن بعض فقہاء کے نزدیک مصلحتاً یہ نا جائز ہے۔

مذکورہ تمام صورتیں اس وقت قابل عمل ہوں گی جب کوئی شرعی مقصد ہوگا۔ لیکن اگر محض دنیا داری یا ذاتی مقصد ہوگا تو پھر جھوٹ اپنی اصل پر قائم ہے۔ ((الکذب حرام)) جھوٹ حرام ہے اور جہنم کا ذریعہ ہے شرعی احکام کو سمجھتے وقت اور شریعت پر عمل کرتے وقت خوف خدا کا ہونا ضروری ہے۔

جھوٹ کی حرمت

قرآن کریم کی متعدد آیات اور احادیث رسول اللہ ﷺ اور اقوال السلف سے جھوٹ کی حرمت ثابت ہے، جھوٹ کا مرتکب جہنم میں داخل ہوگا۔ یہ کبیرہ گناہ ہے جھوٹ سے توبہ کرنی چاہئے اور قرآن کریم و احادیث نبویہ ﷺ کو سامنے رکھتے ہوئے سچ بولنا چاہئے اور سچ والوں کی حمایت کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ كُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ ﴾

''اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو (اور سچ والوں کا ساتھ دو) اور سچے لوگوں کی صف میں داخل ہو جاؤ۔''[۱](۶)

دوسری جگہ فرمایا:

﴿ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴾ [سورۂ ق]

جو کچھ انسان بولتا ہے وہ لکھا جاتا ہے لہٰذا انسان کو سچ کے علاوہ کچھ نہیں بولنا چاہئے۔ایک ایک لفظ کے متعلق سوال ہوگا ہر ایک سوال کے جواب کو سامنے رکھنا چاہئے اور صحیح جواب تیار ہونا چاہئے۔

حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا سچ نیکی کا راستہ ہے نیکی جنت کا راستہ ہے سچ بولنے سے اللہ تعالیٰ آدمی کو سچا لکھ دیتے ہیں جبکہ جھوٹ برائی کا راستہ ہے برائی جہنم کی طرف لیجاتی ہے۔جھوٹ بول بول کر انسان اللہ کے نزدیک جھوٹا لکھ دیا جاتا ہے۔[1]

اَلْبِرُّ سے مراد ہر طرح کی بھلائی ہے لیکن ایک قول کے مطابق اس سے مراد جنت ہے، جب کہ جھوٹ کا ٹھکانا جہنم ہے۔

ایک دوسری حدیث میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ چار چیزیں جس میں پائی گئیں وہ پکا منافق ہے جس نے ان چار چیزوں میں سے ایک کا ارتکاب کیا تو نفاق یعنی منافقت کی ایک علامت اس میں ہوگی وہ اس سے توبہ کرے اور اسے چھوڑ دے۔

منافق کی چار علامتیں:

① جب بات کرے تو جھوٹ بولے۔
② وعدہ کرے تو خلاف ورزی کرے۔
③ اس کے پاس امانت رکھی جائے تو اس میں خیانت کرے۔
④ جب کسی سے لڑائی جھگڑا ہو تو گالی گلوچ دے۔

جھوٹ کی مذمت میں سلف صالحین کے اقوال

① حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے بڑی غلطی اللہ کے نزدیک جھوٹ بولنا ہے اور سب سے بڑی پریشانی، قیامت کے دن کی پریشانی ہے۔
② امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اوپر لازم کرلیا تھا کہ اگر سچی قسم بھی اٹھاؤں گا تو ایک درہم

صدقہ کروں گا چنانچہ جب حلف اٹھاتے تو ایک درہم صدقہ کرتے۔ جتنا گھر والوں پر خرچہ کرتے اتنا ہی صدقہ کرتے جب خود نیا کپڑا زیب تن کرتے تو علما کو کپڑا پہناتے، کھانا کھاتے تو اسی طرح کا کھانا فقیر کو کھلاتے۔

③ ابو بردہؓ بیان کرتے ہیں کہ ربعی بن حراش نے کبھی زندگی میں جھوٹ نہیں بولا تھا۔ ان کے دو بیٹے حجاج بن یوسف کے باغی تھے اور وہ گرفتاری کے خوف سے چھپے ہوئے تھے حجاج کو مخبری ہوئی کہ وہ ادھر کہیں آئے ہوئے ہیں تو اس نے ان کے باپ ربعی بن حراش سے ان کے متعلق پوچھا تو انہوں نے صاف بتادیا کہ وہ گھر کے کونے میں ہیں حجاج نے کہا تجھے ان کے قتل کا خوف نہ آیا انہوں نے جواب دیا کہ میں جھوٹ بول کر اللہ کے سامنے پیش ہونے سے ڈرتا ہوں تو حجاج نے ان کے سچ کی وجہ سے ان کے بیٹوں کو معاف کردیا۔

④ مالک بن دینار رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ دل کے اندر سچ اور جھوٹ کا معرکہ ہوتا ہے جو غالب آجاتا ہے مغلوب کو باہر نکال دیتا ہے یعنی ایک میان میں دو تلواریں نہیں رہ سکتیں یا سچ رہے گا یا جھوٹ۔

⑤ عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے ولید بن عبدالملک سے کسی چیز کے متعلق گفتگو کی تو ولید بن عبدالملک نے کہا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں تو حضرت عمر بن عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ جب سے مجھے یہ پتہ چلا ہے کہ جھوٹ انسان کو ذلیل کردیتا ہے تب سے میں نے کبھی جھوٹ نہیں بولا یہ اقوال امت کی ایسی شخصیت کے ہیں جن کی مثال پیش کرنے سے دنیا قاصر ہے۔

⑥ عمر بن عبدالعزیزؒ کا دوسرا قول ہے کہ جب سے میں نے سمجھداری کی عمر میں قدم رکھا ہے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔

⑦ ہارون بن رتاب بیان کرتے ہیں جب عبداللہ بن عمرؓ کی موت کا وقت قریب آیا تو

فرمایا کہ قریش کے ایک آدمی سے میری بیٹی کی شادی کی صرف بات ہوئی تھی میں نے تقریباً وعدہ جیسی بات کہی تھی، میں یہ نہیں چاہتا کہ منافق کی ایک علامت (وعدہ خلافی) لے کر مر جاؤں تم سب گواہ ہو جاؤ میں نے اپنی بیٹی کی شادی اس سے کر دی۔

سلف صالحین اور ائمہ کرام، دین کے معاملات پر کس قدر سختی سے عمل کرتے تھے اللہ تعالیٰ ہمیں کتاب اللہ، سنت رسول اللہ اور سلف صالحین کے طریقہ کے مطابق زندگی گزارنے کی توفیق عنایت فرمائے۔ آمین

یزید بن ابی میسرۃ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس طرح پانی درخت کی جڑوں تک پہنچ جاتا ہے اس طرح جھوٹ ہر برائی کے دروازے تک پہنچ جاتا ہے تمام برائیوں سے خطرناک برائی جھوٹ ہے اے مسلمانوں اپنے گھروں سے جھوٹ کو نکالو۔ سچ کی روشنی سے اپنی زندگی منور کرو جھوٹ کے اندھیرے سے بچو۔

جھوٹ کا علاج

جو لوگ جھوٹ بولیں بطور تنبیہ اور عبرت ان کی عزت و توقیر بالکل نہیں کرنی چاہئے۔ اگر پہلے جھوٹ بولا ہے تو تجدید توبہ کرنی چاہئے۔ جھوٹ سے توبہ کے لیے چند چیزیں جاننا ضروری ہے۔

① جھوٹ بولنے والے کو جھوٹ کی قطعی حرمت، اس کی سزا اور انجام پر غور کرنا چاہئے جو ذلت و رسوائی اور جہنم کی آگ کی صورت میں ہوگا۔

② اپنے آپ کو حق و سچ کا عادی بنانے کی کوشش کرو اور اپنے اندر ذمہ داری ادا کرنے کی صلاحیت پیدا کرو اگر ظاہراً سچ کی وجہ سے عارضی نقصان بھی ہو تو برداشت کرو۔

③ ہمیشہ زبان سے بولتے وقت سوچ کر بولنا چاہئے سچ بولو اور زبان کی حفاظت کرو اور خاموشی کو عادت بنالو۔

④ جھوٹ والی مجلسوں کو ترک کر دینا چاہئے جھوٹ والی سوسائٹی چھوڑ کر علم اور ذکر اللہ کی محفلوں کو اختیار کرنا چاہئے۔

⑤ جھوٹ بولنے والے کو غور کرنا چاہئے کہ وہ منافقین والا کام کر رہا ہے کیا کوئی صاحب عقل منافقین اور یہود و نصاریٰ کی صف میں جانا پسند کرے گا۔

⑥ مسلمان کو یہ جاننا چاہئے کہ جھوٹ گناہ ہے اور گناہ جہنم کا سبب ہے جبکہ سچ نیکی ہے اور نیکی جنت کی راہ ہے۔

⑦ بچوں کی تربیت سچ اور اسلامی اصول کے مطابق کرنی چاہئے، ہمیشہ سچ کی عادت ڈالو بچوں کو جھوٹ بولنے پر سزا دو۔

⑧ جھوٹے انسان کو یہ سمجھنا چاہئے کہ اس پر لوگوں کا اعتماد ختم ہو رہا ہے، اور اس سے دنیا و آخرت کا نقصان ہوگا۔

⑨ جھوٹ سے مسلمان کو جو نقصان ہوتا ہے وہ ہر وقت ذہن میں رکھنا چاہئے۔

⑩ کثرت سے استغفار کرنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرے اور ہمارے گھروں اور ہماری ماؤں، بہنوں کو اور نئی نسل کو جھوٹ جیسی لعنت سے محفوظ فرمائے۔

و باللہ التوفیق

نصیحت نمبر: ۸

گھر کو چغلی سے پاک رکھنا

تعریف: ''نَمِیْمَہ'' کا معنی چغلی ہے، ''نَمَّام'' چغل خور کو کہتے ہیں۔

چغلی کی حقیقت یہ ہے کہ ایسی باتوں کو ظاہر کرنا جس سے فساد کی طرف اشارہ ملتا ہو یہ نا جائز ہے۔ انسان اپنے گرد و نواح میں ایسے حالات دیکھتا ہے یا سنتا ہے جن کے بیان کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا بلکہ نقصان ہوتا ہے اس لیے ان حالات کو بیان کرنا نا جائز ہے۔ اِلا یہ کہ اس سے کسی مسلمان کا فائدہ ہو، مثال کے طور پر آپ نے دیکھا کہ کوئی آدمی کسی کا مال چرا کر کسی جگہ چھپا رہا ہے۔ چونکہ اس بات کا تعلق اصلاح معاشرہ سے ہے لہٰذا اس کا بتانا ضروری ہے البتہ جو آدمی آپ کے مال کے متعلق کسی کو بتائے تو یہ چغلی ہے۔ کسی کے راز کو ظاہر کرنا نا جائز ہے اور بیان کرنے والا چغلی اور غیبت دو گناہوں کا مرتکب ہوگا پس خلاصہ کلام یہ کہ لوگوں میں فساد کی خاطر، عیب ظاہر کرنے کی خاطر، پردہ ختم کرنے کی خاطر، لوگوں کو بیان کرنا چغلی ہے بے قصور آدمی پر بہتان لگانا ایسا بھاری گناہ ہے جو آسمانوں سے زیادہ بوجھل ہے جو اس برائی کا مرتکب ہوگا اس کا انجام ہلاکت ہے۔

امام یحیٰی بن اکثم رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چغل خور جادوگر سے زیادہ نقصان میں ہے۔ چغل خور جتنا نقصان ایک گھنٹہ میں کرتا ہے جادوگر اتنا نقصان ایک سال میں نہیں کرسکتا۔

ایک قول یہ ہے کہ چغلی کا عمل شیطان کے عمل سے زیادہ نقصان دہ ہے کیونکہ شیطان صرف وسوسہ ڈالتا ہے، جب کہ چغل خوری حقیقت اور معانیہ دونوں سے متعلق ہے۔ چغلی ایک قبیح اور بری عادت ہے بعض لوگوں کی یہ عادت بن جاتی ہے کہ ایک مجلس کی بات دوسری مجلس میں بیان کرتے رہتے ہیں جب کہ یہ بیان کرنا اس کو تباہی کے گڑھے میں لے جاتا ہے، چغلی سننا یا بیان کرنا حرام ہے تمام مسلمانوں کا اس پر اتفاق ہے کتاب وسنت سے اس کی حرمت قطعی ثابت ہے۔

امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انسان کو بولنے سے پہلے سوچنا چاہئے اگر مصلحت راجح ہو تو کلام کرے اگر شک ہو تو خاموش رہے یہاں تک کہ مصلحت ظاہر ہو جائے۔

امام حافظ منذری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ تمام امت اسلامیہ کا چغلی کی تحریم پر اجماع ہے اور اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ ہے۔

چغلی کی حرمت کا سبب

مسلمانوں کے درمیان دشمنی بغض اور عداوت پھیلانے کا نام چغلی ہے جو اسلامی معاشرے کے لیے زہر قاتل ہے اپنے گھر اور اپنے معاشرہ کو اس لعنت سے بچانا اور اپنی اولاد کو اس سے بچانا خصوصاً اپنی بیوی کو چغلی کی مذمت کے متعلق قرآن وحدیث سے دلائل کے ساتھ نصیحت کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے۔

چغلی کی حرمت قرآن سے:

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ هَمَّازٍ مَّشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ﴾ [سورة القلم]

﴿ وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةٍ ﴾[سورة الهمزه]

﴿مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ ﴾[سورة ق]

اللہ تعالیٰ نے قرآن کی سورۃ اللھب میں ﴿حَمَّالَةَ الْحَطَبِ﴾ کا لفظ بیان کیا ہے اس کے متعلق مفسرین کا قول ہے کہ ابولہب کی بیوی چغل خور تھی اور وہ باتوں کو لے کر لوگوں کے درمیان فساد برپا کرتی تھی۔ "حطب" کا معنی لکڑی ہے یہ اس لیے کہا گیا ہے کہ جس طرح لکڑی سے آگ پھیلتی ہے اسی طرح چغلی ہے جس سے معاشرہ میں عداوت ودشمنی، قطع رحمی جیسی امراض خبیثہ وقبیحہ پھیلتی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِغَيْرِ مَا اكْتَسَبُوْا فَقَدِ احْتَمَلُوْا بُهْتَانًا وَ اِثْمًا مُبِيْنًا ﴾ [سورۃ الاحزاب]

"اور وہ لوگ جو مومن مردوں اور مومن عورتوں پر بغیر ان کے کسی جرم کے تکلیف دیتے ہیں انہوں نے اپنے اوپر بہتان اور صریح گناہ کا بوجھ اٹھایا۔"

چغل خور کے لیے ہلاکت ہے "هُمَزَه" چغل خور کو کہتے ہیں چغل خور فاسق ہوتا ہے۔ اس کی بات کی تصدیق نہیں کرنی چاہئے بلکہ اسے جھوٹا کہہ کر ٹھکرادینا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا اَنْ تُصِيْبُوْا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوْا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِيْنَ ﴾ [سورۃ الحجرات]

"مسلمانوں کو حکم ہے کہ کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو اس کی تحقیق کریں بصورت دیگر اگر تم نے سنی سنائی بات کے مطابق فیصلہ کرلیا یا کوئی حکم صادر کردیا تو تمہیں اپنے کیے پر پریشانی اٹھانی پڑے گی۔"

لوگوں کا کلام لوگوں تک فساد کی نیت سے پہنچانا فسق ہے۔

چغل خور کی مثال:

چغل خور اس مکھی کی طرح ہے جو ایک زخم سے جراثیم منتقل کر کے دوسرے جسم تک پہنچا کر بیماریوں کا سبب بنتی ہے۔ [۱]

''مَشَّاءٍ بِنَمِیْمٍ'' یعنی لوگوں کے درمیان چلنے والا ادھر کی بات ادھر، اُدھر کی ادھر۔ [۲]

چغل خور کا دوسرا نام: عرب میں چغل خور کو ذُوالوجہین بھی کہا جاتا ہے۔ یعنی دو چہروں والا۔ چغل خور ہر آدمی کے پاس ایسی بات کرتا ہے جو دونوں کو بھڑکا دیتی ہے۔ حدیث نبوی میں ہے

«مَنْ كَانَ ذُوالْوَجْهَيْنِ فِى الدُّنْيَا كَانَ لَهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ لِسَانَانِ» [۳]

کہ جو شخص دنیا میں دو چہروں والا تھا قیامت کے دن اس کی زبانیں بھی دو ہوں گی۔'' دوسری حدیث میں ہے:

« تَجِدُوْنَ شَرَّ النَّاسِ يَوْمَ الْقِيَامَة ذُالوجُهَيْنِ الَّذِىْ يَأْتِى هٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ وَهٰؤُلَاءِ بِوَجْهٍ » [۴]

''قیامت کے دن سب سے برا اور ذلیل انسان اللہ کے نزدیک چغل خور ہوگا جو دونوں طرف فساد کی باتیں پہنچاتا ہے۔''

چغل خور کی صفات

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَا تُطِعْ كُلَّ حَلَّافٍ مَّهِيْنٍ ۞ هَمَّازٍ مَّشَّآءٍ بِنَمِيْمٍ ۞ مَّنَّاعٍ لِّلْخَيْرِ مُعْتَدٍ اَثِيْمٍ ۞ عُتُلٍّ بَعْدَ ذَالِكَ زَنِيْمٍ ۞ ﴾ [سورة القلم]

---

۱ البحر الرائق فی الزھد والرقائق ...... ۲ تفسیر ابن کثیر ۳ الدارمی ...... ۴ بخاری

آیت مذکورہ میں اللہ نے چغل خور کی (۸) صفات بیان کی ہیں جو انسانیت سوز اور بربادی کا سبب ہیں جس میں چغلی پائی جاتی ہے وہ لازماً ان (۸) صفات مذمومہ اور قبیحہ کا متحمل ہوگا اور یہ انسان کو معاشرہ میں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں ذلیل و رسوا کر کے جہنم کا ایندھن بنا دیتی ہیں۔ العیاذ باللہ۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو چغلی سے بچنے کی توفیق دے۔ آمین

پہلی بدصفت...... حَلَّاف:

چغل خور ہر وقت قسمیں اٹھاتا ہے لوگوں میں اپنے اعتبار کو مضبوط کرنے اور اپنے اعتماد کو بحال کرنے کے لیے۔ اس لیے کہ لوگ چغل خور کی بات کی تصدیق نہیں کرتے اس لیے وہ ہر بات پر قسم اٹھا کر لوگوں کو تسلی کروانے کی مذموم کوشش کرتا ہے۔ کثرت سے قسم کھانا ایک قبیح عادت ہے۔

دوسری بدصفت...... مَهِيْنٌ:

چغلی کرنے والا اپنی نظر میں بھی اور معاشرہ کے لوگوں کی نظروں میں بھی اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں بھی حقیقت کے اعتبار سے ذلیل و خوار ہوتا ہے زیادہ قسمیں کھانا اس کی خست و حقارت کی دلیل ہے۔ اگر چہ وہ صاحب مرتبہ ہی کیوں نہ ہو۔

تیسری بدصفت...... هَمَّازٍ:

چغلی کرنے والا انسان اپنا (عیب) چھپانے کے لیے لوگوں پر عیب لگاتا ہے اپنے کلام کو مزین کر کے چغلی کا ارتکاب کرتا ہے جبکہ کسی مسلمان پر عیب لگانا کبیرہ گناہ ہے۔

چوتھی بدصفت...... مَشَّاءٍ بِنَمِيْمٍ:

لوگوں میں فساد ڈالنے کرنے کے لیے باتوں کو نقل کرتا ہے برائی کا بوجھ اٹھا کر چلنے

اس کی صفت بن جاتا ہے۔

پانچویں بدصفت ...... مَنَّاعٍ لِلْخَیرِ:

چغل خور اپنے آپ سے اور لوگوں سے بھلائی کو روکتا ہے اور برائی پھیلاتا ہے اور لوگوں کے حقوق پامال کرتا ہے جس کا قیامت کے دن دربار عالیہ میں حساب ہوگا۔

چھٹی بدصفت ...... مُعْتَدٍ:

چغل خور عدل وانصاف کی حدود سے تجاوز کرتا ہے جو کہ برائی ہے اس لیے اللہ تعالیٰ اس کی طرف غضب کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ چغلی جیسی صفت مذمومہ، چغل خوری کی وجہ سے چغل خور کی صفت لازمہ بن جاتی ہے۔ جو اس کے ساتھ چمٹ جاتی ہے۔ حتیٰ کہ اس کا نام ہی گناہ گار رکھا جاتا ہے کیا کوئی مسلمان صاحب عقل وخرد اپنے لیے یہ نام پسند کرے گا اگر نہیں تو پھر چغلی سے توبہ کر دتوبہ کا دروازہ کھلا ہے۔

ساتویں بدصفت ...... عُتُلٍّ:

یہ ایسی صفت ہے جو دل کی سختی سے متعلق ہے جب انسان کا دل سخت ہو جائے تو اس کی شخصیت غیر مقبول ہو جاتی ہے پھر وہ ایک مکروہ اور ناپسندیدہ انسان کی صورت میں زندگی گزارتا ہے۔ [1]

آٹھویں بدصفت ...... زَنِیم:

کے متعلق صحابہ کرامؓ کے مختلف اقوال ہیں۔ عکرمہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ملامت زدہ شخصیت یعنی اپنی اس برائی کی وجہ سے وہ متعارف ہوتا ہے جس طرح بکریوں میں ایک بکری کے بچہ کے کان میں کوئی نشان وغیرہ کی علامت ہو جس سے وہ بچہ سب سے الگ

---

[1] مختار الصحاح

معلوم ہوتا ہے اس طرح چغل خور عام مسلمانوں میں بری صفت یعنی ملامت کیا ہوا کے نام سے مشہور ہو جاتا ہے۔

عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک الزنیم سے مراد ولد الزنا ہے یعنی زنا کی اولاد مراد ہے لہٰذا ولد زنا کوئی بات نہیں چھپائے گا جو سنا آگے بتا دیا یہ چغل خور کے لیے لعنت کا ایسا طوق ہے جو اس کی زندگی میں اس کے گلے میں ہے اور قیامت کے دن اس طوق کو لیے ہوئے جہنم رسید کر دیا جائے گا۔[1]

ہر مسلمان کو چاہئے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کو ایسی بری عادتوں سے بچنے کی تلقین کرے جن سے دنیا و آخرت تباہ ہو جاتی ہے گھروں میں چغلی کرنا خصوصاً عورتوں میں یہ بیماری زیادہ ہوتی ہے۔ الا ماشاء اللہ۔ گھروں میں، مجلسوں میں چغلی سننا چغل خور کو اہمیت دینا، اس سے پیار کرنا دین و دنیا کے لیے نقصان دہ ہے۔

اپنے گناہوں کی معافی مانگا کرو، اپنی زبان سے خیر کے علاوہ کچھ نہ بولو۔ اسلامی معاشرہ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ ہر مسلمان کا گھر اسلامی معاشرہ کا ایک اہم رکن ہے۔ جس کی اصلاح میں چغلی ایک بڑی رکاوٹ ہے اس کو دور کرو۔

احادیث نبویہ سے چغلی کی شناعت

حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«لَا يَدْخُلُ الْجَنَّةَ نَمَّامٌ»[2]

”حضور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ چغل خور جنت میں نہیں جائے گا تو ہر صورت میں اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔“

اس لیے کہ جو چغلی سے بچے گا وہ جنت میں جائے گا جو نہیں بچے گا وہ جہنم میں۔

---

[1] مختار الصحاح: ٢٦٧ ...... [2] متفق علیه

بظاہر چغلی شاید چھوٹا سا عمل معلوم ہوتا ہے لیکن نتیجہ دخول جہنم ہے۔ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

« اَلَا اُخْبِرُکُمْ بِشِرَارِکُمْ قَالُوْ بَلٰی قَالَ اَلْمَشَّاؤُوْنَ بِالنَّمِیْمَۃِ۔ اَلْمُفْسِدُوْنَ بَیْنَ الْاَحِبَّۃِ اَلْبَاغُوْنَ لِلْبُرَاءِ الْعَیْبَ او کما قال » [1]

''آپ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے برے لوگ وہ ہیں جو چغلی کرتے ہیں دوستوں کے درمیان فساد ڈالتے ہیں پاک دامن لوگوں کے عیب تلاش کرتے ہیں۔''

چغلی معاشرہ کی ذلیل ترین بیماری ہے۔ہمیں نبیؐ کے فرامین پر غور کرنا چاہئے اور خاموش رہنا چاہئے یا کلام خیر کے علاوہ کسی تیسری چیز کا ارتکاب نہیں کرنا چاہئے۔

حدیث نبوی ہے:

« مَنْ اَشَادَ عَلٰی مُسْلِمٍ عَوْرَۃً یُشِیْنُہٗ بِغَیْرِ حَقٍّ شَانَہُ اللّٰہُ بِھَا فِی النَّارِ یَوْمَ الْقِیَامَۃِ » [2]

''کوئی انسان کسی مسلمان کے متعلق ایسی بات بیان کرتا ہے جو اس کو ناپسند ہو اس کے بدلہ میں قیامت کو اسے آگ کی رسوائی ملے گی۔''

ایک اور حدیث میں ہے:

« قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لَا یَدْخُلُ الْجَنَّۃَ قَتَّاتٌ یَعْنِی نَمَّامٌ » [3]

''چغل خور جنت میں داخل نہیں ہوگا۔''

چغل خور کو پہلے تو دنیا میں رسوائی ملے گی پھر وہ عذاب قبر کا مستحق ہوگا پھر وہ قیامت کے دن ذلیل وخوار ہو کر جہنم کا ایندھن بنے گا۔

---

[1] ابن ماجہ ...... [2] البیھقی فی شعب الایمان بسند ضعیف ...... [3] تفسیر ابن کثیر

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم دو قبروں کے پاس سے گزرے جن کو عذاب ہو رہا تھا وہ عذاب ایسے گناہوں کے سبب تھا جو ان کے ذہن کے مطابق بڑے نہیں تھے جبکہ حقیقت میں وہ بڑے گناہ تھے۔ [۱]

ان میں سے ایک چغلی کرتا تھا دوسرا پیشاب کے چھینٹوں سے احتیاط نہیں کرتا تھا۔

کسی گناہ کو چھوٹا نہیں سمجھنا چاہئے۔ قطروں سے دریا بنتے ہیں اور ذروں سے پہاڑ۔ علماء کے اقوال سے ثابت ہے کہ عذاب قبر کا تیسرا حصہ چغلی کے سبب ہوگا۔ [۲]

ایک اور حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ نماز، روزہ اور صدقہ سے بہتر عمل لوگوں کے درمیان اصلاح یعنی صلح سے تعلق پیدا کرنا ہے جو لوگوں میں فساد برپا کرتا ہے اور جڑے ہوئے دلوں کو جدا کرنے کی کوشش کرتا ہے وہ دراصل اپنے دین کو تباہ کرتا ہے۔ چغل خور کی نیکی کا کوئی اعتبار نہیں وہ اپنے اقوال میں جھوٹا ہے۔ [۳]

چغلی کی مذمت میں سلف صالحین کے اقوال

کسی مسلمان پر بہتان آسمانوں سے زیادہ وزنی ہے۔ خاموشی سلامتی ہے، ضرورت کے وقت بولنا (گواہی حق دینا) انسانیت کی علامت ہے۔ بلاضرورت نہ بولنا مومن کے لیے زینت ہے امت اسلامیہ کے قائدین (انبیاء کرامؑ، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، ائمہؒ، مجتہدین، علمائے امت) چغلی سے اس قدر بچتے تھے جیسے کسی موذی جانور سے بچنے کے لیے تدابیر کی جاتی ہیں۔

(۱) صاحب بن عباد رحمۃ اللہ علیہ کو کسی چغل خور نے ایک خط بھیجا تو جواب میں صاحب بن عباد نے فرمایا کہ چغلی ایک ذلیل حرکت ہے اگرچہ فی الواقع وہ صحیح ہی کیوں نہ ہو اور چغل خور پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہے۔

---

[۱] بخاری و مسلم ...... [۲] التمہید محمد الکامل ...... [۳] رواہ احمد، ابوداؤد، ترمذی

(۲) امام بکر بن عبد اللہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ اپنے اوپر ایسا عمل لازم کرو جو اگر صحیح ہو تو ثواب اور اگر خطا ہو تو گناہ نہ ہو اور ایسے عمل سے بچو جو اگر صحیح ہو تو کوئی اجر نہ ملے اور اگر غلط ہو تو مجرم بن جاؤ۔ فرمایا لوگوں کے متعلق برا گمان نہ کرو جس سے صرف گناہ ہی ملے گا۔

« اِیَّاکُمْ وَالظَّنَّ فَاِنَّ الظَّنَّ اَکْذَبُ الْحَدِیْثِ » [1]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے کسی کی چغلی شروع کی تو فرمایا: ''آپ نے تین ظلم کیے ہیں:

[۱] جس کی تو نے چغلی کی ہے وہ میرا مسلمان بھائی ہے تو نے میرے دل میں اس کی دشمنی پیدا کر دی ہے۔

[۲] تو نے میرے دل کو اس کے سبب مشغول کر دیا ہے۔

[۳] تو نے اپنے نفس امارہ کی تابعداری کی ہے تیری بات کا اب اثر ختم ہو گیا ہے اسی لیے چغل خور فاسق کہلاتا ہے۔

(۳) امام محمد بن کعب رحمۃ اللہ علیہ سے کہا گیا کہ مومن کے لیے سب سے گھٹیا اور بری حرکت کونسی ہے؟ تو فرمایا زیادہ کلام کرنا۔ کسی کا عیب ظاہر کرنا، ہر آدمی کی سنی سنائی بات قبول کرنا۔

(۴) عمرو بن عبید رحمۃ اللہ علیہ کو ایک آدمی نے بتایا کہ فلاں شخص اپنے قصوں میں آپ کا اکثر براذکر کرتا ہے تو انہوں نے جواب دیا کہ اے چغل خور انسان تو نے اس کے ساتھ مجلس کا حق ادا نہیں کیا، کیونکہ تو نے اس کی بات ہمارے تک پہنچائی دوسرا تو نے میرا حق ادا نہیں کیا کیونکہ مجھے ایسی چیز بتائی جس کو میں پسند نہیں کرتا اور مجھے پریشان کیا ہے۔ بس اس کو اتنا معلوم کرا دینا کہ موت ہم سب کو آئے گی۔ اور قبر

---

[1] تحفة الاحوذی شرح الترمذی

سب کو دبائے گی اور قیامت سب کو جمع کرے گی۔ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کرے گا جو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے کیا کبھی ہم نے ایسے جوابات پر غور کیا ہے یا سنی سنائی باتوں پر فیصلہ شروع کر دیا ہے۔

۵ عمر بن عبد العزیز رحمۃ اللہ علیہ کے پاس کسی آدمی نے کسی کے متعلق کچھ باتیں کیں تو آپ نے فرمایا کہ اگر تو چاہے تو ہم تیری بات پر غور کرتے ہیں اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے تو اس آیت کی وعید میں داخل ہے۔

﴿ اِنْ جَاءَ كُم فَاسِقٌ بِنَبَاءٍ ﴾ [سورۃ الحجرات]

اگر تو اپنی بات میں سچا ہے تو اس آیت کی وعید میں داخل ہے:

﴿ هَمَّازٍ مَشَّاءٍ بِنَمِيمٍ ﴾ [سورۃ القلم]

اگر تو چاہتا ہے تو معاف کر دیتے ہیں تو اس نے کہا:

«اَلْعَفْوُ يَا امير المومنين»

مجھے معاف کر دیں میں کبھی چغلی نہ کروں گا۔

ہر انسان میں عیب ہوتے ہیں لہٰذا دوسرے لوگوں کے عیب بتانے کی بجائے اپنے گریبان میں جھانک کر اپنی اور اپنے گھر والوں کی اصلاح کی کوشش کرو اللہ کے ذکر سے زبان کو تر و تازہ رکھو، لوگوں کی چغلی کر کے اپنی عظمت کو حقارت میں نہ بدلو۔

۶ حضرت لقمانؑ کی اپنے بیٹے کو وصیت، حضرت لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت فرمائی کہ بیٹا چند خصلتیں اپنے اندر پیدا کرو گے تو ہمیشہ سرداری کرو گے۔

1. قریب و دور والے سے اخلاق سے برتاؤ کرنا۔
2. باعزت انسان سے اپنی جہالت کو روکے رکھنا۔

اپنے بھائیوں کی حفاظت کرنا، اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرنا۔ ان کو ہر چغل خور کی بات کے قبول کرنے سے بچانا۔ کیونکہ چغل خور فساد چاہتا ہے اور دھوکہ دیتا ہے۔ ایسے

دوست بنانا جو تیری عدم موجودگی میں تیرے اوپر عیب نہ لگائیں تو ان پر عیب نہ لگائے۔

چند اسلاف کرام کے اقوال

چغلی، جھوٹ، حسد اور نفاق پر مبنی ہے اور یہ چیزیں ذلت کی علامت ہیں۔

سلیمان بن عبد الملک رحمۃ اللہ علیہ بیٹھے تھے ان کے پاس امام زہریؒ بھی موجود تھے اتنے میں ایک آدمی آیا تو سلیمان بن عبد الملکؒ نے اسے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تو نے میرے متعلق کچھ باتیں کی ہیں۔ اس آدمی نے کہا کہ میں نے آپ کے متعلق کچھ نہیں کہا تو سلیمان بن عبد الملک نے کہا جس نے مجھے بتایا ہے وہ بالکل سچا آدمی ہے چنانچہ امام زہری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

«لَا يَكُونُ النَّمَّامُ صَدُوقًا»

''کہ چغل خور کبھی سچا نہیں ہوسکتا۔''

سلیمان بن عبد الملکؒ نے کہا، آپ نے سچ فرمایا ہے اور پھر آپ نے اس آدمی کو چھوڑ دیا۔

کسی بزرگ کا قول ہے کہ جو بات تجھے چغل خور بیان کر رہا ہے اگر وہ بات صحیح ہے تو گویا اس نے تجھے گالی دی ہے جب کہ جس کی چغلی تیرے پاس کی جارہی ہے تیرے تحمل اور صبر کا زیادہ حقدار ہے۔ اس لیے کہ اس نے تیرے ساتھ کوئی برائی نہیں کی حماد بن سلمہؒ سے مروی ہے کہ چغلی گھر کی تباہی کا ذریعہ ہے، چغل خور اللہ کی رحمت سے بعید ہے، چغلی سے پرامن معاشرہ قتل و غارت کا شکار ہو جاتا ہے۔

حماد بن سلمہ رحمۃ اللہ علیہ بیان فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے غلام بیچا اور یہ بتایا کہ اس میں کوئی عیب نہیں ہے صرف ایک عیب ہے کہ وہ چغلی کرتا ہے، خریدار نے اسے معمولی عیب سمجھتے ہوئے خرید لیا، چند دنوں کے بعد اس غلام نے اپنے مالک کی بیوی سے کہا کہ

تیرا خاوند تجھ سے پیار نہیں کرتا۔ کیا تو چاہتی ہے کہ وہ تیرے ساتھ پیار کرے اس نے کہا ہاں۔ چنانچہ اس غلام نے کہا جب تیرا خاوند سو جائے تو اس کی داڑھی کے نیچے سے استرے سے بال کاٹ کے لانا میں دم کردوں گا وہ تجھ سے محبت کرنے لگ جائے گا۔ ادھر جا کر خاوند کو بیوی کی چغلی کی کہ تیری بیوی تیری دشمن ہے اس نے کسی اور سے تعلقات پیدا کر لیے ہیں اور وہ تجھے قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے اگر یقین نہیں تو گھر میں سوتے وقت بس آنکھیں بند کر لینا سونا مت تجھے معلوم ہو جائے گا۔ چنانچہ خاوند بستر پر لیٹ گیا آنکھیں بند کیں تو بیوی نے سمجھا کہ وہ سو گیا ہے چنانچہ پیار بڑھانے کے لیے اس نے استرا لیا اور جب گردن کے قریب گئی تو خاوند نے پکڑ لیا تحقیق نہ کی بس چغل خور کی بات پر یقین کیا اس نے بیوی کو قتل کر دیا بیوی کے ورثاء آ گئے انہوں نے اسے قتل کر دیا دونوں فریقوں کی جنگ شروع ہوگئی وہ گھر جو امن وسکون سے زندگی گزار رہا تھا چغلی کے سبب صفحہ ہستی سے مٹ گیا۔

مسلمان بھائیو اور بہنو! چغل خور کی وجہ سے دلوں میں نفرتیں پیدا ہوتی ہیں۔ چغل خور کی چغلی کے سبب بھائی اپنے بھائیوں سے جدا ہوتے ہیں اور فقط چغلی کی وجہ سے معاشرہ امن وامان سے شر و فساد میں مبتلا ہو جاتا ہے اور چغلی کی وجہ سے ہی بعض عناصر میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا کر دیتے ہیں لہٰذا چغل خور سے کوسوں دور رہو۔

چغلی کے اسباب

بعض ایسے خفیہ عناصر ہوتے ہیں جن کی وجہ سے انسان چغلی جیسی اس بڑی لعنت میں مبتلا ہوتا ہے۔

۱۔ جہالت:

عام لوگ چغلی کی حرمت سے واقف نہیں ہوتے وہ یہ نہیں جانتے کہ چغلی کبیرہ

گناہ ہے بلکہ جہالت کی بناء پر اس کبیرہ گناہ کا ارتکاب کرتے رہتے ہیں حتی کہ چغلی کے انجام سے ایک اسلامی گھر کی بنیادیں کھوکھلی ہو جاتی ہیں اور محبوبوں میں جدائی ہو جاتی ہے۔

۲۔ تشفی نفس:

دل کی آگ بجانے کے لیے انسان دوسرے کی چغلی کرتا ہے اور اپنے اندر حسد و بغض اور عداوت کی آگ کو ٹھنڈا کرتا ہے۔ حالانکہ وہ چغلی کے سبب خود قبر کے عذاب کا مستحق ہوتا ہے۔ کسی کا کوئی نقصان نہیں کر سکتا۔

۳۔ دوستوں کا تقرب:

کتنے مسلمان صرف اپنے دوستوں، رشتہ داروں اور اپنے سے اعلیٰ طبقوں کے پاس تقرب حاصل کرنے کے لیے دوسرے مسلمانوں کی چغلی کرتے ہیں اس طرح دوستوں کی خوشی کے لیے اللہ کی ناراضگی مول لیتے ہیں۔

۴۔ کسی کو نقصان پہنچانا:

بعض دفعہ چغلی کا مقصد دوسرے انسان کو نقصان پہنچانا ہوتا ہے حالانکہ کسی مسلمان کو نقصان پہنچانا حرام ہے۔ اب اس صورت میں چغل خور دو گناہوں کا ارتکاب کرتا ہے۔ ۱......چغلی کرنا، ۲......کسی مسلمان کو نقصان پہنچانا۔

۵۔ چغلی کے ذریعے تقرب حاصل کرنا:

چغل خور آدمی، جس کے سامنے چغلی کرتا ہے اور سنی ہوئی کلام میں اضافہ کر کے اس کے سامنے بیان کرتا ہے تاکہ سننے والا اس (چغل خور) کی عزت کرے اور اس کے قریب ہو یا اس کے دل میں کوئی دنیاوی مفاد حاصل کرنے کا مقصد ہوتا ہے۔

۶۔ ہنسی مذاق اور شغل کے طور پر:

بعض لوگ بغیر کسی مقصد کے لوگوں کی باتیں دوسروں کے سامنے بیان کرنا اپنا مشغلہ بنا لیتے ہیں اس دور میں مجلسوں کی زینت ہی چغلی ہے جس مجلس میں، جس گھر میں چغلی ہوگی وہ خدا کی ناراضگی کی جگہ ہوگی۔

۷۔ سستی شہرت حاصل کرنا:

اس دور میں اقوال واعمال میں تکلف اور جھوٹی شان وشوکت اور سستی شہرت اور دیگر فاسد اغراض کی خاطر، چغل خوری کا ارتکاب کیا جاتا ہے۔

چغل خور سے برتاؤ

اے اہل اسلام! جو انسان آپ کے پاس بیٹھ کر کسی مسلمان کی چغلی کرتا ہے کسی کے متعلق آپ کو بتاتا ہے کہ فلاں آدمی تجھے یہ کہہ رہا تھا آپ یقین مت کریں اکثر اوقات ہوتا یہ ہے کہ جس آدمی کے متعلق یہاں بات کی جاتی ہے اس کا اس بات سے دور کا تعلق بھی نہیں ہوتا کوئی بات سن کر آپ کو کسی مسلمان سے عداوت کا فیصلہ نہیں کر لینا چاہئے بلکہ سوچ وبچار کے بعد آپ کو درج ذیل چیزیں اپنانی چاہیں۔

① آپ چغل خور کی بات کو جھٹلا دیں اس کی تصدیق نہ کریں اگر چہ وہ کتنا ہی عبادت گزار کیوں نہ ہو حقیقت میں وہ فاسق اور جھوٹا ہے اس کی بات مردود ہے۔

② آپ کسی کے متعلق بات سن کر چغل خور کو روکیں اس کو نصیحت کریں اور اس کے اس فعل کو برا جانیں۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ ادا کریں۔

③ آپ چغل خور سے محبت نہ کریں، اس سے اللہ کی رضا کی خاطر دشمنی رکھیں کیونکہ چغل خور خدا کا دشمن ہے اور اللہ کے دشمن کو دوست بنانے والا دنیا وآخرت میں تباہ وبرباد ہوگا۔

④ چغل خور کی بات سے آپ کو اپنے مسلمان بھائی کے متعلق برا گمان نہیں کرنا چاہئے بلکہ

« ظَنُّ الْمُؤْمِنِيْنَ خَيْرًا »

''مسلمانوں پر اچھا گمان کرو۔''

اللہ تعالیٰ نے برے گمان سے منع فرمایا۔

⑤ جو چیز آپ نے سنی اس پر اعتبار کرتے ہوئے تجسس مت کیجیے۔ کیونکہ وہ کلام جھوٹ پر مبنی ہے اور اللہ نے مسلمانوں کو تجسس سے منع فرمایا۔

⑥ جس چیز یعنی چغلی سے آپ چغل خور کو روکتے ہیں تو خود بھی اس جرم سے بچیں، ایسا نہ ہو کہ آپ چغل خور کی بات کو آگے نقل کریں اور یہ کہہ کر مجھے فلاں نے فلاں کے متعلق یہ بتایا ہے۔ ایسی صورت میں آپ چغلی اور غیبت دو گناہ کر رہے ہیں اس طرح لوگوں کو برائی سے روکنا اور خود اس برائی کو کرنا بہت زیادہ خطرناک ہے:

﴿ اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَ تَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ ﴾[سورة القلم]

''لوگوں کو نیکی کا حکم کرتے ہو خود اپنے نفسوں کو بھول جاتے ہو۔''

اوروں کو جگانا تو یاد رہا
خود ہوش میں آنا بھول گئے

امام حسن رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جو آپ کے پاس کسی کی چغلی کر سکتا ہے وہ یقیناً آپ کی چغلی بھی لازماً کسی سے کرے گا۔

« مَنْ نَمَّ اِلَيْكَ نَمَّ عَلَيْكَ »

''جو تیرے پاس چغلی کرتا ہے وہ تیری بھی چغلی کرے گا۔''

اس سے اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ چغلی سننا چغلی کرنے سے زیادہ نقصان دہ ہے۔

مصعب بن عمیر رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ چغلی سے زیادہ خطرناک اسے قبول کرنا ہے لہٰذا ضروری ہے کہ آپ چغل خور سے دور رہیں۔ چغل خور کا شر تمام برائیوں سے زیادہ ہے جیسا کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

«اِنَّ مِنْ شِرَارِ النَّاسِ مَنِ اتَّقَاهُ النَّاسُ لِشَرِّہٖ»

''سب سے برا انسان وہ ہے جس کے شر کی وجہ سے لوگ اس سے خوف زدہ ہوں۔''

اور چغل خور ان لوگوں میں سے ہے۔

چغلی سے بچنے کے لیے چند اصول

① اپنی زبان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول رکھنا چاہیے۔

② چغل خور کو یہ جاننا چاہیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا نشانہ ہے اور اس کے عتاب کا مستحق ہے۔

③ مسلمانوں کے ملے ہوئے دلوں کو جدا کرنے سے جو نقصان ہوتا ہے اسے مدنظر رکھنا چاہیے کہ وہ مسلمانوں میں تفریق ڈال کر خود جہنم کا ایندھن بن رہا ہے۔

④ چغلی کے متعلق اُن آیات قرآنیہ واحادیث صحیحہ اور اقوال السلف کو مدنظر رکھنا چاہیے جن میں چغلی کی مذمت بیان کی گئی ہے۔

⑤ مسلمانوں کے درمیان محبت کو فروغ دینا چاہیے جس جگہ اور جن مجلسوں میں بھائیوں کے دل جدا کرنے کی کوشش کی تھی اب جس حد تک ممکن ہو لوگوں کے درمیان تعلقات جوڑنے کی کوشش کرے، یہ کوشش اس کے لیے بہتری کا ذریعہ بن سکتی ہے۔

⑥ اسے یہ نہیں بھولنا چاہیے کہ جو دوسروں کے عیب تلاش کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس کے

عیوب تلاش کر کے اسے اس کے گھر میں ذلیل کر دے گا۔

⑦ اسے یہ جاننا چاہئے کہ زبان کی حفاظت سبب دخول جنت ہے۔

⑧ اچھے دوست اور اچھی سوسائٹی اختیار کریں جو نیکی میں تعاون کر سکے۔

⑨ چغلی کرنے سے پہلے یہ بات نہ بھولنی چاہئے کہ جس کی چغلی کر رہا ہوں قیامت کو وہ میری نیکیاں لے جائے گا اور اپنی بدیاں یعنی گناہ مجھے دے جائے گا۔

⑩ موت کو یاد کرنا چاہئے اور قبر کو سامنے رکھنا چاہئے، عارضی زندگی، فانی دنیا اور قبر کی مشکلات ہر وقت یاد رکھنی چاہئے اپنے تمام گناہوں کی اللہ تعالیٰ سے معافی مانگنا چاہئے اور چغلی جیسے موذی مرض کو اپنے گھروں سے نکالنا چاہئے تا کہ معاشرہ امن وسکون کا گہوارہ بن جائے۔

نصیحت نمبر: ۹

گھر میں اسلامی کتب خانہ اور صوتی آلات

گھر کے سربراہ کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنے بیوی بچوں کی تربیت اسلامی اصولوں کی روشنی میں کرے۔

بنیادی مسائل ایمان نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، حیاء، ادب واحترام اور توحید وسنت جیسے اہم مسائل کو جاننا ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے، اپنی اولاد کو قرآن کریم حفظ کروانا چاہیے اور اعلیٰ اسلامی تعلیم دلوانی چاہیے تاہم گھر کے جو افراد کسب معاش میں ہمہ تن مصروف ہوں، ان کی تعلیم وتربیت بھی ایک حد تک ضروری ہے۔ مثلاً طہارت کے مسائل، غسل، وضو، سچ بولنا، دھوکہ نہ کرنا، سود یا کسب معاش کے حرام طریقوں سے بچنا، نماز اور روزہ کے احکام، پڑوسیوں کے حقوق، رشتہ داروں سے صلہ رحمی اور اسلامی سوچ رکھنے والے لوگوں سے تعاون کا شعور، ہر مسلمان کے لیے ضروری ہے۔ اس ضرورت کو پورا کرنا انسانیت کی مجبوری ہے، معاشرہ کی درستگی کی طرف اہم قدم ہے اگر آپ اپنے گھر کو اسلام کے مطابق بنانا چاہتے ہیں تو بقدر استطاعت گھر میں ایک کتب خانہ بنائیں یہ کام ہر امیر غریب کے لیے ممکن ہے۔ گھر کے کسی کمرے میں یا گھر کی مجلس وغیرہ میں جہاں عام طور پر مہمان بیٹھتے ہوں وہاں الماری وغیرہ میں اسلامی کتابیں خرید کر رکھیں جہاں ہم اپنی ضروریات کی چیزیں ہر قیمت پر خرید تے ہیں وہاں چند پیسے اسلامی کتابوں پر بھی خرچ کردیں۔ فراغت کے وقت گھر والے ان اسلامی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

گھر والوں اور رشتہ داروں کو مذکورہ کتابیں پڑھنے کی ترغیب دلائیں۔ عاریتاً کتاب پڑھنے کے لیے دوسروں کو دیں۔ ہوسکتا ہے کہ آپ کی خریدی ہوئی کتاب پڑھنے سے کوئی انسان اپنی زندگی درست کرلے جو آپ کے لیے صدقہ جاریہ بن جائے گی اگر آپ کو اللہ تعالیٰ نے مال کثیر عطا کیا ہے تو ایک بہت بڑا اسلامی کتب خانہ قائم کریں فارغ اوقات میں بیٹھنے کے بجائے اسلامی کتابیں پڑھنا دنیا میں بہترین مصروفیت اور آخرت میں نجات کا ذریعہ بن جائے گا۔ بچوں پر ان کی عمر کے اعتبار سے کتابیں پڑھنا لازم کریں۔ بیوی کو ازدواجی زندگی کے اصولوں کے متعلق اسلامی احکام والی کتابیں پڑھنے کی تلقین کریں ان شاء اللہ جس گھر میں یہ ابتدا ہوگئی وہ گھر اسلام کی روشنی سے منور ہوگا۔

عریاں تصویریں، فلمی ناول، فلمی کتابیں، غیر مہذب اور لادین شعروشاعری کے بجائے اسلامی کتابیں گھر میں رکھنا ایک مسلمان کا فرض ہے۔ بعض کتابیں مثلاً قرآن کا ترجمہ، تفسیر ابن کثیر اور تفہیم القرآن وغیرہ، کتب احادیث میں سے بخاری، مسلم اور مشکوۃ وغیرہ اس طرح عقیدہ کی کتابیں کتاب التوحید اور عقیدہ اسلامیہ وغیرہ، فقہ کی کتابیں مثلاً فقہ والسنۃ وغیرہ، سیرت کی رحمۃ للعالمین، الرحیق المختوم، البدایہ والنھایہ چند تاریخ کی کتابیں، پھر چند چھوٹی کتابیں مثلاً پیارے رسول کی پیاری دعائیں صلاۃ الرسول، نماز کے مسائل اور طہارت کے مسائل وغیرہ علاوہ ازیں بہت سی اسلامی معتبر کتابیں جو سنداً و متناً ثابت ہوں۔ قرآن و حدیث پر مبنی لٹریچر، حقوق الزوجین، فقہ التعامل بین الزوجین اور پردہ وغیرہ کی کتابیں خرید کر اپنے گھر کی زینت بنائیں۔ شرک بدعت کے متعلق، پڑوسیوں کے حقوق کے متعلق کتابیں خرید کر گھر میں رکھیں اللہ کے فضل سے آپ کا گھر اسلامی گھر بن جائے گا۔

ٹیپ ریکارڈر

دور حاضر میں ٹیپ ریکارڈر تقریباً ہر گھر میں استعمال ہو رہا ہے جو کہ ذاتی طور پر کسی حکم کی متحمل نہیں ہے بلکہ اس کے استعمال پر منحصر ہے ٹیپ سے گانے سن لیے جائیں یا قرآن کی تلاوت، ٹیپ ریکارڈ خریدنا کسی کے لیے مشکل نہیں ہے۔ بس ضرورت اس بات کی ہے کہ اس کا استعمال صحیح ہو۔

گانا بجانا ایک شیطانی عمل ہے، گانے کے آلات شیطان کے ہتھیار ہیں۔ گانا نفاق پیدا کرتا ہے، گانا سننے سے اللہ کی رحمت سے دوری ہوتی ہے قیامت کے دن گانا سننے والے کے کانوں میں تانبا پگھلا کے ڈالا جائے گا حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے گانے کی آواز سن کر اپنے کانوں میں انگلیاں ڈال لی تھیں۔ گانا شیطان کی آواز ہے، اپنے گھر میں ٹیپ ریڈیو وغیرہ سے قرآن کی تلاوت اور دینی پروگراموں کے علاوہ موسیقی اور شرکیہ قوالیاں سننا کسی غیرت مند مسلمان کے لائق نہیں گانے بجانے کے متعلق قرآن واحادیث اور اقوال السلف صالحین اور ائمہ کرام سے وعید سننے کے بعد ٹیپ ریکارڈ کا استعمال صرف دین کے معاملات کے لیے خاص ہونا چاہیے گانا وغیرہ سے توبہ کرنی چاہیے موسیقی اور قوالی کی محفلیں گانے کے لیے پروگرام طے کرنا، رات بھر ممنوعہ محفلوں میں جاگنا، میلے پر محفل منعقد کرنا، جیسی برائی سے توبہ کرنی چاہیے، آخرت کی فکر کرنا چاہیے۔ موت کسی لمحہ بھی آ سکتی ہے۔

گانا سننے کے نقصانات

گانا بجانا شیطانی عمل ہے گانے کے آلات شیطان کے آلات ہیں۔

غناء کا معنی گانا ہے۔ عرب میں گانا اپنے نام سے مشہور ہے۔ آواز کو ترنم اور بلندی

وتکرار کے ساتھ نکالنا، عرب اس کو غِنَاء کے نام سے منسوب کرتے ہیں۔[1]

گانے کے نام

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے گانے کے تقریباً دس نام بیان کیے ہیں۔ مثلاً

" لَهو ،لَغو، بَاطِل ، سَمُود ، مُكَاء ، اَلتَّصدِيَة ، رُقيَته الزِنَاء ، قَرنُ الشَّيطَان، صَوتُ الشَّيطَان ، مَزمُورُ الشيطان ، منبت النفاق، صوت الاحمق،صورت الفاجر"[2]

امام صاحب نے ہر ایک گانے کے نام پر قرآن وحدیث سے اور اقوال صحابہ سے دلائل پیش کئے ہیں تفصیل کے لیے مطالعہ کریں۔ " اِغَاثَةُ اللّهفَانِ عن مصايد الشيطان مولفه ابن قيم"

غناء کی اقسام

ا۔غِنَاءُ الْعَمل:

ایسے اشعار جو جنگ وغیرہ کے موقع پر پڑھے جاتے ہیں یہ شرعاً جائز ہیں جیسا کہ خندق کے موقع صحابہ کرام پڑھتے رہے تھے۔[3]

۲۔اشعار الزهد:

دنیا سے بے رخی اور آخرت کی یاد دلانے کے لیے جو اشعار پڑھے جائیں ان کو اشعار الذھد کہتے ہیں یہ بھی پڑھنے جائز ہیں۔[4]

۳۔اشعار النوحه:

کسی کی موت کی مصیبت کے وقت افسوس کے لیے اشعار پڑھنا اشعار النوحۃ

---

[1] الباری شرح بخاری ...... [2] اغاثۃ اللفھان ...... [3] فتح الباری ...... [4] المنتقی النفھس

کہلاتے ہیں ایسے شعر پڑھنا احادیث رسولؐ میں حرام کیے گئے ہیں۔[1]

۴۔ گانے کے اشعار:

ایسے اشعار جو عام طور پر گانے والے اور گانے والیاں محبت و شہوت اور عیوب کا اظہار کر کے گاتی ہیں جن میں اکثر بے غیرتی کی آمیزش ہوتی یہی گانے کی عام قسم ہے جو آج کل معاشرہ میں پائی جاتی ہے کہ یہ قسم بالکل حرام ہے ساری بحث گانے کی اس چوتھی قسم پر محیط ہوگی۔[2]

گانا بجانے کے آلات

ان کی دو قسمیں ہیں: ❶ حرام...... ❷ مباح

پہلی قسم:

گانے بجانے کے ایسے اوزار جو قدیم زمانہ میں استعمال کیے جاتے تھے۔ مثلاً زمہ، نامی، سرنا طنبور، معزفۃ، رباب، جرافۃ، جندکوبہ۔ یہ مذکورہ آلات قدیم عرب میں استعمال کیے جاتے تھے جبکہ جدید اوزار گانا: مثلاً عود، طبل، زیر، قانون، کمنجہ، البیانو، القیشارہ، قربہ وغیرہ جو موجودہ زمانہ میں استعمال ہوتے ہیں یہ مذکورہ آلات خریدنا، بیچنا ان کو گانے میں تعاون کے لیے استعمال کرنا حرام ہے۔

دوسری قسم:

دف: جسے اردو زبان میں ڈفلی یا ڈھولک کہتے ہیں اور پنجابی زبان میں پرات کہتے ہیں۔ یہ بجانا جائز ہے۔ لیکن شرعی حدود و قیود کے ساتھ۔ مثلاً نکاح کے موقع پر صرف کمسن بچیاں بجا سکتی ہیں پھر جو الفاظ یا اشعار پڑھیں وہ شرک و غلو سے خالی ہوں

---

[1] المستقی النفیس ...... [2] مختار الصحاح

پھر بقدر ضرورت ہوں۔

گانے کے نقصانات

۱ گانا، حرام اشیاء کو خوبصورت بنا کر پیش کرتا ہے۔

۲ گانا، فسق و فجور کا حکم دیتا ہے جو جہنم کا راستہ ہے۔

۳ گانا، انسانی شہوت کی ترویج میں اضافہ کرتا ہے اور شہوت کو ابھارتا ہے۔

۴ گانا، انسان سے مروت، عدالت اور شرافت ختم کر دیتا ہے۔

۵ گانا، دل کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے روکتا ہے۔

۶ گانا، دل سے ایمانی غیرت کو ختم کر دیتا ہے نیکی اچھی نہیں لگتی۔ برائی بری نہیں لگتی۔

۷ گانا، شیطان کے احوال اور اس کی قوت اس کے حملے کو مضبوط بناتا ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتاویٰ ابن تیمیہ میں لکھا ہے کہ سب سے بڑی چیز جو شیطان کی طاقت کو مضبوط کرتی ہے وہ گانے کا سننا ہے۔[۱]

امام ذہبی رحمۃ اللہ علیہ نے الکبائر میں لکھا ہے:

يَا قَلِيْلَ الزَّادِ وَالطَّرِيْقُ بَعِيْدُ

يَا مُقْبِلًا عَلٰى مَا يَضُرّ تَارِكًا مَا يُضِيْدُ

اَتَرَاكَ يَخْفٰى عَلَيْكَ الْاَمْرُ الرَّشِيْدُ

اِلٰى مَتٰى تُضِيْعُ الزَّمَنَ وَ هُوَ يُحْصِي بِرَقِيْبٍ وَعَتِيْدِ

''اے غافل انسان! ذرا غور کر سفر بہت لمبا ہے مگر زادِ سفر بہت تھوڑا ہے۔ نفع والی راہ چھوڑ کر نقصان والی راہ پر کیوں چلتا ہے کب تک ہدایت سے بیگانہ رہے گا

---

[۱] فتاوی ابن تیمیہ

کب تک وقت ضائع کرتا رہے گا۔ حالانکہ تیرا مالک تیرے تمام اعمال کو دیکھتا ہے۔ توبہ کر۔'' [۱]

لہٰذا گانا سننے سے توبہ کرنی چاہئے۔

گانے کے اوزار کیسٹیں وغیرہ خریدنا بیچنا:

اللہ تعالیٰ نے مسلمان کو حلال رزق کھانے کا حکم دیا ہے۔ فرمان الٰہی ہے

﴿ یٰۤاَیُّهَا الرُّسُلُ كُلُوْا مِنَ الطَّیِّبٰتِ وَ اعْمَلُوْا صَالِحًا ﴾[سورۃ المومنون]

کسی صاحب بصیرت مسلمان کو اس پر اختلاف نہیں ہوگا کہ گانے کی کیسٹیں فروخت کر کے گانے بجانے کے اوزار فروخت کر کے رزق کمانا حرام ہے۔ خریدنے والا اس برائی پر تعاون کر کے برابر گناہ میں شریک ہوگیا جبکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَ التَّقْوٰى وَ لَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَ الْعُدْوَانِ ﴾

[سورۃ المائدہ]

''نیکی پر تعاون کرو برائی پر تعاون مت کرو۔''

گانے سے بڑی برائی کونسی ہے۔ جس کا ذکر آئندہ آئے گا۔ گانے کے اوزار خریدنا، بیچنا قرآن کریم واحادیث نبویہ سے منع قرار دیا گیا ہے۔ گانا بجانے پر تعاون، رائی پر تعاون ہے گانے کے اوزار، گانے کی کیسٹیں بیچنے والا سب سے پہلے موجب سزا وگا۔ کیونکہ یہ اصول فقہ کا مسلم اصول ہے کہ (جو چیز حرام کا سبب بنے وہ بھی حرام ہوتی ہے) [۲]

پھر اللہ تعالیٰ نے باطل طریقہ سے مال کھانے اور کمانے سے منع فرمایا ہے: اللہ الیٰ نے فرمایا:

---

[۱] الکبائر امام ذہبی ...... [۲] اصول فقہ

﴿ وَ لَا تَأْكُلُوٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ ﴾[سورۃ البقرہ]

یہ آیت مذکورہ خاص سبب سے اتری ہے لیکن اس کا حکم تمام کے لیے ہے گانا بجانے کے اوزار خریدنا بیچنا ان کی کمائی کھانا اگرچہ طرفین کی رضا ہی کیوں نہ ہو آیت مذکورہ کے مفہوم میں داخل ہے۔حدیث نبوی ﷺ ہے:

«قَالَ لَيَكُوْنَنَّ مِنْ اُمَّتِىْ اَقْوَامٌ يَسْتَحِلُّوْنَ الْحِرَ وَالْحَرِيْرَ وَالْخَمْرَ وَالْمَعَازِفَ» [1]

نبی ﷺ نے فرمایا: میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو زنا، ریشم، شراب اور گانے بجانے کے اوزار حلال کریں گے۔''

یعنی یہ چیزیں حرام ہیں لیکن وہ ان کا ارتکاب کریں گے۔ اب گانے گائے جا رہے ہیں سنے جا رہے ہیں، اوزار فروخت کئے جا رہے ہیں خریدے جا رہے ہیں۔ لہٰذا رب تعالیٰ کے عذاب سے ڈرنا چاہئے امر واقعہ یہ ہے کہ عمومی طور پر معاشرہ اس بری عادت میں ملوث ہو چکا ہے، بڑے بڑے ممالک میں مجھے ان کی تہذیب وتمدن سے واسطہ پڑا ہے یہ گانا بجانا تو مسلمانوں کے خون میں ایسے رچ چکا ہے گویا یہ عیب ہی نہیں ہے حالانکہ گانے بجانے کے آلات کو کبیرہ گناہ (زنا و شراب) کے ساتھ ایک حکم میں بیان کیا گیا ہے۔

ایک دوسری حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میری امت میں زمین میں دھنس جانے کا عذاب، چہرے مسخ ہو جانے کا عذاب، پتھروں کی بارش کا عذاب ہو گا۔ ایک آدمی نے سوال کیا کہ وہ کب ہو گا تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ تباہی اس وقت ہو گی جب گانا بجانے والیاں ظاہر ہوں گی اور گانا بجانے کے آلات ظاہر ہوں گے اور شراب پی جائے گی۔ [2]

جب امت میں ایسی برائیاں سر عام شراب پینے اور سر عام گانے والیوں اور محافل

---

[1] فتح الباری ...... [2] ترمذی

موسیقی کا گھروں میں انعقاد عام ہو جائے تو اس وقت رب کے غضب کا انتظار کروا ے امت مسلمہ! ایسی حرام اشیاء سے اپنے گھروں کو بچاؤ اور اللہ کی ناراضگی سے ڈرو:

حدیث نبوی ہے:

«اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمُ الْخَمْرَ وَالْمَیْسَرَ وَالْمَزَرَ وَالْکُوْبَۃَ وَ کُلُّ مُسْکِرٍ حَرَامٌ» [1]

''اللہ تعالیٰ نے شراب، جوا، بینڈ، طبلہ اور گانے کے آلات حرام فرمائے ہیں ہر نشہ آور چیز بھی حرام ہے''

جو چیز اللہ تعالیٰ نے حرام کی ہے اس کی قیمت لینا یعنی خرید و فروخت بھی حرام ہے مثلاً شراب، جوا، بینڈ، طبلہ اور گانے کے آلات حرام فرمائے ہیں جس طرح ہر نشہ آور چیز حرام ہے اور حرام کی قیمت لینا بھی حرام ہے لہٰذا جو لوگ حرام اشیاء کی خرید و فروخت کرتے ہیں ان کو اپنا یہ پیشہ ترک کر دینا چاہئے اور حلال رزق تلاش کرنا چاہئے اللہ تعالیٰ بہتر رزق دینے والا ہے۔

اس طرح ایسی کیسٹیں جن میں گانے ریکارڈ کیے گئے ہوں ان کو خریدنا بیچنا حرام ہے جبکہ بعض دفعہ اس قسم کی ریکارڈنگ میں شرکیہ اور بدعیہ الفاظ موجود ہوتے ہیں جو انسان کے ایمان کے لیے نقصان دہ ہوتے ہیں ایسی ریکارڈنگ سے بعض دفعہ کفر، بے حیائی کی ترویج اور شیطان کے ہتھکنڈے مضبوط ہوتے ہیں اور اسلامی معاشرہ سے حیا جیسی خصلتوں کو نیست و نابود کرنے کی ناکام سازش کی جاتی ہے۔ گانے کی ریکارڈنگ بیچنے والا مندرجہ ذیل جرائم کا ارتکاب کرتا ہے:

1. وہ گمراہی و بے حیائی کی طرف دعوت دیتا ہے اور ایسی خبیث دعوت دینے والا برابر عذاب کا مستحق ہوگا۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ کا مفہوم ہے کہ جو گمراہی کی

---

[1] ابوداؤد ...... [2] بخاری و مسلم

طرف دعوت دیتا ہے اس پر عمل کرنے والے کی طرح اسے بھی گناہ ہوگا۔[1]

۲ کیسٹ فروخت کرنے والے نے برائی کی طرف رہنمائی کی ہے لہٰذا برائی یا اچھائی کی طرف دلالت اور رہنمائی کرنے والا اس عمل میں برابر کا شریک ہے۔[1]

۳ کیسٹ بیچنے والا اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتا ہے شیطان کو راضی کرتا ہے کوئی صاحب بصیرت یہ پسند کرے گا کہ چند کیسٹیں فروخت کرنے کی وجہ سے اپنے حقیقی خالق و مالک کو ناراض کرے، میری مسلمان بھائیوں سے استدعا ہے کہ وہ اس کتاب کو پڑھنے کے بعد گانا سننے، سنانے، بجانے، بیچنے، خریدنے، سے توبہ کریں۔ پچھلے گناہ اللہ تعالیٰ معاف فرمانے پر قادر ہے شاید آپ کی توبہ میرے لیے صدقہ جاریہ بن جائے اور میری بخشش کا ذریعہ بن جائے، دنیا کی دولت ورثاء تقسیم کر لیں گے قبر میں صرف انسان کا نیک عمل کام آئے گا۔

جس بیوی اور اولاد کی خاطر حرام پیسہ کمایا ہو تو وہ موت کے وقت ہی ساتھ چھوڑ دیں گے۔ اے غافل انسان! تو اکیلا قبر میں جائے گا وہاں تیرا کوئی ساتھی نہیں ہوگا صرف نیک عمل ہی قبر میں ساتھ دے گا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی آخرت کی فکر کی توفیق نصیب فرمائے۔

قرآن واحادیث اور ائمہ کرام سے گانا بجانے کی حرمت

گانے بجانے سے اللہ تعالیٰ کے ذکر سے غفلت ہوتی ہے انسان کی تخلیق اس لیے نہیں کی گئی کہ پاگلوں کی طرح کبھی دائیں کبھی بائیں سر ہلاتا رہے ہاتھوں سے تالیاں بجاتا رہے۔ جھومتا رہے یا زبان سے گانا بکتا رہے اور عورتیں عریاں ہو کر محفلوں میں شہوت کے اشعار پڑھتی رہیں بلکہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔ وہ لوگ جو بعض احادیث نبویہ ﷺ سے دف اور اشعار جو صرف عید یا شادی

---

[1] مسلم ......

وغیرہ سے مقید اور بعض دوسری شرائط سے مشروط ہیں انہیں فحاشی اور گانے پر استدلال کے طور پر پیش کرتے ہیں ان کو اپنی غلط فہمی کا ازالہ کرنا چاہئے اور غناء کو اپنی اصل حرمت پر رکھنا چاہئے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ يَّشْتَرِیْ لَهْوَ الْحَدِيْثِ لِيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ بِغَيْرِ عِلْمٍ وَيَتَّخِذَهَا هُزُوًا اُولٰٓئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ مُّهِيْنٌ ﴾[سورۃ القمان]

''وہ لوگ جو آلات غنا گانے کے اوزار خریدتے اور بیچتے ہیں اس طرح لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ سے روکنے کی کوشش کرتے ہیں وہ لوگ عذاب کے مستحق ہوں گے۔''

آیت مذکورہ میں لفظ لھو استعمال ہوا ہے، حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے آیت مذکورہ کی تفسیر میں بیان کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے اپنے نیک بندوں کا ذکر کیا ہے کہ مومن اللہ تعالیٰ کے قرآن سے ہدایت حاصل کرتے ہیں اور قرآن کو سن کر اس سے فائدہ حاصل کرتے ہیں وہ خوش نصیب ہیں پھر ان بدنصیبوں کا ذکر کیا ہے جو قرآن سے اعراض کرتے ہیں اور گانوں کو سنتے ہیں گانے کے آلات کی آوازیں سنتے ہیں یہ لوگ دنیا وآخرت میں نامراد اور نقصان اٹھانے والے ہیں پھر صحابہ وتابعین کے اقوال بیان کئے ہیں۔[1]

مذکورہ آیت کی تفسیر عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما سے پوچھی گئی تو انہوں نے تین مرتبہ فرمایا کہ اللہ کی قسم اس آیت سے مراد غنا یعنی گانا بجانا ہے۔[2]

اسی طرح ابن عباس، حضرت جابر، حضرت عکرمہ، سعید بن جبیر رضی اللہ عنہم وغیرھم نے یہی معنی بیان کئے ہیں۔ امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے بیان کیا ہے کہ علامہ واحدی شیخ ابو

---

[1] تفسیر ابن کثیر، ج: ٤، ص: ٤٢٢ ...... [2] تفسیر ابن کثیر، ج: ٢ ص: ٤٢٦ ......

اسحاق کا قول ہے کہ اس آیت سے مراد گانا بجانا ہے جو کہ عذاب کا مستحق ہوگا۔ [1]

سید قطب رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر ظلال القرآن میں بیان کیا ہے کہ ایسے لوگ اپنے مال سے، وقت سے، اپنی زندگی سے قیمتی اشیاء خرچ کر کے گانا بجانے کے آلات خریدتے ہیں، مذکورہ آیت میں لھوالحدیث سے مراد ایسا گانا بجانا ہے جو دل کو غافل کر دیتا ہے وقت ضائع کرتا ہے کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔ [2]

برادران اسلام! قرآن کی آیت مذکورہ کی واضح مخالفت کر کے گانے سنتے ہو اگر تم گانے بجانے کی کیسٹیں خریدتے اور بیچتے رہو گے اور آلات طرب استعمال کرتے رہو گے اور اس طرح کتاب سنت سے انحراف کرتے رہو گے تو کل قیامت کو اپنے رب کو کیا منہ دکھاؤ گے؟ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ اَفَمِنْ هٰذَا الْحَدِيْثِ تَعْجَبُوْنَ وَ تَضْحَكُوْنَ وَلَا تَبْكُوْنَ وَ اَنْتُمْ سَامِدُوْنَ﴾ [سورة النجم]

قرآن پر تعجب کرتے ہو، ہنستے ہو، روتے نہیں ہو، قرآن سے اعراض کرتے ہو سامدون کے متعلق حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے کہ اس کا معنی گانا ہے۔ [3]

امام مجاہدؒ بیان کہتے ہیں کہ سامدون کا معنی اہل یمن کے نزدیک گانا ہے۔ [4]

حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے (صوتك) ''شیطان کی آواز کا'' معنی گانا بیان کیا ہے۔ [5]

حضرت مجاہد رحمۃ اللہ علیہ نے (صوتك) کا معنی گانا بیان کیا ہے۔ [6]

امام شوکانی رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کی تفسیر میں گانا اور آلات گانا بیان کئے ہیں۔ [7]

امام ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ نے مذکورہ آیت کے متعلق فرمایا کہ گانا وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ

---

[1] اغاثة اللهفان ص: ۲۳۹۱ ...... [2] تفسير فى ظلال القرآن سيدقطب ...... [3] تفسير ابن كثير

[4] اغاثة اللهفان ...... [5] سورة الاسراء ...... [6] ابن كثير ...... [7] فتح القدير

کی نافرمانی کو دعوت دیتا ہے اس لیے کہ اس کو صوت الشیطان یعنی شیطان کی آواز قرار دیا گیا ہے۔ [۱]

احادیث نبویہ ﷺ سے گانے کی حرمت

فرمان رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے کہ گانا بجانا حرام ہے اس کا مرتکب اللہ تعالیٰ کا نافرمان ہے جب تک اس برے فعل سے توبہ نہ کرلے موجب سزا ہے۔ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے صحیح بخاری میں تعلیقاً یہ روایت بیان کی ہے جس میں نبی ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ میری امت میں ایسے لوگ ہوں گے جو گانا بجانا حلال سمجھیں گے۔ زناء شراب اور ریشم کو حلال سمجھیں گے اور فقیروں کو کچھ نہیں دیں گے۔ [۲]

محل استدلال گانا بجانا ہے جو حرام ہے حافظ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے فتح الباری میں بیان فرمایا ہے کہ گانا بجانے کے ایسے آلات جو اللہ تعالیٰ سے دل کو غافل کردیں حرام ہیں۔ [۳]

مالک الاشعریؓ سے ابن ماجہ میں روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کے لوگ شراب کا نام اور شکل تبدیل کر کے شراب نوشی کریں گے ان کے سروں پر گانے والیاں گانے کے آلات سے گانے سنا رہی ہوں گی اللہ تعالیٰ ان کو زمین میں دھنسا دے گا اور ان کو خنزیر اور بندر بنا دے گا۔ [۴]

اس طرح ترمذی میں امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک حدیث بیان کی ہے جس میں یہ بتایا گیا ہے کہ گانا بجانے میں سب ہلاکت کے کام ہیں۔ [۵]

اسی طرح ابوداؤد میں حضرت نافع ؒ فرماتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے مزمار

---

۱ اللهفان ...... ۲ بخاری معلق روایته ...... ۳ الباری ...... ۴ ابن ماجه ......

۵ ترمذی

یعنی بانسری کی آواز سن کر اپنے کانوں میں انگلیاں داخل کردیں اور اس راستے کو چھوڑ کر دوسرے راستے پر چل پڑے، دور جا کر حضرت نافع رحمۃ اللہ علیہ سے پوچھا کہ اب آواز آ رہی ہے یا نہیں تو حضرت نافع نے جواب دیا کہ نہیں تو پھر آپؓ نے اپنی انگلی کان سے ہٹا لی اور فرمایا کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ تھا تو آپ نے ایسا کیا تھا یعنی گانے کی آواز پر اپنے کان میں انگلی ڈال لی تھی۔ [۱]

ایسی تمام احادیث اور آیات قرآنی سے بالکل واضح ہو گیا ہے کہ گانا بجانا سننا سنانا حرام ہے ایسے قطعی دلائل سننے کے بعد ہم کو مسلمان ہونے کے ناطے سے اس گناہ سے توبہ کرنی چاہئے اگر پھر بھی ہم موسیقی کو بڑے اہتمام کے ساتھ سنیں یعنی گانے بجانے کے عمل کو جاری رکھیں اور موسیقی کو اپنے لیے تسکین قلب سمجھیں اور فراغت کے اوقات میں موسیقی کو مشغولیت کا ذریعہ بنائیں یا ٹائم پاس کرنے کا حیلہ سمجھیں تو پھر اپنے ایمان کی خیر منانی چاہئے اور رب تعالیٰ کے اس عذاب سے ڈرنا چاہئے جو موسیقاروں کے لیے رسوائی کی صورت میں ہوگا۔

① عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما کا قول ہے آپ فرماتے ہیں کہ گانا بجانا دل کے اندر نفاق و منافقت پیدا کرتا ہے جس طرح پانی زمین میں انگوریاں پیدا کرتا ہے۔ [۲]

② امام مالک رحمۃ اللہ علیہ سے گانے .جانے کے متعلق سوال کیا گیا تو آپ نے فرمایا: کہ گانا بجانا فاسقوں اور گناہ گاروں کا کام ہے۔ [۳]

③ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ گانا بجانے کا کیا حکم ہے۔ تو آپ نے فرمایا کہ گانا بجانا مکروہ یعنی بری عادت ہے جو باطل اور ناممکن چیز کے مشابہ ہے جو اس پر ہمیشگی کرتا ہے وہ بے وقوف ہے اس کی گواہی قابل قبول نہیں ہے اگر آج ہم ائمہ کرام کے اقوال پر غور کریں تو ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جن کی شہادت و گواہی

---

[۱] ابو داؤد ...... [۲] اغاثة اللهفان ...... [۳] المنتقى المنفس

قابل قبول ہوگی۔[1]

④ امام احمد رحمۃ اللہ علیہ سے سوال کیا گیا کہ گانا بجانے کا کیا حکم ہے تو آپ نے فرمایا مجھے یہ حکم لگانے میں کوئی تعجب نہیں کہ گانا بجانا دل میں نفاق یعنی منافقت پیدا کرتا ہے۔[2]

⑤ امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ شیطان کے لیے سب سے زیادہ معاون چیز گانا بجانا ہے۔[3]

⑥ فضیل بن عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ گانے کے اندر زنا چھپا ہوا ہے یعنی گانا زنا کی دعوت دیتا ہے۔[4]

⑦ زید بن الوسید رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں اے لوگو! گانے سے بچو اس سے حیوانیت یعنی شہوت پیدا ہوتی ہے اس سے انسان کا وقار ختم ہو جاتا ہے۔ گانا شراب کے قائم مقام ہے جو اثر نشے کا ہے وہی گانے کا ہے۔ بیشک گانا بجانا زنا کی طرف دعوت دیتا ہے۔[5]

میرے مسلمان بھائیو! مذکورہ تمام دلائل کتاب وسنت اور ائمہ کرام کے اقوال سے پیش کیے گئے ہیں یہ تمام دلائل گانا بجانے کی حرمت پر دلالت کرتے ہیں جس کا حکم مرد و عورت دونوں کے لیے برابر ہے۔

عورت سے گانا سننے کے متعلق دلیل

دلیل نمبر۱......:

کسی عورت سے گانا سننا پہلے درجہ سے بھی زیادہ قبیح عمل ہے۔ عورت کو تکلف سے، نرمی سے اور خوبصورتی سے آواز نکالنے سے منع کر دیا گیا ہے۔[6]

---

[1] اغاثۃ اللھفان ...... [2] اغاثۃ اللھفان ...... [3] فتاویٰ ابن تیمیہ

[4] اغاثۃ اللھفان ...... [5] المنتقی النفیس

اس لیے کہ ایسی آواز سننے سے بیمار دل لوگ فتنے کا شکار ہوں گے جبکہ یہ حکم ازواج مطہرات کو دیا گیا ہے جو تقویٰ و پرہیز گاری میں امت کے لیے نمونہ تھیں تو پھر یہ حکم تمام مسلمان عورتوں کو بالا ولیٰ ہے۔ اس کے برعکس ہمارے معاشرہ میں وسیع پیمانے پر اسلامی احکام کا فقدان ہے اور تقویٰ پرہیز گاری کا صرف نام باقی ہے۔

دلیل نمبر۲ ......:

عورتوں کو زور سے زمین پر پاوں مارنے سے منع کیا ہے کیونکہ اس سے آواز پیدا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَا يَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِيُعْلَمَ مَا يُخْفِيْنَ مِنْ زِيْنَتِهِنَّ ﴾[سورہ نور]

عورتیں اپنے پاؤں زمین پر اس لیے نہ ماریں کہ اس سے خفیہ زینت یعنی جو لباس زیور کی صورت میں ہوگا وہ ظاہر ہوگا۔ لہٰذا یہ ممنوع ہے لیکن اگر زینت ظاہر کرنے کے لیے ڈانس کیا جاتا ہے یا پاؤں کی پازیب کی آواز سے شیطان کو مضبوط کیا جاتا ہے تو ان کے لیے کیا حکم ہوگا؟ اس کا فیصلہ غیرت مند مسلمان خود ہی کر لیں۔

دلیل نمبر۳ ......:

نبی ﷺ کی حدیث کا مفہوم ہے کہ عورت کو چھپانا ضروری ہے اس لیے کہ وہ بنیادی طور پر لباس کی محتاج ہے پردہ کی محتاج ہے اس حدیث سے استدلال ہے کہ عورت کی ایسی آواز جو بلا ضرورت دلوں کو مائل کرنے کے لیے نکالی جائے اسے سننا بھی حرام ہے جس طرح عورت عورۃ یعنی پردہ ہے اُسی طرح عورت کی آواز بھی عورۃ ہے لہٰذا اس کا چھپانا ضروری ہے۔ امام ابن قیم جوزی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اجنبی عورت یا ایسے لڑکے

لے سورۃ الاحزاب

سے جس کو داڑھی وغیرہ نہ آئی ہو ان سے گانا سننا حرام ہے اور دین کی تباہی کا ذریعہ ہے۔[1]

مباح گیت

بعض احادیث میں غناء کا ذکر بعض شروط سے مقید ہے لیکن ان سے مطلق استدلال کر کے بعض لوگوں نے گانا بجانا علی الاطلاق جائز قرار دیا ہے حالانکہ یہ استدلال باطل ہے اور جہالت پر مبنی ہے۔ چار احادیث ایسی ہیں جن میں گانے کا ذکر ہے جو گانے کے جواز پر دلالت کرتی ہیں ان کی تفصیل و جواب ملاحظہ فرمادیں۔

پہلی حدیث:...... بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس انصار کی بچیاں گا رہی تھیں۔

مذکورہ حدیث میں جو گانے کا ذکر ہے وہ مطلق جواز پر دلیل نہیں بلکہ اس حدیث کے اندر ہی پہلی حدیث بطور جواز پیش کرنے والوں کا جواب ہے اور اس کی تفصیل یہ ہے کہ:

① حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں گانے والی بچیاں تھیں جو گانا گانے والی نہیں تھیں بلکہ اتفاق سے شعر پڑھ رہی تھیں اور وہ نابالغ بھی تھیں۔

② حدیث کے مطابق اس موقع پر جن آلات مثلاً سرنگی اور طبلہ وغیرہ سے گانا گایا جاتا ہے وہ آلات غنا نہیں تھے۔

بخاری شریف کی مذکورہ حدیث کی تعلیق میں امام قرطبیؒ نے لکھا ہے کہ وہ بچیاں گانا باقاعدہ نہیں جانتی تھیں جس طرح موجودہ مغنیات و موسیقارہ جانتی ہیں اس سے اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ وہ مروجہ طریقہ غنا نہیں تھا۔

---

[1] اغاثة اللهفان

③ کمسن اور نابالغ بچیاں جو اشعار حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے پاس پڑھ رہی تھی وہ اشعار حرام نہیں تھے۔ بلکہ بہادری اور جنگ کے بارے میں اشعار تھے جو جائز ہیں۔

④ وہ اشعار عید والے دن کے لیے خاص تھے جیسا کہ حدیث میں صریحاً عید کے الفاظ ہیں۔

⑤ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ہی ان کی بلوغت کے بعد ان سے گانے کی حرمت بیان کی گئی ہے یعنی گانا حرام منقول ہے۔

⑥ ایک دوسری حدیث میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ باوجود ایسی تمام صورتوں کے، وہ بچیاں نابالغ تھیں، شعر بھی جائز تھے، عید والا دن تھا پھر بھی اللہ کے رسول ﷺ نے اپنا چہرہ دوسری طرف پھیر لیا تھا۔ [1]

اب موجودہ حدیث سے گانے کے جواز پر استدلال کرنا ہٹ دھرمی ہی ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ ہمیں اسلام کو سمجھنے کی توفیق دے۔ آمین

دوسری حدیث ربیع بنت معوذ بنت عفراء رضی اللہ عنہا سے مروی ہے اس حدیث میں ذکر ہے کہ بچیاں دف یعنی نقارہ بجا رہی تھیں اور اپنے اشعار میں ان لوگوں کا ذکر کر رہی تھیں جو جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے۔ اس حدیث میں بھی کوئی ایسی دلیل نہیں جو مروجہ گانے پر استدلال کے لیے پیش کی جا سکے جبکہ اشعار بھی جائز تھے اور آلہ غنا (دف) بھی ممنوع نہیں ہے لہٰذا اس حدیث سے گانے پر استدلال باطل ہے۔ [2]

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک عورت کو اس کی ایک انصاری صحابی کے ساتھ شادی کے موقع پر اسے تیار کر رہی تھیں یعنی عروسی لباس اور زیور پہنا رہی تھیں لیکن اس موقع پر کسی ایسے عمل (گانا بجانے) کا کوئی ذکر نہیں ہے جس سے مروجہ گانے کو جائز قرار دیا جا سکے۔

نبی ﷺ نے فرمایا حلال وحرام کے درمیان فرق دف یعنی نقارہ ہے

---

[1] فتح الباری ...... [2] فتح الباری، ابو داؤد، ابن ماجہ

مذکورہ بالا چاروں احادیث صرف اشعار وغیرہ پر ہی دلالت کرتی ہیں جبکہ مروجہ گانے بجانے سے ان کا کوئی تعلق نہیں لہٰذا ان احادیث سے گانے بجانے کا جواز نکالنا محض ہوس پرستی ہے۔

امام ابن تیمیہؒ نے ان احادیث سے گانے پر استدلال کرنے والے صوفیاء مبتدعین اور علماء سوء کو بڑا کھرا جواب دیا ہے وہ فرماتے ہیں کہ امت کے صالح لوگوں کو یہ لائق نہیں کہ وہ آلات غنا پر جمع ہو کر تالیاں یا دف بجائیں [۱]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے صف نابالغ بچیوں کو شادی کے موقع پر دف کی اجازت دی ہے لیکن ایک آدمی سے ایسا فعل سرزد ہونا قطعاً ناجائز ہے۔ سلف صالحین ایسے عمل کو جو صرف بچیوں کے ساتھ مشروط ہے، کرنے والے کا نام مخنث (یعنی ہیجڑا) رکھتے تھے اس طرح عورت کے لیے گانا بجانا بالکل ممنوع ہے۔

مذکورہ احادیث سے باطل استدلال کر کے بعض لوگوں نے گانا بجانے پر جواز کے فتوے دیے ہیں حالانکہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کے احکامات کی مخالفت کا نتیجہ دیکھ بھی لیا ہے، سادہ مسلمانوں کو جن کے اندر ایمان کی غیرت موجود ہے انہیں ایسے جال میں کبھی نہیں آنا چاہئے۔ بلکہ بڑی حیرت کی بات ہے کہ ایک رسالہ عرب سے شائع ہوتا ہے۔ ''صحیفہ عکاظ'' [۲]

اس میں بیان ہے کہ ایک گانے والا (موسیقار) اپنے اس گناہ (گانا بجانا) سے توبہ کر چکا تھا اس کی گفت وشنید ایک عالم سے ہوئی جو حقیقت میں عالم نہیں بلکہ گمراہ قسم کا صوفی تھا لیکن علم کا لبادہ اوڑھے ہوئے تھا اس نے اس موسیقار کو ایسے دلائل سے استدلال باطل کر کے مطمئن کر دیا کہ گانا بجانا جائز ہے تمہارا یہ فعل جو تو نے چھوڑ دیا ہے وہ جائز ہے چنانچہ وہ موسیقار جو ہدایت کے راستہ پر چل رہا تھا، دوبارہ اپنی اس گمراہی و

---

[۱] فتاوی ابن تیمیہ ...... [۲] صحیفۃ عکاظ العدد: ۱۶۱

ہلاکت میں داخل ہوگیا اور گانا بجانا شروع کر دیا اب اس گناہ میں وہ جاہل صوفی جس نے غلط استدلال (۱) کے ذریعے ایک مسلمان کو گمراہی کے راستے پر ڈالا، وہ برابر کا گناہ میں شریک ہوگا۔ اس لیے کہ اس نے برائی کی طرف دعوت دی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمارے معاشرہ کو گانا بجانے کی لعنت سے محفوظ فرمائے۔ ہماری اولادوں کی تربیت گانے کے ماحول میں تباہ ہو رہی ہے ہر عام و خاص، گھر یا سفر و حضر میں بقدر استطاعت گانے کا اہتمام کرتا ہے اس پر مستزاد یہ کہ محلے گلیوں میں، بسوں گاڑیوں میں، بازاروں اور محفلوں میں حیاء بالکل ختم ہو چکا ہے۔ پڑوسیوں کے حقوق پامال کیے جاتے ہیں۔ ماؤں بہنوں کی عصمت کا خیال نہیں رکھا جاتا۔ زبردستی ان کے کانوں میں فحش کلام (گانا) سنایا جاتا ہے۔

موجودہ دور میں کسی کو گانے بجانے سے روکنا بہت بڑا جہاد ہے کتنے شریف الطبع اور صالح انسان ایسے لوگوں کے ہاتھوں مجبور ہو چکے ہیں کہ ان کو اس گناہ میں زبردستی شامل کرنے کی کوشش کی جاتی ہے کسی مسلمان کے لیے یہ لائق نہیں کہ اپنے گھر میں، اپنی سواری میں اور اپنی مجلسوں میں گانے کا اہتمام کرے لیکن جب حیاء ختم ہو جائے تو پھر انسان جو مرضی کرے، مسلمانو! اللہ تعالیٰ سے ہمیں حیاء کرنا چاہئے اپنی ماؤں بہنوں کی عصمت کی حفاظت کرنی چاہئے۔

ایسے فحش فلمی گانے ان کے کانوں میں زبردستی مت ڈالو جوان کی شخصیت پر اثر انداز ہوں یہ سب شیطان کے مکروفریب ہیں ان سے بچو۔ غفلت کی نیند سے اٹھو، ٹیپ ریکارڈ کو قرآن کی تلاوت کے لیے دینی پروگراموں کے لیے استعمال کرو۔ اپنے بچوں کو قرآن سننے اور علمی وعظ سننے کی عادت ڈالو۔ قرآن کی ریکارڈنگ والی کیسٹیں گھر میں رکھو بعض باعمل علماء کے قرآن کے ترجمہ کی کیسٹ گھر میں رکھو مشورہ کے طور پر حافظ یحییٰ میر محمدی کی تلاوت و ترجمہ گھر میں رکھنا چاہئے۔ گانے کی کیسٹیں گھر سے نکال پھینکو اپنا

تعلق رحمان سے جوڑو۔ گانے کے بڑے بڑے آلات گھر سے نکال دو۔ اپنی شادیاں سنت کے مطابق کرو جس شادی میں گانے بجانے سے محفل کو مزین کیا گیا اس سے خیر کی توقع نہیں ہوسکتی اگر اسلام کے مطابق شادیاں کیں اور اسلامی اصول کو سامنے رکھا تو یقیناً اولاد حافظ قرآن اور مجاہد ہوگی اور انسانیت کے لیے مصلح ہوگی۔

تتمہ

گانے بجانے والے، سننے والے اور ان کا تعاون کرنے والے، گانے کے آلات خریدنے اور فروخت کرنے والے، کرایہ پر لانے اور دینے والے موسیقاروں کے متعلق علمائے امت کے اقوال ملاحظہ فرمائیں۔

۱۔ مسلمان بھائی گانے کی وجہ سے تو نے اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کی ہے جبکہ اللہ تعالیٰ نے تجھے اپنی اور اپنے نبی ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا ہے۔

﴿اَطِیۡعُوا اللّٰہَ وَ اَطِیۡعُوا الرَّسُوۡلَ لَعَلَّکُمۡ تُرۡحَمُوۡنَ﴾ [سورہ آل عمران]

''اللہ اُس کے رسول کی اطاعت کروتا کہ تم پر رحم کیا جائے۔''

گانے کی وجہ سے تو اللہ تعالیٰ سے غافل ہو گیا۔ اور دنیا و آخرت کا نقصان خرید لیا اس طرح اسلام نے تجھے فاسق و فاجر، بیوقوف اور منافق کے القاب سے ملقب کیا۔

علماء حق نے تیرے گانے کے اس فعل پر اجرت لینا حرام قرار دیا، اجرت لینے والا دینے والا دونوں برابر ہیں۔

امام ابن قدامہؒ نے گانے کی مزدوری (اجرت) حرام قرار دی ہے۔

امام ابن تیمیہ رحمۃ اللہ علیہ نے ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ کا قول نقل کیا ہے کہ گانے کی اجرت حرام ہے۔

یہ سارے مذکورہ دلائل گانے والے کی تباہی کی نشان دہی کرتے ہیں۔ لیکن پھر بھی

اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت الٰہی سے توبہ کا دروازہ تیرے لیے کھلا رکھا ہے اگر تو گانے والا ہے یا گانے والی یا سننے سنانے والا، سنانے والی ہے یا کسی بھی طریقہ سے اس حرام فعل کی ترویج میں شامل ہے۔ اس وقت سے پہلے توبہ کر لے کہ جب تیری جان حلق میں آ جائے گی اور تو حسرت وندامت سے اپنے ہاتھ کاٹ کھائے گا توبہ کر قبل اس کے تو نیکی خواہش کرے گا اور کہے گا اے کاش میں نیکی کر لیتا۔

﴿ یٰلَیْتَنِیْ قَدَّمْتُ لِحَیَاتِیْ ﴾ [سورۃ الفجر]

اس وقت سے پہلے تمام گناہوں سے توبہ کر جب تو لحد کے اندر صرف سادہ چادروں میں رکھا جائے گا وہ بھی نصیب سے ممکن ہے یا نہیں۔ اس وقت تو خواہش کرے گا اے کاش کوئی میری گانے کی کیسٹ توڑ پھوڑ دے یا میرے گائے ہوئے گانے سننے بند کر دے اگر تو ساری زندگی رب تعالیٰ کی نافرمانی پر ڈٹا رہا تو یاد رکھ مرتے وقت کلمہ لا الہ الا اللہ محمد الرسول اللہ نصیب نہیں ہوگا جبکہ جس کا آخری کلمہ یہ ہوا وہ جنت کا مالک ہوگا جس کلمہ پر زندگی گزاری مرتے وقت وہ انسان اسی شے کی خواہش کرے گا تاریخ میں ایسے چند دلائل موجود ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

ربیع بن سبرہ بن معبد الجہنیؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں نے ملک شام میں لوگوں کو دیکھا کہ ایک آدمی کو سکرات الموت کے وقت کہا گیا کہ لا الہ الا اللہ پڑھ۔ تو وہ زندگی میں شراب کا عادی تھا چنانچہ مرتے وقت بھی کلمہ کی شہادت کی بجائے اس نے کہا مجھے شراب پلاؤ۔ [1]

بصرہ میں مرتے وقت ایک عیاشی میں زندگی گزارنے والے سے کہا گیا کہ کلمہ پڑھو تو آخری لمحات میں اس نے عورت کے متعلق عشقیہ شعر پڑھ دیے۔ [2]

امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ موت کے وقت ایک آدمی کو کلمہ کی تلقین کی گئی تو وہ

---

[1] التذکرہ ..... [2] التذکرہ

اپنی نافرمانی پر زندگی گزارنے کی وجہ سے بولا کہ تیری عقل خراب ہے۔

اس طرح ایک دوسرے آدمی کو کلمے کی تلقین کی گئی وہ دنیا میں اپنی تجارت کی وجہ سے بولا کہ فلاں رنگ کی گائے اچھی ہے اس طرح ایک دوسرا انسان کلمہ پڑھنے کی بجائے کہتا ہے یہ سامان سستا ہے یہ مہنگا ہے۔[1]

تاریخ میں اور بھی بہت سے ایسے انسان گزرے ہیں کہ جنہوں نے جس گناہ پر زندگی گزاری وہ آخر وقت میں بجائے کلمے کے اپنے گناہ یا اپنے کاروبار کا ذکر کرتے کرتے مرگئے۔اپنی آخرت خراب کرگئے میں، اپنے موسیقار بھائیوں سے اور آج کے گریجویٹ طبقے سے جو ہر وقت واک مین کان میں لائے ہوئے زندگی گزار رہے ہیں، ان سے استدعا کرتا ہوں کہ تاریخ کے واقعات تمہارے لیے عبرت ہیں وہ انسان اللہ تعالیٰ کی عبادت کس طرح کرسکتا ہے جو ہر وقت کان سے گانا سنتا ہے یا زبان سے گانا سناتا ہے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ظاہر کرتا ہے وہ اپنی مشکلات میں کس طرح اپنے رب کو پکار سکتا ہے جبکہ بڑے بڑے موسیقاروں کی نقالی کرتا ہے ایسے لوگ جب اللہ تعالیٰ کو بھلا دیتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ بھی ان کی پرواہ نہیں کرتا۔لیکن یاد رکھو! جسے اللہ تعالیٰ نے بھلا دیا اس کی زندگی وآخرت عذاب بن جائے گی۔کیا ابھی وہ وقت نہیں آیا کہ مومنوں کے دل اللہ سے ڈر جائیں اپنے گناہوں سے توبہ کرلیں کیا:

﴿ اَلَمْ یَاْنِ لِلَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ تَخْشَعَ قُلُوْبُهُمْ لِذِكْرِ اللّٰهِ ﴾[سورۃ الحدید]

وہ وقت ابھی نہیں آیا کہ تو صرف اللہ تعالیٰ کی طرف مائل ہو وہ تجھے سینے سے لگائے گا تو اس کی طرف ایک بالشت آ، وہ تیری طرف ایک ہاتھ آئے گا تو اس کی طرف چل کر آ، وہ تیری طرف دوڑ کر آئے گا تو زمین وآسمان کے درمیان جتنے گناہ لے کر آئے گا وہ اس سے زیادہ اپنی رحمت سے تیرے گناہ معاف کردے گا۔

---

[1] الخطب النبویہ

مسلمانو! اپنی اولاد سے یا جن کے تم سرپرست ہو، ان کی زبان سے گانا بجانا سنو تو ان کو سختی سے روکو، اپنے محلے میں اپنے گھر میں کوئی آدمی اس برائی کی جرأت کرتا ہے تو اسے بقدر استطاعت روکو۔ لیکن جب کوئی برائی معاشرہ میں عَلَانِیَۃً شروع ہو جاتی ہے اور روکنے کی طاقت رکھنے والے روکتے نہیں بلکہ خاموش بیٹھتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کے عام عذاب کا وقت ہوتا ہے اللہ کے عذاب سے ڈرو۔

﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّکَ لَشَدِیْدٌ ﴾...... ﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَاَهْلِیْکُمْ نَارًا ﴾

وباللہ التوفیق

نصیحت نمبر: ۱۰

گھر کا محل وقوع

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِنْ بُيُوْتِكُمْ سَكَنًا ﴾ [سورة النحل]

''اللہ تعالیٰ نے تمہارے گھروں کوتمہارے لیے سکون کی جگہ بنایا ہے۔''

بنیادی طور پر کوئی بھی انسان خواہ وہ جھونپڑی میں زندگی کے ایام گزار رہا ہو، یا کسی عارضی خیمے کے نیچے سر چھپاتا ہو، یا کسی عالیشان بنگلے میں۔ الغرض گھر ہر انسان کے لیے ضروری ہے کیونکہ یہ انسان کی زندگی کا لازم جزو ہے، رزق حلال سے بقدر استطاعت گھر بنانا خاوند کی ذمہ داری ہے لیکن حرام کی کمائی کے بنگلے سے، حلال رزق کی جھونپڑی یا دکان بہتر ہے۔ کیونکہ یہ گھر جیسا بھی ہو عارضی ہے اصلی گھر تو قبر ہے اس کی مضبوطی اور روشنی کے لیے اس میں باغ لگانے کے لیے نیک اعمال کرنے چاہئیں۔ اس لیے کہ وہاں ہمیشہ بسیرا ہوگا اس گھر (جنت) سے نکلنے کا کبھی امکان نہ ہوگا۔

اہل جنت کے لیے ایسے گھر ہوں گے جن کی مستقل الاٹمنٹ ہوگی جہاں نہ تو کسی کا خوف ہوگا، اور نہ ہی کوئی برے پڑوسی سے تنگ ہوگا ایسا گھر ہوگا جس کی اینٹیں سونے چاندی کی ہوں گی اس کا ظاہر باطن ایک ہوگا تکیہ لگی ہوئی مجلسیں ہوں گی، خدمت کے لیے خادم ہوں گے وہ ایسا گھر ہوگا جس کی تعمیر رب کریم کے حکم سے ہوئی ہے جس قدر اس کی ذات جمیل ہے وہ اس قدر اپنے بندوں کو حسین وجمیل گھر دے گا اس میں ایسی بیویاں ہوں گی جو لڑائی جھگڑے سے پاک، محبت اور حسن و جمال کا سرچشمہ ہوں گی اپنے خاوند کی خوشنودی ان کی خوراک ہوگی ان کے حسن کی مثالیں کتب احادیث میں

ہیں جن کی پنڈلی کے اندر والا حصہ کپڑے سے باہر نظر آئے گا اگر ان میں سے ایک دنیا میں آ جائے تو ساری دنیا اس کے حسن سے حسین ہو جائے وہ کبھی نافرمانی نہیں کریں گی اس گھر میں انسان کی ہر ضرورت پوری ہو گی جیسا کہ میزبان اعلیٰ رب کریم نے خوشخبری دی ہے:

﴿ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَشْتَهِي أَنْفُسُكُمْ وَ لَكُمْ فِيهَا مَا تَدَّعُوْنَ نُزُلًا مِنْ غَفُوْرٍ رَّحِيْمٍ ﴾[سورۃ حٰمٓ سجدہ]

جو چاہو گے وہاں ملے گا اس گھر میں جب تمہارا میزبان خدا ہو گا اور مہمان تم ہو گے پھر واہ سبحان اللہ۔

جس خوش نصیب کو اس جنت میں گھر مل گیا اسے وہاں سے نکلنے کا ڈر نہیں ہو گا جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ کا مفہوم ہے کہ جو اس جنت میں داخل ہو گیا پھر کبھی اس کو وہاں سے نکالا نہیں جائے گا وہ قادیانیوں کی ربوہ والی جنت کی طرح نہیں، جو محض دجل وفریب ہے اور سادہ لوح مسلمانوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ ہے وہ جنت عرش عظیم کے رب کی ملکیت ہے اس میں گھر کے حصول کے لیے انسان کو اپنی ساری زندگی صرف کرنا پڑے تو یہ بھی کم ہے جہاں سکون وسلامتی اور خوشی ہی خوشی ہے غم نام کی چیز وہاں کی ڈکشنری میں ہی نہیں حتیٰ کہ اس گھر کا مالک رب کریم اعلان فرمائے گا جاؤ اب تم ہمیشہ کے لیے ان گھروں کے مالک ہو تمہیں موت بھی نہیں آئے گی اور میں بھی تم پر راضی ہوں کبھی ناراض نہیں ہوں گا۔

﴿ لَا اَسْخَطُ عَلَيْكُمْ بَعْدَ هٰذَا الْيَوْمِ ﴾

دوسری جانب اگر دنیا کے گھر کی زیب وزینت کے لیے حرام وحلال کی تمیز نہ کی، حقوق اللہ اور حقوق العباد پامال کیے اور دنیا کے گھر کو ہمیشہ کا گھر تصور کر لیا اور ہر جائز و ناجائز طریقہ سے رقم حاصل کر کے اس گھر پر خرچ کر دی تو پھر ایسے گھر کے بدلے میں

آخرت میں ایسا گھر ملے گا جس کا نام ہے:

جَھَنَّم ۔ ھَاوِیَة ۔ نَارٌ ۔ وَیْلٌ ۔ سِجْنٌ ۔ اَلْحَطَمَه ۔ دَرْکُ الْاَسْفَلِ

......العیاذ باللہ

برے اعمال کے بدلہ میں اس گھر کی رجسٹری یا انتقال نامہ جس طریقے سے ملے گا وہ طریقہ رسوا کن ہے۔ اللہ نے فرمایا:

﴿ وَ اَصْحَابُ الشِّمَالِ مَا اَصْحَابُ الشِّمَالِ فِیْ سَمُوْمٍ وَ حَمِیْمٍ. وَ ظِلٍّ مِنْ یَحْمُوْم . لَا بَارِدٍ وَ لَا کَرِیْمٍ ﴾[سورۃ الواقعہ]

اس گھر کے مالکوں کو جب ان کے بائیں بازو کو مروڑ کر رجسٹری تھما دی جائے گی تو اسے دیکھ کر سب لوگ اپنے اور پرائے، دوست اور دشمن، والدین، اولاد، اقرباء پہچان لیں گے کہ یہ بدنصیب تو فلاں بدنام محلے کا رہائشی تھا وہ ایسا علاقہ ہوگا جہاں کے کھانے تھوہر زقوم کے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا: ایک قطرہ زقوم کا اگر دنیا میں انڈیل دیا جائے تو اس کی بدبو سے دنیا کی معیشت تباہ ہو جائے۔ [1]

اس گھر میں ایسے ایسے موذی جانور ہیں جن کے تنفس یعنی پھونک سے دنیا کی ساری فصلیں تباہ ہو جائیں جن کی زہر آگ سے زیادہ گرم ہوگی بعض سانپوں کے اپنے زہر کی زیادتی کی وجہ سے ان کے سر کے بال ختم ہوں گے اس گھر کے پڑوسی « اَخْبَثُ النَّاسِ اَشَرُّ النَّاسِ » ہوں گے یعنی ایک طرف فرعون، دوسری طرف ابولہب، سامنے ابو جہل، پچھلی جانب شداد، نمرود اور قارون ہوں گے وہاں بے ایمانی، سود جھوٹ دھوکہ فریب، سمگلنگ، زنا کی کمائی کے اے۔سی کی بجائے ﴿مَاءُ حَمِیْمٌ﴾ کا شربت، گرمی یا دھوئیں کا سایہ، وہ بھی ٹھنڈا نہیں ہوگا۔ پینے کے لیے پاک شراب ﴿ شَرَابًا طَهُوْرًا﴾ کی بجائے ابلتا ہوا پانی ﴿مَاءُ حَمِیْمٌ﴾ اہل جہنم کی بدبودار پیپ اور گندا خون کھانے

[1] ابن ماجہ ابن حبان

کے لیے روسٹ چکن نہیں بلکہ تھوہر د زقوم خوشبو کی بجائے بد بو دار ہنے کے لیے بالا خانے ، بنگلے، کوٹھیاں اور ریسٹورنٹ نہیں بلکہ تنگ اور اندھیر کوٹھڑیاں جہاں سب نافرمان اور مشرک بسیرا کریں گے۔ مصیبتوں سے گھرا ہوا گھر، وہاں بیماری کے علاج کے لیے کوئی ڈاکٹر نہیں مرض پر مرض ڈانٹ پر ڈانٹ جب تکلیف حد سے بڑھ جائے گی تو اہل محلہ کے لیے اعلان ہوگا اے فلاں ٹاؤن میں رہنے والو اب تمہاری تکلیف کو مٹانے کیلیے صرف موت باقی تھی لیکن اب موت کو بھی موت آ چکی ہے لہٰذا تمہارا یہی انجام ہے، تم نے دنیا میں جنت کے بدلے یہ گھر پسند کیا اب اس میں ہمیشہ رہو نہ تکلیف میں کمی ہوگی نہ عیادت ہوگی بلکہ کہا جائے گا دفعہ ہو جاؤ دفعہ ہو جاؤ بکواس نہ کرو۔ ﴿ اِخۡسَئُوۡا فِیۡهَا وَ لَا تُكَلِّمُوۡنَ ﴾[سورۃ المومنون] تم نے خود یہ مکان اپنے لیے خریدا ہے تم کو اس گھر کے بارے میں میرے نبیوں نے مطلع کیا تھا یہاں کا محل وقوع بھی بتایا تھا پڑوسی لباس کھانا پینا سب کچھ بتایا تھا۔

﴿ سَرَابِیۡلُهُمۡ مِنۡ قَطِرَانٍ وَ تَغۡشٰی وُجُوۡهَهُمُ النَّارُ ﴾[سورہ ابراهیم]

یہاں کے دوست اور اہل محلہ بھی بتائے تھے جس مصلح اعظم نبی مکرم نے اس گھر سے مطلع کیا تھا اس نے اس کی خرید سے بھی روکا تھا تمہارے اچھے گھر جنت کی طرف رہنمائی بھی کی تھی، اچھے برے گھر کا فرق بھی بتایا تھا، تم نے اس رسالت ماب ﷺ کی باتوں پر یقین نہ کیا نافرمانی پر ڈٹے رہے لہٰذا اب:

﴿ فَذُوۡقُوا الۡعَذَابَ بِمَا كُنۡتُمۡ تَكۡفُرُوۡنَ ﴾

﴿ جَزَاءً بِمَا كَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ﴾

﴿ اَلنَّارُ یُعۡرَضُوۡنَ عَلَیۡهَا غُدُوًّا وَ عَشِیًّا مَنۡ اَعۡرَضَ عَنۡ ذِكۡرِیۡ فَاِنَّ لَهٗ مَعِیۡشَةً ضَنۡكًا وَ نَحۡشُرُهٗ یَوۡمَ الۡقِیٰمَةِ اَعۡمٰی ﴾

(یہ تمہارا گھر تمہیں مبارک ہو) اس لیے برے گھر سے بچنے کے لیے اور باعزت

لوگوں کے محلے میں مناسب زندگی گزارنے کے لیے یہ عارضی زندگی اپنے رب کے حکم کے مطابق گزارو اس عارضی دنیا کے گھر کو ایسا بناؤ جس کے بدلے میں اللہ اپنی رحمت کر کے بندے کو بخش دے۔

« اَللّٰھُمَّ اَجۡعَلۡنَا مِنۡ اَھۡلِ الۡجَنَّۃِ وَ لَا تَجۡعَلۡنَا مِنۡ اَھۡلِ النَّارِ »

یا اللہ ہم سب مسلمان کمزور اور گناہ گار ہیں تو اپنی رحمت سے ہم سب کو جنت الفردوس میں داخل فرما کیونکہ وہ اعلیٰ مقام ہے۔ حدیث میں ہے:

« فَاِذَا سَئَلۡتُمُ اللّٰہَ فَاسۡئَلُوۡہُ الۡفِرۡدَوۡسَ »[1]

جب اللہ سے آخرت کا گھر مانگو تو ہمیشہ جنت الفردوس کی طلب کرو کیوں کہ وہ جنت میں اعلیٰ مقام ہے۔ « اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَسۡئَلُکَ الۡجَنَّۃَ الۡفِرۡدَوۡسِ »

دنیا میں عارضی گھر بنانے کے لیے چند مفید مشورے

ا۔ وہ مسجد کے قریب ہونا چاہئے:

کیونکہ مومن کی علامت یہ ہے:

« قَلۡبُہٗ مُعَلَّقٌ بِالۡمَسۡجِدِ »

''مومن کا دل مسجد میں معلق رہتا ہے۔''

ایک نماز کے بعد دوسری کا فکر رہتا ہے۔ میری برادران اسلام سے گذارش ہے کہ آپ مسجد کے قریب رہیں جس سے آپ کو دین و دنیا کا فائدہ ہوگا آپ اذان سنیں گے ذکر اللہ ہوگا حضور ﷺ پر درود پڑھیں گے، مسلمان بھائیوں سے ملاقات ہوگی اور اس طرح دوستی رشتے میں بھی تبدیل ہوسکتی ہے۔ مسجد کے قریب گھر بنانے سے با جماعت نماز ادا کرسکیں گے جب کہ موجودہ دور میں با جماعت نماز کو اہمیت نہیں دی جاتی بلکہ بعض

---

[1] رواہ الترمذی سند صحیح الشیخ البانی الجنۃ والنار

لوگ اذان اور نماز کی آواز کو اپنے کام میں مداخلت محسوس کرتے ہیں پھر آپ کو نیند سے جگانے کے لیے اذان معاون ثابت ہوگی، بچے قرآن سیکھیں گے اس کے برعکس اگر گھر سینما کے قریب ہے تو بچے فلمی گانے یاد کرلیں گے۔

۲۔اپنا گھر فاسق لوگوں سے دور بنائیں:

مکان بناتے یا خریدتے وقت اس اہم نقطہ کو ملحوظ خاطر رکھیں کیونکہ ((اَلْجَارُ قَبْلَ الدَّارِ)) گھر کی آبادی سے پہلے گردونواح کا ماحول پڑوسیوں کی دینی واخلاقی حالت دیکھنا ضروری ہے اگر آپ کسی ایسے محلے میں مکان لیتے ہیں جہاں نافرمان لوگ رہتے ہیں تو یقیناً اگر کپڑے نہ بھی جلیں تو لوہار کی بھٹی سے تپش ضرور پہنچے گی، کے مترادف آپ بھی ان جیسے ہو جائیں جیسا پڑوس اور ماحول ہوگا ویسی ہی اولاد کی تربیت ہوگی نت نئے فساد کا سامنا ہوگا۔ لادین پڑوس کے اختلاط سے آپ کی بیوی بھی متاثر ہوگی فاسق لوگوں کا کلچر بھی آپ کی طرف منتقل ہوگا، پھر آپ ان سے بچنے کی کوشش کے باوجود بچ نہ پائیں گے۔ایسی جگہ پر کسی دنیاوی غرض کی خاطر ہرگز اپنا مکان تعمیر نہ کریں اور نہ ہی خریدیں۔ بلکہ کوشش کریں کہ اسلامی ذہن والے صالحین لوگوں کا پڑوس نصیب ہو ممکن ہے اس دنیا کے اچھے پڑوسی جنت میں بھی آپ کے پڑوسی بن جائیں جس طرح شاعر نے کہا ہے:

اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ وَ لَسْتُ مِنْهُمْ

لَعَلَّ اللّٰہ یَرْزُقُنِی صَلَاحًا

"یعنی میں خود صالح نہیں ہو لیکن نیک لوگوں سے محبت کرتا ہوں شاید اس محبت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان کا ساتھ نصیب فرمادے۔"

حدیث میں ہے کہ گھر سے پہلے پڑوسی کو دیکھو کیونکہ برے پڑوسی سے برا عذاب

کوئی نہیں ۔ جو لوگ برے پڑوسیوں سے تنگ ہیں، ان سے پوچھیں کہ کیا فائدے ہیں برے لوگوں سے دور رہنے کے ۔ اللہ تعالیٰ برے پڑوسیوں کی شر سے بچائے ۔ آمین

کچھ عمارت کے متعلق

گھر تعمیر کرتے وقت چند امور کا خاص خیال رکھیں ۔

① اپنی طاقت کے مطابق گھر میں مہمان خانہ بنائیں کیونکہ مہمان اللہ کی رحمت ہوتا ہے بلکہ عرب میں جس آدمی کی تعریف مقصود ہوتی تو کہتے کہ فلاں آدمی کے چولہے کی آگ ٹھنڈی نہیں ہوتی یعنی اس کے گھر میں مہمان آتے جاتے ہیں ۔ گھر کی کھڑکیوں میں پردہ لگانا چاہئے تا کہ پڑوسیوں کے گھر میں نظر نہ پڑے ۔

② گھر میں باتھ روم قبلہ رخ نہ بنائیں ۔

③ گھر کھلا ہو ۔ کیونکہ کھلا گھر اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے ۔

تین چیزیں انسان کی خوش قسمتی کی علامت ہیں :

[۱] ایسی نیک بیوی کہ اسے دیکھے تو وہ خاوند کو خوش کر دے جب انسان گھر میں موجود نہ ہو تو اس کے مال و آبرو کی حفاظت کرے ۔

[۲] ایسی سواری کا ملنا جو اس کو اس کے رشتہ داروں سے ملنے میں معاون ثابت ہو ۔

[۳] کھلا گھر جس میں زیادہ مہمان سما سکیں یہ انسان کی خوش بختی ہے ۔

وہ اشیاء جو انسان کی بدبختی کی علامت ہیں :

① ایسی عورت مل جائے کہ جب انسان اس کی طرف دیکھے تو ناراضگی کے علاوہ کچھ حاصل نہ ہو، بدزبان ہو خاوند غائب ہو تو نہ مال محفوظ اور نہ عزت ۔

② ایسی سواری جو تھکاوٹ و پریشانی کا سبب ہو اور کسی کے کام بھی نہ آ سکے ۔

③ تنگ گھر جس میں چند لوگ گزارہ کر سکیں جس سے ہر وقت انسان کے دل میں تنگی

محسوس ہو یہ انسان کی بدبختی ہے گھر میں روشندان اس نیت سے رکھیں کہ اذان کی آواز آئے گی۔ [۱]

گھر کھلا اس نیت سے بنائیں کہ مہمان بیٹھیں گے یقیناً اجر ملے گا، گھر کے لیے موسم کا خیال بھی رکھیں مثلاً ہوا سورج کی روشنی وغیرہ اس جدید دور میں ہر انسان تقریباً اس سے زیادہ سہولیات فراہم کرتا ہے جھونپڑی آپ کے لیے آخرت میں جنت کا گھر حاصل کرنے میں مددگار ہوگی۔ اسلامی گھر جنت کی طرف ایک قدم ہے اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام سے محبت کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

وباللہ التوفیق

---

[۱] رواہ الحاکم، ج:۳، ص۳۶۲

نصیحت نمبر:11

گھر میں صالحین کیلئے ضیافت کا اہتمام کرنا

عربوں کی ضرب المثل ہے:

" اَلْمُوَدَّةُ بَيْنَ الْاَشْرَارِ سَرِيْعٌ اِنْقِطَاعُهَا بَطِيْءٌ اِتِّصَالُهَا "

کہ برے لوگوں کی محبت و دوستی بڑی مشکل سے حاصل ہوتی ہے اور بڑی جلدی ختم ہوتی ہے لیکن نیک لوگوں کی محبت جنت میں پہنچا کر بھی ختم نہیں ہوتی۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

((اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ)) [1]

''آدمی جس سے محبت کرے گا آخرت میں اس کے ساتھ ہوگا۔''

دوستی کسی عالم دین، صالح انسان سے ہو یا کسی موسیقار، فلمی ایکٹر یا بے دین، بے نماز سے ہو جیسا ساتھ ہوگا ویسا انجام ہوگا صحبت کا اثر جادو سے زیادہ ہوتا ہے۔ بڑے بڑے عابدین کو برے لوگوں کی صحبت نے شیطان کے پھندوں میں پھنسا دیا کتنے گناہگاروں کو اہل علم کی صحبت نے دنیا و آخرت کی نعمتوں سے سرخرو کر دیا۔ جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ذکر کرنے والا اور صالحین لوگوں کی مجلس میں بیٹھنے والا کبھی بد بخت نہ ہوگا۔ [2]

پھر ایک دوسری حدیث کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ صالح انسان کی صحبت ایسے ہے

---

[1] اخرجہ احمد والبخاری ومسلم ...... [2] رواہ الطبرانی

جیسے کسی کستوری والی دکان پر بیٹھنا ہے اگر آپ کستوری والے سے خوشبو نہیں خریدیں گے تو آپ کو خوشبو پھر بھی ضرور مل جائے گی جبکہ برے انسان کی صحبت لوہار کے پاس بیٹھنے والے کی ہے یا تو آگ اس کے کپڑے جلا دے دی گی اگر کپڑے نہیں جلیں گے تو تپش ضرور لگے گی۔ [۱]

حفاظ قرآن، نیک صالح، اہل علم کی بڑی اہمیت ہے اپنے گھر میں وقتاً فوقتاً صاحب علم صالحین کو دعوت دینا باعث نجات ہوگا تمام گھر والے ان کی گفتگو سے استفادہ حاصل کریں خصوصاً اولاد پر اچھا اثر ہوگا پھر نیک لوگوں کی دعوت سے آپ کا کھانا فاسق وفاجر لوگوں کے کھانے سے محفوظ رہے گا جیسا کہ حدیث میں ہے:

((لَا یَکُلُ طَعَامَكَ اِلَّا نَقِیٌّ)) [۲]

''آپ کا رزق متقی پرہیزگار کو کھانا چاہیے۔''

تو پھر وہ رزق برکت سے خالی نہیں ہوگا بلکہ صدقہ تصور کیا جائے گا اور مصیبتوں کے نزول سے محفوظ رہے گا۔ صالح عالم دین آپ کا کھانا کھا کر دعا دے گا۔ اپنی اولاد کے تعلقات دینی اور اسلامی سوچ رکھنے والی تنظیموں سے مضبوط کرو، صالحین کی دوستی کو اہمیت دو، ایسے صاحب العقیدہ علماء سے خود تعلقات قائم کرو، جو آپ کو صحیح اسلامی زندگی بسر کرنے میں رہنمائی فرمائیں۔ غیر اسلامی سوسائٹی سے دور رہو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے دعا کی تھی۔

﴿ رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَ لِوَالِدَیَّ وَ لِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَ لِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ﴾ [سورۂ نوح]

آپ کے گھر میں صرف صالحین مومنین کو داخل ہونا چاہیے اہل ایمان لوگوں کا کسی

---

[۱] بخاری و مسلم ...... [۲] ابو داؤد والترمذی

گھر میں آنا باعث فخر ہے اس گھر میں اللہ کی رحمت ہوگی۔

علماء کے درس کا گھر میں یا محلہ میں اہتمام کریں تاکہ دینی معاملات سے واقفیت حاصل ہو عورتیں بھی پردہ کی صورت میں یہ درس سن سکیں۔ جب آپ نیک اور صالح لوگوں کی دعوت کرتے ہیں تو گویا آپ شیطان کو اپنے گھر سے بھگا دیتے ہیں پھر جس گھر سے شیطان نکل گیا وہاں امن وسکون (اور) خدا کی رحمت ہوگی۔

« اَللّٰھُمَّ ارْزُقْنَا مُحَبَّۃَ الصَّالِحِیْنَ »

نصیحت نمبر:۱۲

بے دین لوگوں کو گھر میں داخل ہونے سے منع کرنا

معاشرہ میں زندہ رہنے کے لیے انسان کے باہمی تعلقات ناگزیر ہیں لیکن ایسے لوگوں سے تعلقات پیدا کریں جو دین کے کاموں میں آپ کا ساتھ دیں اور وہ اسلامی زندگی سے وابستہ ہوں۔

(۱) انسان کو اپنا زیادہ وقت اپنے گھر میں اپنی اولاد کی تربیت میں گزارنا چاہئے اور انسان پر لازم ہے کہ وہ بیوی کی اصلاح کی کوشش کرتا رہے بعض لوگوں کی یہ عادت ہوتی ہے کہ وہ گھر میں وقت گزارنے کی بجائے باہر فضول وقت گزارتے ہیں اس طرح ان کی اولاد باپ کی شفقت اور تربیت سے محروم رہتی ہے ضرورت یا کسب معاش کے سلسلہ میں جب انسان گھر سے باہر نکلتا ہے تو جب وہ مقصد حاصل ہو جائے فوراً اپنے گھر واپس لوٹے ویسے انسان کا اپنے بیوی بچوں سے زیادہ دیر دور رہنا ناپسندیدہ عمل ہے، پھر اگر باہر جانا ناگزیر ہو تو گھر والوں کی حتی الامکان حفاظت کے اقدامات کر کے جائے۔ اس سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ آپ گھر والوں (بیوی) کو یہ نصیحت کر کے جائیں کہ ایسے لوگ جن کے طور طریق اچھے نہ ہوں یا وہ بے دین اور بے حیاء اور بے مروت عورتیں ہوں ایسے لوگوں کا گھر میں آنا جانا دین و دنیا کے لیے نقصان دہ ہے، غیر محرموں کے ساتھ میل جول سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے۔

لادین عورتیں میاں بیوی کے درمیان فساد کا باعث بنتی ہیں ایسی عورتوں کو قطعاً گھر میں داخل نہ ہونے دیں، اس انسان پر اللہ کی لعنت ہے جو کسی گھر میں داخل ہو کر فساد

ڈالتا ہے گھروں میں ہر قسم کے آدمیوں کا داخلہ جادو ٹونہ شرک و بدعت بداخلاقی چوری ڈاکہ اور زنا کا سبب بنتا ہے ایسے لوگوں کو خواہ مرد ہوں یا عورت داخل نہ ہونے دیں اگرچہ وہ پڑوسی ہی کیوں نہ ہوں بعض بے دین پڑوسی محبت ظاہر کرتے ہیں لیکن حقیقت میں دشمن ہیں۔

بعض لوگوں کو اس بات کی پروا نہیں ہوتی کہ کون ہمارے گھر میں آتے جاتے ہیں ان کی دینی حالت کیسی ہے۔

بیوی کی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ خاوند کی غیر موجودگی میں ایسی بے دین عورتوں اور مردوں کو گھر میں داخلہ سے روکے جیسا کہ آپ ﷺ کا مشہور خطبہ حجۃ الوداع ہے جس میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''سب سے زیادہ حرمت والا دن کونسا ہے تو صحابہ نے عرض کیا حج اکبر کا دن'' اس خطبہ میں آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری بیویوں پر تمہارا حق ہے:

((فَلَا یُوطِئَنَّ فُرُوشَکُمُ مَنْ تَکْرَھُوْنَ)) [1]

''فرمایا کہ تمہاری بیویوں کو چاہئے کہ تمہارے بستروں پر ایسے لوگوں کو نہ آنے دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔''

«وَ لَا یَأذن فی بیوتکم لمن تکرھون»

''اور ایسے لوگوں کو تمہارے گھر میں اجازت نہ دیں جن کو تم ناپسند کرتے ہو۔''

اس حدیث نبوی کی رو سے تمام مسلمان، ماؤں، بہنوں سے استدعا ہے کہ تمہارے سربراہان خاوند یا باپ اگر تمہیں کسی شخص کے متعلق کسی مصلحت کے تحت یہ حکم دیتے ہوں کہ فلاں شخص یا فلاں عورت کو گھر میں نہ آنے دینا تو اس حکم کو خوشی سے تسلیم کریں اس کو بوجھ نہ سمجھیں کیونکہ اس میں تمہارے گھر کی بہتری کا راز ہے اپنے خاوند اور والدین

[1] رواہ الترمذی ......

کی اطاعت کریں برے لوگوں سے گھروں کو بچائیں، یقیناً اللہ تعالیٰ آپ کو بری سوسائٹی سے بچائے گا اور تمہارے گھر کو اپنی رحمت اور خیر و برکت سے بھر دے گا۔

برے کی مثال لوہار کی بھٹی کی طرح ہے، اس کی صحبت میں جلنے سے بچ بھی گئے تو سر پر راکھ ضرور پڑے گی۔ اچھے دوست کی مثال کستوری کی دکان کی طرح ہے اگر تم خوشبو خرید نہ سکے تو خوشگوار بو ضرور سونگھ لو گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو نیک لوگوں سے محبت کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین

و ما توفیقی الا باللہ

نصیحت نمبر: ۱۳

گھر والوں کی صحت کی حفاظت کرنا

قرآن میں حضرت ابراہیم علیہ السلام سے منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا:

﴿ وَ اِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ﴾[سورۃ الشعراء]

جب میں بیمار ہوتا ہوں تو اللہ مجھے شفا دیتا ہے مرد کو اللہ تعالیٰ نے گھر کا حاکم بنایا ہے، ایک حاکم جہاں اپنی رعایا پر حکم کرتا ہے اور ان کے لیے قانون وضع کرتا ہے، وہاں اسے ان کی ضروریات کے لیے بھی اقدامات کرنا ہوتے ہیں۔ گھر کا مالک اپنی بیوی بچوں کی صحت کی حفاظت نہیں کرے گا تو جواب دہ ہوگا۔ گھوارے سے لے کر قبر تک کے احکامات شریعت اسلامیہ میں موجود ہیں۔ زندگی کا کوئی شعبہ اور معاشرہ کا کوئی فرد ایسا نہیں جو اپنے لیے اسلام میں رہنمائی نہ پا سکے۔

اسلام نے جہاں ہمارے ایمان کی حفاظت کے لیے احکامات صادر فرمائے ہیں، وہاں ہماری جسمانی بیماریوں کے اسباب و علاج بھی بتائے ہیں اسلام کی روشنی میں بیماری کا علاج کرنا اور کروانا مستحب ہے البتہ جادو ٹونے کے ذریعے علاج کروانا حرام ہے۔ اسلام نے توہم پرستی کی نفی کی ہے۔ تقریباً تمام بیماریوں کے علاج سنت سے ثابت ہیں۔ لیکن جب انسان سنت سے روگردانی کرے گا پھر شیطان اس کا ساتھی بن جائے گا۔ اور اس کو علاج کے لیے شرکیہ ترکیبیں بتلائے گا مثلاً پیدائش کے وقت جب بچہ روتا ہے تو شریعت سے عاری لوگ توہمات کا شکار ہو کر مختلف شرکیہ افعال کرتے ہیں۔

حالانکہ رونے کا سبب قرآن وحدیث میں موجود ہے

حدیث نبوی ہے کہ جب کوئی بچہ پیدا ہوتا ہے تو شیطان اسے چوک مارتا ہے صرف عیسیٰ علیہ السلام کو پیدائش کے وقت شیطان، تکلیف نہیں دے سکا کیونکہ ان کی والدہ حضرت مریم کی ماں نے دعا کی تھی:

﴿ اِنِّیٓ اُعِیۡذُہَا بِکَ وَ ذُرِّیَّتَہَا مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ ﴾[سورہ آل عمران]

یہ دعا اللہ تعالیٰ نے قبول کر لی تھی باقی ہر بچے کو شیطان چوک مارتا ہے۔ [1]

کیونکہ بچے کی پیدائش پر خواہ وہ مذکر ہو یا مؤنث شیطان کو بہت غصہ آتا ہے اس لیے کہ شیطان انسان کا دشمن ہے وہ یہ نہیں چاہتا کہ آدم کی اولاد کی کثرت جنت میں جائے کیونکہ وہ بچہ پیدائشی طور پر مسلمان ہے اور اسلام کی فطرت پر پیدا ہوا ہے جیسا کہ حدیث نبوی ہے:

((کُلُّ مَوۡلُوۡدٍ یُوۡلَدُ عَلَی الۡفِطۡرَۃِ فَاَبَوَاہُ یُھَوِّدَانِہٖ اَوۡ یُنَصِّرَانِہٖ اَوۡ یُمَجِّسَانِہٖ)) [2]

ہر بچہ فطرت اسلام پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اسے یہودی یا عیسائی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔ اس حدیث شریف سے ماں باپ کی تربیت کے اثر کا اشارہ ملتا ہے بچہ سب سے زیادہ ماں باپ کا اثر قبول کرتا ہے اس لیے میاں بیوی کو چاہئے کہ اپنے بچے کی تربیت ایمان و اسلام کی روشنی میں کریں اور اس کے ساتھ ساتھ اس کی صحت کی حفاظت کا انتظام بھی کریں، اس لیے بچہ کی پیدائش پر شیطانی اعمال شرکیہ افعال سے بچنا ضروری ہے اور اللہ کی رضا حاصل کرنے کے لیے بچے کا اچھا نام رکھیں مثلاً: عبداللہ یا عبدالرحمٰن وغیرہ، کان میں اذان دلوائیں، عقیقہ کریں، پھر بچے کی عمر کے مطابق اسے قرآن و حدیث کی تعلیم دلائیں اس کے سامنے غیر اخلاقی حرکات سے پرہیز کریں، قرآن کریم حفظ کروائیں، بچوں کی صحت کے لیے اسلامی اصول اپنائیں مثلاً حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے کہ شام کے وقت بچوں کو گھر سے باہر نہ جانے دیں کیونکہ

---

[1] مشکوٰۃ ...... [2] بخاری ومسلم ...... [3] بخاری ومسلم

اس وقت شیطان زمین پر پھیلے ہوتے ہیں۔ [۱]

بچے کو اگر بخار یا کوئی دوسری بیماری ہوگئی ہو تو اسے خود دم کریں یا کسی عالم دین سے دم کروائیں، دم کرنا سنت نبوی ہے جبرائیل علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کو معوذتین پڑھ کر دم کیا تھا آپ سورۃ فاتحہ پڑھ کر دم کریں بچوں کو آخری چاروں قُلْ پڑھنے کی عادت ڈالیں اگر جن بھوت کا وہم آئے تو آیت الکرسی گھر میں پڑھ کر سوئیں کوئی جن شیطان بھوت بچوں کے قریب نہیں آئے گا۔ [۱]

بچوں کو کھانے کے آداب میں کھانے سے پہلے بسم اللہ، آخر میں الحمدللہ، دائیں ہاتھ سے کھانا، اپنے آگے سے کھانا پینا، تین سانس میں پانی پینا وغیرہ کی عادات ڈالیں بچوں کی صحت کے لیے شہد استعمال کرائیں۔ مختلف بیماریوں کے تدارک کے لیے کتب احادیث سے ماخوذ آسان زبان والی طب کی کتابیں آسان زبان والی طب کی کتاب ''طب نبوی'' میں مثلاً: ''الطب من الکتاب والسنة حافظ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ'' گھر میں رکھیں۔

بچوں کو قضائے حاجت کے آداب بتائیں کہ وہ پیشاب کے لیے نرم جگہ تلاش کریں اور قبلہ رخ نہ ہوں، باتھ روم جاتے وقت دعا پڑھیں، ایسی جگہ پیشاب نہ کریں، جہاں شیطان کے ڈیرے ہوں، راستہ میں درخت کے سایہ میں پیشاب نہ کرنا، یہ سب آداب بتائیں۔ استنجا اور وضو کا طریقہ بتائیں، مسواک کی ترغیب دلائیں دانت یا کان درد کرے یا چھینک آئے تو یہ دعا بتلائیں۔ ((اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ عَلٰى كُلِّ حَالٍ مَا كَانَ)) یہ دعا پڑھنے سے کبھی دانت یا کان درد نہیں ہوگا۔ ان شاء اللہ

بچے کو سونے کے آداب بتائیں، عبادت کے طریقے بتائیں، صحت کے لیے سب سے زیادہ مفید عمل نماز کی پابندی ہے، بچپن میں بچوں کو روزہ کی عادت ڈالیں بچوں کو

---

[۱] التداوی بالقرآن

پاک چیزیں کھانے کی تلقین کریں ناجائز اور حرام چیزیں کھانے سے بچائیں جس طرح آپ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے منہ سے کھجور نکال دی تھی کیونکہ وہ صدقہ کی کھجور تھی۔ آپ نے فرمایا: «کِخْ کِخْ» یعنی اسے پھینک دو صدقہ لوگوں کے اعمال کی میل ہے لہٰذا ہمارے لیے کھانا جائز نہیں [1]

سگریٹ نوشی اور نشہ آور چیزوں سے بچوں کو دور رکھیں یہ اشیاء انسان کی زندگی تباہ کردیتی ہیں علماء امت نے تمباکو نوشی کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ یہ کئی قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریوں کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے خبیث چیزوں سے منع کیا ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ صفت بیان کی گئی ہے:

﴿ وَ يُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبٰٓئِثَ ﴾[سورۃ الاعراف]

نبی صلی اللہ علیہ وسلم خبیث چیزوں کو حرام کرنے کے لیے آئے ہیں قرآن وحدیث سے اور افعال السلف سے حقہ اور سگریٹ کی حرمت پر استنباط کیا گیا ہے ایک رسالہ "کَلِمَاتٌ حِسَانٌ اِلٰی شَارِبِ الدُّخَان" میں ہے کہ ابوعبدالرحمٰن ابراہیم بن سعد نے تمباکو نوشی کے نقصانات وحرمت پر مفصل دلائل پیش کیے ہیں اور بڑے بڑے ماہرین طب کی رائے بھی پیش کی ہے۔ [2]

محمد بن جمیل زینو حفظہ اللہ بیان کرتے ہیں کہ ایک ڈاکٹر نے ایسے مردہ آدمی پر تحقیق کی جو تمباکو نوشی کے سبب مر گیا تھا اس نے خلاصہ میں بتایا کہ تمباکو نوشی کے اندر ایک زہر ہوتی ہے جس کو نکوٹین کہتے ہیں یہی زہر انسان کی موت کا سبب بنتی ہے۔ مزید تحقیق کے لیے یہ زہر ایک زندہ خرگوش کو دی گئی وہ بے ہوش ہو گیا آخر وہ خرگوش مر گیا اور اس کا سبب نکوٹین تھی۔

---

[1] من روائع القصص النبوی احمد القلاش ...... [2] کلمات حسان الی شارب الدخان

حکیم الامت نبی آخر الزماں ﷺ نے جو اشیاء ہماری صحت کے لیے نقصان دہ تھیں ان کو حرام قرار دیا یہ امت پر اس عظیم ہستی کا یہ عظیم احسان ہے اس احسان کی فراموشی گناہ کہلاتی ہے اور گناہ کی تعریف ،اصول کی کتابوں میں یہ ہے کہ جو دل میں شک پیدا کر دے۔سگریٹ پینے والوں سے سوال ہے کہ کیا آپ کو سگریٹ کی حلت وحرمت، نفع ونقصان میں کوئی شک ہے؟

«اِسۡتَفۡتِ قَلۡبَكَ»

''ذرا اپنے دل سے سوال کر۔'' پھر

((دَعۡ مَا يُرِيۡبُكَ اِلٰى مَالَا يُرِيۡبُكَ)) [1]

''جو چیز دلوں میں شک پیدا کرے اسے چھوڑ دو۔''

طلبا، والدین اور اساتذہ سے چھپ کر باتھ روم میں سگریٹ کیوں پیتے ہیں؟ ایک مدرس نے سگریٹ نوش کے لیے اچھی ضرب کاری کی ہے اس نے طالب علموں سے کہا کہ کوئی آدمی ایسا ہے کہ اپنا کھانا پینا لے کر باتھ روم میں جائے اور وہاں اسے کھائے طلباء نے استاذ کی اس بات پر تعجب کیا تو استاد نے بتایا سگریٹ نوشی کرنے والا گویا یہ کام کرتا ہے۔ [2]

اس طرح ''التَّداوی بالقرآن'' میں ہے کہ سگریٹ نوشی، مثانے اور معدے کے سرطان کا سبب ہے دماغ میں فتور، بواسیر، عضلات کی کمزوری وغیرہ کا سبب تمباکو نوشی ہے۔ [3]

وہ عورت جو تمباکو نوشی کرتی ہے اگر حاملہ ہو تو پیدائش کے وقت اس کا بچہ عام

---

[1] ترمذی ...... [2] کلمات حسان لمی شارب الدخان ...... [3] التداوی بالقرآن ،ص: ۵۸ ......

[1] التداوی بالقرآن

نومولود بچوں سے ۷۰ اگرام وزن میں کم ہوگا اور کمزور ہوگا۔ [۱]

قرآن میں ہے: ﴿ وَلَا تَقْتُلُوْا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ﴾

''اپنے آپ کو ہلاک مت کرو اللہ تم پر رحم کرنے والا ہے۔''

والدین خود بھی اور اپنی اولاد کو بھی تمباکو نوشی سے بچائیں کیونکہ یہ امراض خبیثہ کا سبب ہے جب بچے بچیاں بالغ ہونے کے قریب ہوں تو ان کو زنا لواطت کے اسباب سے دور رکھیں ان کے سبب انسان کی صحت خراب ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَ لَا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَ سَاءَ سَبِيْلًا ﴾[سورة بنی اسرائیل]

''زنا کے قریب نہ جاؤ یہ واضح بے حیائی ہے۔''

زنا ایسی مرض ہے جس سے ایمان اور جسم، دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں لہٰذا اپنی اولاد کو ایسی لعنت سے بچائیں خصوصاً جب وہ بلوغت کی عمر میں ہوں تو ان کی حرکات کا خیال کریں ان کی سوسائٹی کو مدنظر رکھیں ان کے لٹریچر کا خیال کریں۔

جہیز جیسی رسم کے سبب بالغ بچیوں کو زیادہ دیر تک گھر نہ بٹھائے رکھیں۔ تاخیر نکاح (زواج) شادی جسمانی امراض کا بھی سبب ہے اور سب سے زیادہ خطرناک مرض زناء و لواطت ہے شرک باللہ کے بعد کبیرہ گناہ زنا ہے جدید طب نے زنا کے نقصانات کی طرف بھی اشارہ کیا ہے ڈاکٹر عبدالمجید دیاب احمد قرقوز نے زنا سے پیدا ہونے والے امراض کے متعلق لکھا ہے کہ مرض سیلان، زہری جیسی بیماریاں زنا سے پیدا ہوتی ہیں۔ خلاصہ یہ ہے کہ زنا سے ایسے جراثیم بھی پیدا ہوتے ہیں جو نسل در نسل منتقل ہوتے ہیں تین ہفتہ یعنی ۲۱ دن تک یہ جراثیم بغیر کسی نقصان کے انسان کے جسم میں رہتے ہیں پھر ان کا اثر بیماریوں کی صورت میں ظاہر ہونا شروع ہو جاتا ہے وہ امراض جلد، زبان، جگر، تلی، پھیپھڑے، دماغ، شریانوں میں ظاہر ہوتی ہیں تمام مذکورہ اعضا زنا کے سبب

---

[۱] التداوی بالقرآن

بیمار ہوتے ہیں۔ [1]

''سَفُلَسِ وِلَادِی'' یہ عورتوں کی بیماری ہے جس کا سبب زنا ہے یہ مرض حاملہ عورتوں میں ظاہر ہوتی ہے جس کے نتیجے میں چوتھے مہینے کے بعد بچہ مر جاتا ہے۔ جس کی موت کا سبب والدین کا سابقہ زنا ہے۔

ڈاکٹر محبوب احمد نجیب بیان کرتے ہیں کہ زنا کے سبب پیشاب کی امراض پیدا ہوتی ہیں۔ [1]

عورت کے رحم میں زنا کے جراثیم باقی رہتے ہیں جو عورت کو بانجھ کرنے کا سبب بنتے ہیں۔ زنا سے پیدا ہونے والے جراثیم عورت میں دس سال تک موجود رہتے ہیں جو بیماریوں کا سبب بنتے ہیں۔ [2]

اس طرح لواطت کا حیوانی فعل ایسی امراض کا سبب ہوتا ہے جو عبرتناک ہیں دنیا میں موت کا سبب، پتھروں کی بارش کے عذاب کا سبب، زمین میں دھنسائے جانے کے عذاب کا سبب، لواطت ہے اسی طرح مہلک اور نا قابل علاج بیماری ایڈز کا سبب بھی لواطت کا فعل ہے۔

ڈاکٹر مائیکل جوتلیب لکھتا ہے کہ ایڈز کے لیے شفا کا لفظ علاج کی ڈکشنری میں نہیں ہے۔ یہ بیماری لواطت کے سبب پیدا ہوتی ہے زنا سے بھی اس کا تعلق ہے زنا سے امراض کا پیدا ہونا اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے جبکہ حلال یعنی جائز طریقہ (اپنی بیوی سے) یہ فعل جماع کہلاتا ہے جو نیکی اور صحت کی علامت ہے۔

اشارۃً چند تحقیقات ان برائیوں کے نقصانات کی وجہ سے پیش کی گئی ہیں مقصد یہ ہے کہ اولاد کی صحت کا خیال رکھنا ماں باپ کی ذمہ داری ہے یہ ذمہ داری صرف شریعت اسلامیہ پر عمل کرنے سے ادا ہو سکتی ہے حرام سے اولاد کو بچاؤ کبھی بیماری نہیں آئے گی

---

[1] التداوی بالقرآن ص:۵۸ ...... [2] التداوی بالقرآن

ان شاء اللہ پھر اگر کوئی معمولی بیماری آ جائے تو اس پر صبر کیا جائے سنت کے مطابق علاج کرانا شفا کا ذریعہ ہے اور باعث ثواب ہے۔

اکثر بیماریوں میں شہد استعمال کروائیں، آنکھ کی تمام بیماریوں کے لیے شہد مفید ہے بچوں کو پیارے رسول کی پیاری دعائیں لازمی یاد کرائیں، متوازن خوراک کھلائیں اور اپنی اولاد کی مشکلات و تکالیف اور بیماری کے حال کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں اللہ تعالیٰ والدین کی دعا اولاد کے حق میں ضرور قبول فرماتے ہیں۔

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ مادر زات نابینا تھے ان کی والدہ نے ان کے لیے اللہ سے دعا کی تو بشارت دی گئی کہ اللہ تعالیٰ نے تیری دعا قبول کر لی اور تیرے بیٹے کو آنکھیں عطا کر دی ہیں تو والدہ نے فوری نذر مان لی کہ اللہ تیرے دین کے لیے میرا بیٹا وقف ہے جب ماں دعا کرے تو اللہ آنکھیں عطا کر سکتا ہے۔تو وہ اللہ آپ کی دعا سے (بغیر ڈاکٹر اور بغیر، تعویذ کے) آپکی اولاد کو شفا بھی بخش سکتا ہے۔بشرطیکہ آپ کا تعلق اللہ کی ذات سے خالص ہو۔

اس پرفتن دور میں سادہ لوح مسلمانوں کو جاہل لوگ اور لادین عورتیں ایسے مشورہ دیتی ہیں کہ جاؤ فلاں دربار پر جا کر جھاڑو پھیرو شفا مل جائے گی، فلاں جگہ سے پانی پیو، فلاں قبر پر تیل ڈالو تو شفا مل جائے گی ایسے خرافات شیطانی اعمال ہیں ان سے بچیں صرف اللہ کے حکم اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے مشورہ کو مقدم رکھیں ہاں اگر کسی شیطانی عمل سے شفاء حاصل ہو بھی گئی تو وہ آپ کے عقیدہ کا امتحان ہوگی وہی اللہ اولاد اور شفا دینے والا ہے نہ دے تو نبیوں کو اولاد نہ دے، اگر دینے پر آئے تو بوڑھے ذکریا کو بڑھاپے میں یحییٰ عطا کر دے، ابراہیم علیہ السلام کو ۸۰ سال کی عمر میں اسماعیل عطا کرتا ہے، مریم کو بن مانگے اور بغیر باپ کے بیٹا عطا کرتا ہے۔وہ ہر چیز پر قادر ہے اولاد کے حصول کے لیے اور ان کی

شفا کے لیے اپنا ایمان مت فروخت کرو صرف اللہ کے در سے مانگو۔

﴿ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَهَبُ لِمَنۡ یَّشَآءُ الذُّکُوۡرَ اَوۡ یُزَوِّجُهُمۡ ذُکۡرَانًا وَّ اِنَاثًا وَ یَجۡعَلُ مَنۡ یَّشَآءُ عَقِیۡمًا ﴾[سورۃ الشوریٰ]

''وہ چاہے بیٹے دے، بیٹیاں دے، ملا کردے، کچھ بھی نہ دے وہ قادر ہے۔''

اگر قبروں پر چڑھاوا چڑھانے سے اولاد ملتی تو دنیا میں کوئی بے اولاد نہ مرتا جو اللہ اولاد دیتا ہے وہ لینے پر بھی قادر ہے اگر اولاد مرنے لگ جائے تو تعویذوں سے نہیں بچ سکتی اس مقصد کے لیے تعویذ لینا شیطانی فعل ہے کیونکہ موت وحیات کا مالک صرف اللہ ہے:

﴿ اَلَّذِیۡ خَلَقَ الۡمَوۡتَ وَ الۡحَیٰوۃَ ﴾[سورۃ الملک]

وہی اللہ عزت وذلت، موت وزندگی کا مالک۔ نفع ونقصان کا مالک ہے اسے اپنا حاجت روا مشکل کشا سمجھنا چاہئے اور وہ رحیم وکریم تجھے کبھی خالی ہاتھ نہیں واپس کرے گا جب آپ اسلامی احکام کی پابندی کریں گے تو یقیناً گھر میں اللہ کی رحمت کا نزول ہوگا پھر گھر میں شیطان داخل نہیں ہوگا آپ کی اولاد کی تربیت اسلام کے مطابق ہوگی اللہ تعالیٰ صحت بھی عطا کرے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی صراط مستقیم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

و باللہ التوفیق

نصیحت نمبر:۱۴

گھر والوں کی ایمانی تربیت

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَ اَھْلِیْکُمْ نَارًا ...... ﴾

عبادت کی دو قسمیں ہیں۔ فرض اور نفل دونوں اقسام اللہ کے قرب کا ذریعہ ہیں۔ گھر میں انسان کو صرف فرائض پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے بلکہ چاہیے کہ وہ خود بھی نوافل پڑھے اور بیوی بچوں کو بھی نوافل کی ترغیب دے۔ حدیث نبوی ہے :

« کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یُصَلِّیْ مِنَ اللَّیْلِ فَاِذَا اَوْتَرَ قَالَ قُوْمِیْ فَاَوْتِرِیْ یَا عَائِشَۃُ » [1]

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ رات کو تہجد پڑھتے جب وتر کا وقت ہوتا تو فرماتے، اے عائشہ اٹھو وتر پڑھو۔''

قرآن کریم میں ہے:

﴿ کَانُوْا قَلِیْلًا مِنَ اللَّیْلِ مَا یَھْجَعُوْنَ وَ بِالْاَسْحَارِ ھُمْ یَسْتَغْفِرُوْنَ ﴾

[سورۃ الذاریات]

''وہ لوگ رات کو تھوڑا سوتے تھے زیادہ عبادت کرتے تھے سحری کے وقت اپنے رب سے معافی مانگنے والے بندے تھے۔

تفسیر ابن کثیر میں آیت مذکورہ کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ صحابہ کرام رات کو کچھ نہ کچھ قیام ضرور کرتے تھے۔ حضرت قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ بہت ہی کم کوئی رات ہوگی کہ وہ رات کو قیام نہ کرتے ہوں۔ حضرت مجاھد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں

---

[1] رواہ مسلم مع بشرح النووی

کہ ساری رات سونا شاید ہی کوئی رات ہو۔ [۱]

ابن جریر رحمۃ اللہ علیہ نے امام حسن بصریؒ سے بیان کیا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھوڑا وقت سوتے پھر قیام کرتے یہاں تک کہ سحری ہو جاتی۔ [۲]

امام حسن بصریؒ سے منقول ہے کہ احنف بن قیسؒ فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے اعمال اہل جنت سے ملائے تو ان کے درمیان اور ہمارے درمیان بڑا فرق تھا وہ راتوں کو تھوڑا سوتے زیادہ قیام کرتے تھے پھر میں نے اپنے اعمال اہل جہنم سے ٹیلی کیے تو معلوم ہوا کہ ہم ان میں داخل نہیں ہیں کیونکہ اہل جہنم وہ ہیں جو اللہ کی کتابوں کو جھٹلاتے تھے اور قیامت کا انکار کرتے تھے۔ [۳]

حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

« يَاَيُّهَا النَّاسُ اَطْعِمُوا الطَّعَامَ وَ صِلُوا الْاَرْحَامَ وَاَفْشُو السَّلَامَ وَ صَلُّوْا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُواالْجَنَّةَ بِسَّلَامٍ » [۴]

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اے لوگو! فقیروں کو کھانا کھلاؤ، رشتہ داریاں قائم کرو، آپس میں ایک دوسرے کو سلام کرو، جب لوگ سوئے ہوئے ہوں تو اٹھ کر نماز تہجد پڑھو، سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔''

مذکورہ حدیث تہجد پر دلیل ہے مذکورہ بالا آیت کی تفسیر میں ''ظلال القرآن'' میں بیان ہے کہ تابعین اپنے اعمال کا صحابہ کرام کے اعمال سے بڑا فرق محسوس کرتے تھے۔ [۵]

جب تابعین کی یہ حالت تھی تو ہمیں اپنے گھروں میں غور کرنا چاہئے اور اپنے اعمال کا محاسبہ کرنا چاہئے۔

---

[۱] تفسیر ابن کثیر، ج:۲ ،ص:۲٤٤ ...... [۲] تفسیر ابن کثیر ...... [۳] تفسیر ابن کثیر ......

[۴] تفسیر ابن کثیر [۵] تفسیر فی ظلال القرآن

ایک اور حدیث میں یوں ذکر ہے کہ اللہ کے رسول نے فرمایا:

« رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلًا قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلّٰى فَايْقَظَ اِمْرَاتَهٗ فَصَلَّتْ فَاِنْ اَبَتْ نَضَحَ فِي وَجْهِهَا الْمَاءَ » [۱]

''وہ آدمی اللہ کی رحمت کا مستحق ہے جو رات کو اٹھ کر تہجد پڑھتا ہے اپنی بیوی کو نماز کے لیے اٹھاتا ہے اگر وہ اٹھنے سے انکار کرلے تو اس کے چہرے پر چھینٹے مارتا ہے۔''

تہجد ایک بہت بڑا عمل ہے اپنی تمام پریشانیوں اور ضرورتوں کو لے کر رات کے پچھلے حصے میں اٹھ کر اللہ سے دعا کرنی چاہئے وہ وقت خدا کی رحمت کے قرب ونزول کا ہوتا ہے جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

« يُنْزِلُ اللّٰهُ فِيْ كُلِّ لَيْلَةٍ اِلٰى سَمَآءِ الدُّنْيَا » [۲]

''رات کے وقت اللہ پاک آسمان دنیا پر آتے ہیں۔''

اور اعلان فرماتے ہیں کہ ہے کوئی حاجت مند یا کوئی پریشان حال، کوئی گنہگار ہے جو مجھے پکارتو میں اس کی حاجات ومشکلات اور گناہ معاف کروں کوئی رزق مانگے تو میں رزق عطا کروں؟ یہ وقت قبولیت کا وقت ہوتا ہے اس وقت عبادت کرنا مومنوں کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ وَالَّذِيْنَ يَبِيْتُوْنَ لِرَبِّهِمْ سُجَّدًا وَّ قِيَامًا ﴾ [سورۃ الفرقان]

''اللہ کے بندے رات قیام میں گزارتے ہیں۔''

پھر تہجد کی نماز کے متعلق حدیث نبوی ﷺ ہے:

« رَكْعَتَيْنِ فِيْ جَوْفِ اللَّيْلِ خَيْرٌ مِّنَ الدُّنْيَا وَ مَا فِيْهَا » [۳]

''تہجد کی دو رکعت نماز تمام دنیا کے مال ومتاع سے بہتر ہے۔''

---

[۱] رواہ احمد ابو داؤد ...... [۲] متفق علیہ ...... [۳] قیام اللیل للمروزی بسند ضعیف

تہجد کی نماز قبر میں روشنی کا سبب ہوگی اور گناہوں کی بخشش کا ذریعہ ہوگی اور یہ اللہ کی رحمت کے نزول کا سبب ہے، مومن بندوں کی صفت ہے تہجد گزار اللہ کی رحمت و بخشش سے محروم نہیں رہ سکتا تہجد کے وقت قرآن کی تلاوت کرنا مقبول اور پسندیدہ عمل ہے تہجد میاں بیوی کے پیار و محبت کا ذریعہ ہے تہجد کی نماز بقدر استطاعت ضرور پڑھنی چاہئے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ تہجد کی نماز رمضان اور غیر رمضان گیارہ (۱۱) رکعت پڑھتے تھے۔ [۱]

یہ آپ ﷺ کا عمل تھا جو امت کے لیے دلیل ہے تہجد رمضان میں تراویح کی صورت میں پڑھنی چاہئے اگر انسان گیارہ (۱۱) رکعت نہ پڑھ سکے تو دو چار رکعت ہی کافی ہیں رات کی نماز یعنی رمضان میں تراویح اور بغیر رمضان تہجد پڑھنے کا طریقہ دو دو (۲-۲) رکعت ہیں یعنی دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرنا چاہئے جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

«صَلَاةُ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى» [۲]

تہجد کی نماز کے متعلق احادیث میں مستقل ابواب ہیں۔ میرا مقصد یہاں یہ ہے کہ گھر کی اصلاح کے لیے ایمانی تربیت کے حصول کے لیے میاں بیوی پر لازم ہے کہ وہ گھر میں تہجد کی نماز شروع کریں جس سے اولاد کی تربیت پر بھی بہتر اثر پڑے گا جیسا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں سے فرمایا تھا:

﴿سَوْفَ اَسْتَغْفِرُ لَكُمْ رَبِّیْ﴾ [سورہ یوسف]

مفسرین کے اقوال ہیں کہ انہوں نے دعا کو تہجد تک موخر کیا تھا۔

تہجد کے علاوہ بھی گھر میں نوافل ادا کرنے چاہئیں پھر کوئی شیطان گھر میں داخل

---

[۱] بخاری ومسلم ...... [۲] بخاری و مسلم ترمذی تحفة الاحوذی

ہو کر نقصان نہیں پہنچا سکتا علاوہ ازیں اس طرح گھر میں امن وسکون بھی ہوگا۔

صدقہ

گھر والوں کی ایمانی تربیت کے لیے صدقہ کی ترغیب بھی شامل ہے عورت اپنے خاوند کی کمائی سے اور اپنی جائیداد سے صدقہ کرنے کی حقدار ہے۔ صدقہ کرنے سے ایمان مضبوط ہوتا ہے۔ صدقہ سے مراد کوئی خاص صدقہ نہیں ہے جس طرح بعض جاہل گھرانے (سر صدقہ) کی فضول رسم پر عمل کرتے ہیں اور اپنی دولت اور ایمان کو نقصان پہنچاتے ہیں۔ صدقہ سے مراد اللہ کی رضا کے لیے کسی ضرورت مند کی ضرورت پوری کرنا۔ فقیروں محتاجوں اور طالب علموں کو کھانا کھلانا، زکوٰۃ ادا کرنا فطرانہ وعقیقہ وغیرہ کرنا سب صدقہ کے قبیل میں سے ہیں۔ صدقہ سے مصیبت ٹل جاتی ہے۔

«اَلصَّدَقَةُ رَدُّ الْبَلَاءِ»

صدقہ مال میں برکت کا سبب ہے، گناہوں کا کفارہ ہے، صدقہ انسان کی عادات قبیحہ بخیلی، دولت کی حرص اور حرام کے لالچ وغیرہ کا سد باب ہے آپ ﷺ نے عورتوں کو خصوصاً صدقہ دینے کی ترغیب فرمائی۔ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے:

«يَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ فَاِنِّيْ رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَرَ اَهْلِ النَّارِ» [1]

''اے عورتوں کی جماعت صدقہ کیا کرو میں نے تم میں سے اکثر کو جہنم میں دیکھا ہے۔''

عورت مال سے مناسب صدقہ اور زیور کی زکوٰۃ نکالتی ہے تو خاوند کو اس کی حوصلہ افزائی کرنی چاہیئے۔ دوسری حدیث کا مفہوم ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کوئی عورت

---

[1] البخاری

اپنے خاوند کے مال کو ضائع نہ کرے اور اس کے مال سے بلا اجازت صدقہ کرے تو اس کے لیے اجر و ثواب ہوگا خاوند کے لیے بھی اجر ہوگا۔ [۱]

یہ حدیث مذکور اس بات کی دلیل ہے کہ عورت خاوند کے مال سے صدقہ کر سکتی ہے۔ [۲]

ترغیب الترھیب کی تعلیق کے حاشیہ میں مصطفیٰ محمد عمارہ نے امام نووی کا قول نقل کیا ہے کہ نیکی میں شریک ہونے والا اجر میں شریک ہوگا۔ [۳]

اس ضمن میں یہ بات مدنظر رکھیں کہ عورت صدقہ کرنے سے پہلے صدقہ کے بارے میں خاوند کی رضا مندی حاصل کرے۔ ترغیب والترھیب کے حاشیہ میں ۴ چیزیں بیان کی گئی ہیں جو عورت کو صدقہ کرتے وقت ملحوظ خاطر رکھنی ہوں گی۔

① صدقہ کی ترغیب مقصد ہو۔

② خاوند کی اجازت (رضا مندی)

③ مال ضائع کرنے کی غرض نہ ہو۔

④ خاوند کے مال کی حفاظت کرنے والی ہو۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ میاں بیوی کو صدقہ کے عمل کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہئے اور گاہے بگاہے قرآن وسنت کی روشنی میں اور اپنی مالی حیثیت کے مطابق صدقہ کرتے رہنا چاہئے۔ صدقہ کے لیے ضروری ہے کہ مال حلال ہو اور مال کی زکوٰۃ بھی دی ہو اور صدقہ جائز جگہ پر دیا جائے۔

میاں بیوی کو صدقہ کرنے میں ایک دوسرے کا تعاون کرنا چاہئے۔

﴿ وَ تَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى ﴾

---

[۱] ابن حبان متفق علیہ ...... [۲] ترغیب الترھیب ...... [۳] حاشیہ الترغیب

''نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کا تعاون کرو۔''

روزہ

گھر والوں کی ایمانی تربیت کے لے روزہ کو خاص اہمیت حاصل ہے گھر میں فرضی روزوں کے ساتھ ساتھ نفلی روزوں کی بھی ترغیب دینی چاہئے مثلاً ہر چاند کی ۱۳۔۱۴اور ۱۵ کا روزہ یا جمعرات اور سوموار کا روزہ۔ ۹۔۱۰ یا ۱۰۔۱۱ المحرم کا روزہ یوم عرفات کے دن کا روزہ رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے کم از کم مذکورہ نفلی روزوں کا ضرور اہتمام کیا جائے اس سے بہت فوائد حاصل ہوں گے۔

مسواک

مسواک ایک عظیم سنت ہے جس سے دینی و دنیاوی فوائد حاصل ہوتے ہیں۔ اس سے دانتوں کی حفاظت۔ اللہ کی رضا، عبادت میں درجات کا اضافہ ہوتا ہے۔ حدیث نبوی میں ہے:

«اَلسِّوَاكُ مَطْهَرَةٌ لِّلْفَمِ وَ مَرْضَاةٌ لِّلرَّبِّ» [1]

گھر میں داخل ہوتے وقت اور نمازوں کے اوقات میں مسواک کرنا سنت ہے

حدیث نبوی ﷺ ہے حضرت عائشہ سے روایت ہے:

«كَانَ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِذَا دَخَلَ بَيْتَهٗ بَدَاءَ بِالسِّوَاكِ» [2]

''آپ ﷺ جب گھر میں داخل ہوتے تو مسواک کرتے۔''

صحابہ کرام قلموں کی طرح مسواک اپنے پاس رکھتے تھے۔

مسواک کی لمبائی کی کوئی شرط نہیں بلکہ یہ فضیلت برش وغیرہ سے بھی حاصل ہو سکتی

---

[1] بخاری و مسلم ...... [2] مسلم کتاب الطہارۃ ......

ہے اگر مسواک نہیں کی تو برش کا بھی وہی حکم ہے اس لیے کہ جب مقصد حاصل ہوتو سبب کے بدلنے سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔ [1]

اس سنت کا گھر میں لازمی اہتمام کرنا چاہیے۔نماز میں مسواک کے استعمال کے متعلق تو سخت تاکید آئی ہے۔حدیث نبوی ہے:

«لَوْ لَا اَنْ اَشُقَّ عَلٰی اُمَّتِیْ لَاَمَرْتُ بِالسِّوَاكِ مَعَ كُلِّ صَلَاة او كما قال» [2]

''آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ اگر مشقت کا ڈر نہ ہوتا تو میں ہر نماز میں مسواک کا حکم دیتا یعنی فرض قرار دیتا۔''

مذکورہ سنت نبویہ ﷺ کے علاوہ بھی اپنی اولاد، بیوی پر، اپنے آپ پر انسان کو اسلامی احکام لازم کرنے چاہئیں جس سے گھر ایک اسلامی گھر کا نقشہ پیش کرے گھر سے قال اللہ وقال الرسول کی صدا آنی چاہیے۔

امام قتادہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ انسان اپنے گھر والوں کو نیکی کا حکم دے برائی سے روکے نیکی کے کاموں میں تعاون کرے جب گھر میں نافرمانی دیکھے تو گھر والوں کو ڈانٹے۔شتر بے مہار چھوڑنا تباہی کی علامت ہے۔ [3]

امام ضحاک اور مقاتل رحمہما اللہ فرماتے ہیں کہ مسلمان پر حق ہے کہ وہ گھر والوں کو اور رشتہ داروں کو اور غلاموں کو فرائض ونواہی کی تعلیم دے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"عَلِّمُوْهُمْ وَ اَدِّبُوْهُمْ" [4]

''اولاد کو گھر والوں کو تعلیم وادب سکھاؤ۔''

امام طبری رحمۃ اللہ علیہ کا قول ہے فرماتے ہیں کہ ہم پر ضروری ہے کہ اپنی اولاد کو اور

---

[1] الشیخ یوسف قرضاوی جامعہ قطر ...... [2] بخاری و مسلم ...... [3] الطبرانی ...... [4] زاد المسیر

گھر والوں کو خیر اور دین کی باتیں سکھائیں۔ جب اللہ کے رسولؐ نے غلاموں اور لونڈیوں کی تعلیم ضروری قرار دی ہے تو اپنے گھر والے یعنی بیوی بچے دینی تربیت کے زیادہ حقدار ہیں۔

خلاصہ کلام اپنی بیوی، رشتہ داروں، اولاد، محلّہ دار اور پڑوسیوں میں دینی شعور پیدا کرنا ہر مسلمان کا فرض ہے تب زندگی اطمینان وسکون سے گزرے گی۔

واللہ ولیّ التوفیق

نصیحت نمبر:۱۵

گھر میں شریعت کے احکام کا نفاذ

(۱) گھر میں نماز

گھر میں اللہ تعالیٰ کا ذکر (قرآن مجید کی تلاوت) نفلی نماز اور سنت وغیرہ ادا کرنی چاہیے عورتوں کو گھر میں نماز پر ہمیشگی کرنی چاہیے حدیث نبوی ﷺ ہے کہ عورتوں کی بہترین نماز گھر کے ایک کونے میں ہے۔[۱]

(۲) اجازت لے کر گھر میں داخل ہونا

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُيُوْتًا غَيْرَ بُيُوْتِكُمْ حَتّٰى تَسْتَاْنِسُوْا وَ تُسَلِّمُوْا عَلٰٓى اَهْلِهَا ذٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ ﴾ [سورہ نور]

''اے ایمان والو! کسی کے گھر میں داخل ہونے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے۔ اجازت طلب کرو اور سلام کرو اور اگر اجازت مل جائے تو داخل ہو جاؤ ورنہ واپس لوٹ جاؤ۔''

تفصیلات کے لیے احادیث کی کتب میں مستقل ابواب الاستئذان میں اجازت کے مسائل بیان کیے گئے ہیں۔ اجازت کے وقت دروازے کے دائیں یا بائیں

---

۱ رواہ الطبرانی ...... ۲ مشکوۃ باب الاستئذان

جانب کھڑا ہونا چاہئے سب سے پہلے اپنا نام بتانا چاہئے۔ [۲]

یعنی پہلے سلام پھر اجازت۔ جب کسی کے گھر جائیں تو دروازہ کی طرف سے جائیں جیسا کہ قرآن کریم میں ہے:

﴿ وَ اْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا ﴾[سورۃ البقرہ]

''گھروں میں دروازوں سے داخل ہوا کرو۔''

کسی کے گھر کی دیوار پھلانگنا منع ہے اور سوراخ سے دیکھنا بھی منع ہے۔ اسی طرح کسی کے گھر جھانکنا اور دیوار سے کان لگا کر باتیں سننا بھی منع ہے۔ یہ احکام ایسے ہیں جن پر عمل سے معاشرہ امن کا گہوارہ بنتا ہے جبکہ مخالفت سے دشمنی پیدا ہوتی ہے حضرت عمر رضی اللہ عنہ ایک دفعہ گلی سے گزر رہے تھے ایک آدمی گھر میں شراب پی رہا تھا آپ اسے دیکھ کر بلا اجازت اور بغیر سلام کئے غصے میں اس کے گھر میں داخل ہو کر فرمانے لگے کہ تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہے اور شراب پی رہا ہے تو اس آدمی نے جواب دیا کہ میں نے ایک نافرمانی کی ہے جب کہ آپ نے تین احکام شرعیہ کی مخالفت کی ہے۔

① اللہ تعالیٰ نے قرآن میں کسی کے گھر میں داخل ہونے سے قبل اجازت طلب کرنے کا حکم دیا ہے جبکہ آپ بغیر اجازت کے میرے گھر میں داخل ہو گئے ہیں۔

② اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ﴿ وَ لَا تَجَسَّسُوْا ﴾ ''کہ جاسوسی مت کرو'' آپ نے اس امر کی بھی مخالفت کی ہے۔

③ اللہ نے فرمایا: ﴿وَاتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا﴾ گھر کے دروازہ سے آنا چاہئے آپ نے اس کی بھی مخالفت کی ہے۔

آپ نے ان سب باتوں کو تسلیم کیا اور واپس چلے گئے اور دوبارہ ایسی باتوں کو نہ دھرایا اگر آپ کسی کے گھر جاتے ہیں اور باہر سوراخ یا دروازہ سے اندر کی حرکات اور باتیں نوٹ کرتے ہیں اور گھر کا مالک آپ کی اس نازیبا حرکت پر اگر آپ کی طرف

کوئی چیز پھینک کر آپ کی آنکھ بھی نکال دے تو اس پر کوئی تاوان یا جرمانہ نہ ہوگا۔ گھر انسان کے لیے پردہ ہے انسان بعض دفعہ ایسی حالت میں ہوتا ہے جسے دیکھنا جائز نہیں مثلاً میاں بیوی کی آپس کی گفتگو سننا جائز نہیں۔ گھر والے کے لیے ضروری ہے کہ وہ ایسے اصول اپنائے جس سے گھر کی عزت اور حفاظت ممکن ہو اسی طرح بچوں کو بھی ایسے آداب سکھانے چاہئیں کہ وہ والدین کے آرام کے وقت ان کے کمرے میں نہ جائیں ان کی نجی گفتگو پر توجہ نہ دیں جیسا کہ قرآن کریم میں چند اوقات کا بیان ہے قیلولہ کے وقت، عشاء کی نماز کے بعد، فجر کی نماز سے پہلے، (مذکورہ اوقات میں) بچوں کو بھی اجازت لے کر گھر آنا چاہئے مذکورہ مسائل ایک مسلمان کی حفاظت کے ضامن ہیں۔

مطلقہ عورت کا گھر میں عدت گزارنا:

خدا نہ کرے میاں بیوی کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا، اور رجعی طلاق ہوگئی۔ اب اس طلاق رجعی کی عدت گزارنے کے دوران عورت کو گھر سے باہر نہیں نکالنا چاہئے۔ بلکہ اسے خاوند کے گھر میں عدت گزارنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿لَا تُخْرِجُوْهُنَّ مِنْ بُيُوْتِهِنَّ﴾ [سورۃ الطلاق]

طلاق رجعی کی صورت میں عورت کو خاوند کے گھر میں رہنا چاہئے ہوسکتا ہے اللہ ان کی نفرت کو محبت میں تبدیل کر دے جبکہ ہمارا معاشرہ اپنے خاندان کے رسم ورواج کو اہمیت دیتا ہے اور طلاق رجعی کے فوراً بعد عورت کو خاوند سے دور کر کے غلط فہمیاں مزید بڑھا کر جدائی کی کوشش کی جاتی ہے۔ جس میں لڑکی کے والدین بھی شامل ہوتے ہیں اس غلط روش کو ختم کرنا چاہئے۔

گھر میں اکیلا سونا:

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ:

«نَهَى النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَنِ الْوَحْدَةِ اَنْ يَبِيْتَ الرَّجُلُ وَحْدَهٗ اَوْ يُسَافِرُ وَحْدَهٗ» [1]

”اللہ کے نبی ﷺ نے اکیلا سونے اور اکیلا سفر کرنے سے منع فرمایا۔“

شریعت کا یہ حکم انسان کی مصلحت کے لیے ہے۔ ممکن ہے کہ اکیلے سوئے ہوئے پر دشمن یا چور حملہ کر دے یا اچانک کوئی ایسی بیماری لاحق ہو جائے جس سے نہ کسی کو پکار سکے نہ اس سے خلاصی ہو سکے لہٰذا بالکل تنہائی میں انسان کے لیے مشکلات پیدا ہو سکتی ہیں کئی واقعات اس پر شاہد ہیں بعض دفعہ اکیلے سوتے ہوئے موت کی خبر بھی نہیں ہوتی اس کے علاوہ بھی کئی نقصان ہو سکتے ہیں۔

مکان کی چھت پر نہ سونا:

ایسے مکان کی چھت پر سونا جس کے اردگرد دیوار یا پردہ نہ ہو ممنوع ہے فی الحقیقت شریعت نے ہماری بہتری کے لیے جان و مال کی عزت و حفاظت کے لیے قوانین بیان کیے ہیں حدیث نبوی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ نے فرمایا ہے:

«مَنْ بَاتَ عَلٰى ظَهْرِ بَيْتٍ لَيْسَ لَهٗ حِجَابٌ فَقَدْ بَرِئَتْ مِنَ الذِّمَّةَ» [2]

”جو انسان ایسے مکان کی چھت پر رات گزارے جس کے گرد پردہ یا چاردیواری نہ ہو وہ اپنی حفاظت کا خود ذمہ دار ہوگا۔“

کتنی بڑی وعید ہے سنت کے مخالفین کے لیے! کیونکہ بعض دفعہ انسان نیند میں الٹ پلٹ ہوتا رہتا ہے ممکن ہے وہ نیچے گر کر ہلاک ہو جائے۔ ایسی صورت میں وہ اپنی موت کا خود ذمہ دار ہوگا۔

سونے کے آداب:

---

[1] رواہ احمد ...... [2] ابو داؤد الترغیب والترھیب

شریعت نے رات کے وقت کے لیے چند آداب بیان کئے ہیں جن پر عمل کرنے سے گھر نقصان سے بچے گا مثلاً حدیث نبوی ﷺ ہے:

«خَمِّرُوا الْاِنَاءِ» [۱]

''رات کو برتن ڈھانپ دینا چاہئے۔''

اگر ڈھانپنے کے لیے کپڑا میسر نہ ہو تو برتنوں پر لکڑی رکھ دیں، اس طرح برتن میں شیطان حصہ دار نہیں ہوسکتا مسند احمد کی ایک روایت ہے کہ رات کو دروازے بند کرو، برتن ڈھانپ دو، بلب بجھا دو، برتن کے منہ پر کوئی چیز باندھ دو، اس لیے کہ شیطان بند دروازہ سے داخل نہیں ہوسکتا اور ڈھکے ہوئے برتنوں سے پردہ نہیں ہٹا سکتا۔ [۲]

ایک حدیث نبوی ﷺ ہے کہ: ''رات کو آگ یعنی دیا بجھا دیا کرو کیونکہ دیا کی بتی گھر جلانے کا سبب بھی بن سکتی ہے۔'' [۳]

ایک حدیث میں فرمایا کہ برتن ڈھانپتے وقت اور دروازہ بند کرتے وقت اللہ کا نام لیا کرو۔ [۴]

المختصر یہ کہ مذکورہ احکام شریعہ پر عورتوں کو خصوصاً توجہ دینی چاہئے ان کو اپنانے سے شریعت پر عمل ہوگا اور شیطان کی مداخلت نہیں ہوگی جب کہ شریعت کی مخالفت میں دینی و دنیاوی نقصان ضرور ہوگا۔

ایک جگہ فرمایا:

« اِذَا وَلَغَ الْكَلْبُ فِیْ اِنَاءِ اَحَدِكُمْ فَغَسِلُوْا سَبْعَ مَرَّاتٍ بِالْمَاءِ وَ عَفِرُوْاه الثامنة او كما قال » [۵]

''کتا کسی برتن میں منہ لگا کر کوئی چیز کھا یا پی جائے تو اس برتن کو سات مرتبہ پانی

---

۱. بخاری و مسلم ترمذی ...... ۲. مسند احمد ...... ۳. بخاری و مسلم، مسند احمد ...... ۴. بخاری

۵. بخاری و مسلم، ابن ماجہ

سے اور ایک مرتبہ مٹی سے پاک کرنا چاہیے۔"

مراعاۃ المفاتیح شرح مشکوۃ المصابیح میں اس حدیث پر مفصل بحث موجود ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ تجربہ کیا گیا ہے کہ کتے کے چاٹے ہوئے برتن کو سات مرتبہ سے کم دھویا گیا تو اس میں جراثیم باقی تھے کتے کی زبان میں ایسے جراثیم ہوتے ہیں جو سات دفعہ دھونے سے بھی ختم نہیں ہو پاتے۔ شریعت اسلامیہ کا کوئی حکم بھی حکمت سے خالی نہیں کتے کی جلد اتنی نجس اور پلید ہوتی ہے جتنی کے دوسرے جانور کی نہیں۔ جس کا سبب یہ ہے کہ کتا پاخانہ وغیرہ کرنے کے بعد اسے اپنی زبان سے چاٹتا ہے۔ اس طرح وہ گندے جراثیم منہ کا لعاب بن کر اس کے جسم پر گرتے ہیں اس طرح سارا جسم پلید ہو جاتا ہے کتا اگر برتن میں منہ ڈالے تو اسے اچھے طریقے سے دھونا چاہیے۔ لیکن بلی کے لیے یہ حکم نہیں۔ [1]

بلی اگر کسی برتن میں سے کچھ کھا پی لے تو اس کا باقی حصہ کھانا پینا جائز ہے اور اسی طرح باقی پانی سے وضو کرنا بھی جائز ہے۔ حضرت ابو قتادہ رضی اللہ عنہ نے بلی کے بچے ہوئے پانی سے وضو کیا تھا، بلی نے پانی پی لیا تھا تو فرمایا میں نے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے:

«اَلسِّنَّوْرُ مِنْ اَهْلِ الْبَيْتِ وَاِنَّهٗ مِنَ الطَّوَّافِيْنَ وَالطَّوَّافَاتِ عَلَيْكُمْ» [2]

بلی عام طور پر گھر میں آتی جاتی ہے بعض دفعہ کھا پی جاتی ہے اس لیے اس سے برتن وغیرہ پلید نہیں ہوتے یہ چھوٹے چھوٹے مسائل بظاہر معمولی ہیں لیکن ہر مسلمان کو سمجھنے چاہئیں اور اپنے گھر میں اسلامی احکام کی پابندی کرنی چاہیے۔ بعض دفعہ انسان اپنی جہالت کی بنا پر کسی حلال چیز کو حرام کہہ دیتا ہے اور رب جلیل کی ناراضگی کا نشانہ بن جاتا ہے قرآن و حدیث کی روشنی میں اپنے گھروں میں ترتیب اسلامی بنادیں یعنی

---

[1] مراعاۃ المفاتیح بشرح مشکوۃ المصابیح ...... [2] مسند احمد ص: ۳۰۹

پوری زندگی اسلام کے مطابق گزارنے کی کوشش کرو۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوْا ادْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّةً ﴾[سورة البقرة]

آپ گھر کے اندر اور باہر، دوستی و دشمنی، محبت و نفرت، تجارت، تعلیم، شکل و صورت، لباس و اخلاق، عبادت و ریاضت، چلنا پھرنا، کاروباری معاملات اور لین دین غرضیکہ ہر شعبہ زندگی میں بقدر استطاعت اسلام کے مطابق گزاریں۔ جھگڑوں میں وقت گزارنا جن کا شریعت میں وجود ہی نہیں ایک پکے اور سچے مسلمانوں کے لیے لائق ہی نہیں۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام میں مکمل طور پر داخل ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

﴿ اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ﴾

نصیحت نمبر:۱۶

گھر میں اخلاق حسنہ کا اہتمام

اخلاق حسنہ ایک مسلمان کا زیور ہے جس سے اس کی زندگی مزین ہونی چاہئے۔

- اخلاق، حسنہ کے بغیر انسانیت نامکمل ہے۔
- اخلاق، مومن کی علامت ہے۔
- اخلاق، انسانی ترقی کا زینہ ہے۔
- اخلاق، رزق کی فراوانی کا سبب ہے۔
- اخلاق، معاشرہ کی اصلاح کی علامت ہے۔
- اخلاق حسنہ، پیغمبر ﷺ کی سنت ہے۔
- اخلاق، اللہ کی اطاعت ہے۔
- خوش خلقی، قیامت کے دن مومن کے اعمال میں وزن کا سبب ہے۔
- اچھے اخلاق، سے دشمن اپنے بن جاتے ہیں۔
- خوش خلقی سے پتھر دل بھی پگھل جاتا ہے۔
- اچھا اخلاق، اللہ تعالیٰ کے قرب کا ذریعہ ہیں۔
- اچھا اخلاق دنیا وآخرت میں کامیابی کا ذریعہ ہیں۔ معاشرہ میں لوگوں اور رشتہ داروں سے اچھے اخلاق سے پیش آنا چاہئے۔

اچھے اخلاق سے گھر میں امن وسکون کی راہ ہموار ہوتی ہے۔ اور خدا کی رضا نصیب ہوتی ہے اگر انسان کا اخلاق اچھا ہے تو باقی معاملات بھی خود بخود ٹھیک ہو

جائیں گے لہٰذا گھر والوں کی اخلاقی تربیت اسلامی اقدار پر کرنی چاہئے جس کو اخلاق حسنہ مل گئے اس کو دنیا و آخرت کی کامیابی مل گئی۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

«اِنَّ اللّٰہَ اِذَا اَحَبَّ اَھْلَ بَیْتٍ اَدْخَلَ عَلَیْھِمُ الرِّفْقَ» [1]

''جب اللہ تعالیٰ کسی گھر والوں سے پیار کرتا ہے تو ان میں نرمی کی صفت پیدا کر دیتا ہے۔''

یعنی تمام گھر والے ایک دوسرے سے شفقت و محبت سے پیش آتے ہیں آپس میں پیار و محبت اور اخلاقی برتاؤ اسلامی گھر کی قوت کی دلیل ہے جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

«اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَ یُعْطِیْ عَلَی الرِّفْقِ مَا لَا یُعْطِیْ عَلَی الْعُنْفِ وَ مَا لَا یُعْطِیْ عَلٰی مَا سِوَاہُ» [2]

''اللہ تعالیٰ نرمی محبت و پیار شفقت کو پسند فرماتے ہیں نرمی سے متصف لوگوں کو وہ نعمتیں حاصل ہوتی ہیں جو دوسروں کو حاصل نہیں ہوتی زبان میں مٹھاس اور نرمی ایک مسلمان کا شعار ہونا چاہئے۔ اخلاق حسنہ میں سب سے اچھا انسان وہ ہے جو اپنے گھر میں اخلاق و محبت سے زندگی گزارتا ہے بلکہ ایک حدیث نبوی میں ہے:

«خَیْرُکُمْ خَیْرُکُمْ لِاَھْلِہٖ وَ اَنَا خَیْرٌ لِاَھْلِیْ» [3]

''بہتر انسان وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے لیے بہتر ہو۔''

اگر آدمی لوگوں اور رشتہ داروں سے تو اخلاق حسنہ سے پیش آتا ہے لیکن گھر میں اولاد بیوی اور بہن بھائیوں سے چڑ چڑا پن، بد اخلاقی، سخت گیری جیسی حرکات کا ارتکاب کرے تو یقیناً وہ انسان اللہ کی رحمت سے دور اور اس کی ناراضگی کا نشانہ بن جاتا ہے نبی کریم ﷺ کے متعلق اللہ پاک نے فرمایا:

---

[1] ابن ابی الدنیا، مسند احمد ...... [2] رواہ مسلم ...... [3] رواہ الترمذی

﴿ وَ لَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَا الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ ﴾ [سورۃ آل عمران]

''اے پیغمبر اگر آپ سخت دلی سے برتاؤ کرتے تو آپ کے گرد جانثاروں کا یہ جم غفیر موجود نہ ہوتا۔''

سیرت طیبہ کی ورق گردانی کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر آپ ﷺ عدالتی مسند پر فیصلے صادر فرماتے تھے تو اس کے ساتھ ساتھ گھر میں گھریلو کاموں میں اہل خانہ کا ہاتھ بھی بٹاتے تھے۔ اس سے بڑی انکساری اور کیا ہوسکتی ہے کہ جس کے اخلاق کا چرچا مشرق ومغرب میں ہو وہ اپنے اہل خانہ کے کاموں میں تعاون فرمائیں جیسا کہ حدیث نبوی ﷺ ہے:

((فَقَدْ كَانَ ﷺ يَخِيْطُ ثَوْبَهٗ وَ يَخْصِفُ نَعْلَهٗ وَ يَعْمَلُ مَا يَعْمَلُ الرِّجَالُ فِيْ بُيُوْتِهِمْ)) [1]

''نبی آخر الزماں ؑ کی یہ صفت تھی کپڑا پھٹ جاتا تو خود سلائی کرتے خود جوتا مرمت کرتے عام انسانوں کی طرح کئی گھریلو کام خود کرتے اور بعض کاموں میں گھر والوں کے ساتھ تعاون فرماتے۔''

حدیث نبوی ﷺ ہے کہ آپ گھر والوں کی خدمت کرتے جب نماز کا وقت آتا تو نماز کے لیے چلے جاتے۔ [2]

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ:

((مَا ضَرَبَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اِمْرَاَةً وَ لَا خَادِمًا قَطُّ)) [3]

''کہ آپ نے خادموں (غلاموں) اور عورتوں یعنی ازواج مطہرات کو کبھی نہ مارا۔''

حضرت انس رضی اللہ عنہ خادم رسول ﷺ بیان فرماتے ہیں کہ میں نبی ﷺ کی

---

[1] مسند احمد ...... [2] مسند احمد ...... [3] مشکوٰۃ

دس (۱۰) سال خدمت کی لیکن آپ نے مجھے کبھی یہ نہیں فرمایا کہ فلاں کام کیوں کیا اور فلاں کیوں نہیں کیا۔ [1]

بلکہ بچوں سے پیار و محبت اور شفقت سے پیش آتے۔ روائع قصص النبوی میں طفلة تبکی کے عنوان سے یوں بیان ہوا ہے کہ رحیم و کریم نبی ﷺ کا ایک راستہ سے گزر ہوا آپ نے ایک بچی کو روتے دیکھا سبب پوچھا تو وہ کہنے لگی کہ میرے گھر والوں نے دو درہم دیئے تھے تا کہ میں آٹا خرید لاؤں مگر وہ درہم گم ہو گئے ہیں اس لیے روتی ہوں کہ گھر والے ماریں گے آپ نے دو درہم عطا کئے وہ جانے لگی مگر ابھی تک رو رہی تھی آپ نے پوچھا اب کیوں رو رہی ہو وہ کہنے لگی کہ مجھے گھر والے دیر ہونے کی بنا پر ماریں گے آپ اس بچی کے ساتھ اس کے گھر تک گئے وہ بچی لونڈی تھی اس کے مالک نے آپ ﷺ کو دیکھ کر کہا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آج کے بعد اللہ کی رضا کی خاطر اور آپ کے ساتھ آنے کی بنا پر میں اس کو آزاد کرتا ہوں۔ [2]

یہ ہمارے نبیؐ کے اخلاق کی عظیم مثال ہے آپ بچوں کے ساتھ کس قدر شفقت فرماتے تھے۔ بازار میں بچوں کے ساتھ پیار فرماتے، حضرت حسن و حسین رضی اللہ عنہما سے کس قدر محبت فرماتے تھے گھر میں بچوں کو بوسہ دیتے۔

ایک دفعہ حضرت حسین بن علیؓ کو بوسہ دیا، پاس اقرع بن حابسؓ موجود تھا اس نے کہا کہ میرے دس بیٹے ہیں میں نے کبھی کسی کو بوسہ نہیں دیا تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے دل سے رحمت کو چھین لیا ہے تو میں کیا کر سکتا ہوں۔ اور فرمایا:

«مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ»

''جس دل میں رحم نہیں اس دل پر کبھی رحم نہیں کیا جائے گا۔''

---

[1] بخاری و مسلم ...... [2] طبرانی مجمع الزوائد من روائع قصص النبوی الصحیح بیروت لبنان

بچوں سے پیار اور ازواج مطہرات سے شفقت فرماتے ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم ایک برتن میں غسل فرماتے تھے۔ [1]

تیری صورت، تیری سیرت ، زمانہ میں نرالی ہے
تیری ایک اک دلیل عجب اور بے مثالی ہے

اہل خانہ کے ساتھ حسن سلوک انسان کے اخلاق عالیہ کی دلیل ہے اگر تمام گھریلو اختلافات اور نفرتیں مٹانا چاہتے ہیں اور گھر کو ایک اسلامی گھر دیکھنا چاہتے ہیں یا اس میں اللہ کی رحمت کا نزول چاہتے ہیں تو گھر میں اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہوں اس سے قیامت کے دن نامہ اعمال وزنی ہوگا مومن کے میزان میں سب سے وزنی چیز اخلاق حسنہ ہوگی۔ [2]

بد اخلاقی تکبر کی علامت ہے جو جہنم میں لے جانے کا سبب ہو گا اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کروان کا اخلاق یہ تھا کہ گالیاں سن کر بھی دعائیں دیتے تھے۔آپ کے متعلق قرآن میں ہے:

﴿ اِنَّکَ لَعَلٰی خُلُقٍ عَظِیۡمٍ ﴾[سورۃ القلم]

---

[1] رواہ مسلم بشرح النبوی ...... [2] رواہ الترمذی حدیث حسن

نصیحت نمبر ۱۷

گھر کے راز کی حفاظت کرنا

"اِقْضُوا حَوَائِجَكُمْ بِالْكِتْمَانِ فَإِنَّ لِكُلِّ نِعْمَةٍ حَسُوْدٌ" [1]

''اپنی ضروریات پوری کرو لیکن لوگوں میں ان کا اظہار نہ کرو اس لیے کہ ہر نعمت پر حسد کرنے والے موجود ہوتے ہیں۔''

اس نعمت میں تین باتیں خاص طور قابل ذکر ہیں بظاہر یہ باتیں معمولی ہیں لیکن ان کے نتائج گھریلو معاملات میں غیر معمولی اہمیت رکھتے ہیں لہٰذا ان کی طرف خاص توجہ دینی چاہیے۔ گھر کا کوئی راز بعض دفعہ معاشرہ کی مجالس میں بیان کرنا دنیا و آخرت میں نقصان کا سبب بنتا ہے۔

۱۔ میاں بیوی کے ازدواجی تعلقات:

انسان کو اللہ تعالیٰ نے عقل و شعور کا ملکہ عطا کیا ہے انسان و حیوان میں تمیز کے چند اصول ہیں قضائے شہوت ہر انسان و حیوان کی ضرورت ہے لیکن دونوں کے طریقہ کار مختلف ہیں اگر یہ اختلاف مٹ جائے تو انسان و حیوان میں فرق ختم ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

﴿ هُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَ اَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ﴾ [سورۃ البقرۃ]

''فرمایا تمہاری بیویاں تمہارا لباس ہیں اور تم ان کے لباس ہو۔''

لباس وہ ہوتا ہے جو انسان کے پوشیدہ عیوب اور حیاء والی جگہ کو لوگوں کی نظروں

[1] الصحیحۃ للالبانی: ۱۴۵۳......

سے چھپائے اگر لباس سے مذکورہ مقصد حاصل نہیں ہوتا تو وہ لباس قابل مذمت ہے میاں بیوی ایک دوسرے کا لباس ہیں، فریقین پوشیدہ عیوب اور باطنی افعال و نقائص اور افعال جنسیہ کو چھپانے کے پابند ہیں اگر میاں بیوی اپنے جنسی تعلقات دوسروں کے سامنے بیان کرتے ہیں تو وہ ایک دوسرے کا لباس نہیں۔ فریقین ایک دوسرے میں کوئی نقص دیکھتے ہیں۔ خواہ وہ نقص جسم سے متعلق ہو یا اخلاق سے، بغیر اشد ضرورت یا مجبور کے ان نقائص کو بیان کرنا حرام ہے۔ بعض جاہل لوگ اس کا خیال نہیں کرتے اور شوق سے ان افعال کا تذکرہ کرتے ہیں خصوصاً عورتیں اس جرم میں زیادہ شریک ہوتی ہیں حدیث نبوی ﷺ ملاحظہ فرمائیں۔

«اِنْ شَرَّ النَّاسِ عِنْدَ اللّٰهِ مَنْزِلَةً يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اَلرَّجُلُ يَفْضِىْ اِلٰى اِمْرَأَتِهٖ وَ تَفْضِىْ اِلَيْهِ ثُمَّ يَنْشُرُهَا» [1]

''پوری انسانیت میں سب سے بدترین انسان قیامت کے دن اللہ کے ہاں وہ ہوگا اپنی بیوی سے خلوت کے بعد لوگوں سے اس کا تذکرہ کرے۔''

حضرت اسماء بنت یزیدؓ سے ایک دوسری حدیث مروی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس عورتیں بھی اور آدمی بھی موجود تھے آپ ﷺ نے فرمایا ممکن ہے کہ میاں بیوی آپس کے تعلقات جنسیہ لوگوں کو بتاتے ہوں لوگ چپ رہے، میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ لوگ یہ چیز بیان کرتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: ایسا مت کرو جو آدمی میاں بیوی کے جنسی تعلقات کو لوگوں میں بیان کرتا ہے وہ شیطان ہے جو کسی شیطانہ سے راستے میں ملا اور اس سے جماع کیا ایسی حالت میں کہ لوگ اسے دیکھ رہے ہوں۔ [2]

اس سے زیادہ اور کیا وعید ہوسکتی ہے۔ کیا کوئی غیرت مند انسان یہ پسند کرے گا

---

[1] رواہ مسلم، ج: ٤، ص: ١٥٧ ...... [2] مسند احمد، ج: ٦، ص: ٤٥٧

کہ مجھے شیطان کے لقب سے ملقب کیا جائے اور لوگوں میں میری اس حرکت کا پرچار کیا جائے تمام مسلمان بہن بھائیوں کو ایسی فحش حرکات سے توبہ کرنی چاہئے میاں بیوی کے جنسی تعلقات کسی تیسرے فرد کے سامنے بیان کرنا حرام ہیں اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی مول لینے کے مترادف ہیں۔

۲۔میاں بیوی کا اختلاف:

ایک گھر کی مشترکہ ضروریات میں اختلاف ممکن ہے خصوصاً میاں بیوی جیسی دو صنفوں کے اجتماع میں کیونکہ یہ بشری تقاضا ہے۔جبکہ عورت کی فطرتی کمزوریاں بھی سامنے ہوں جو عقل و دین کے اعتبار سے ناقص ہے اور اختلاف کا سبب بن سکتی ہے۔ ایسی صورت میں جب کسی معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو اسے آپس میں بیٹھ کر حل کرنا چاہیے اور ایسے اسباب سے بچنا چاہیے جن سے اختلاف طول پکڑے میاں بیوی کا اختلاف گھر کی چاردیواری سے باہر بیان کرنا فائدہ مند نہیں جبکہ خارجی مداخلت بعض اوقات اختلاف میں طول کا باعث ہو جاتی ہے قرآن کی رو سے:

﴿ فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ﴾[سورۃ النساء]

ثالث مقرر کر کے فیصلہ کروالینا چاہیے اور وہ ثالث میاں بیوی کے جھگڑے کو حل کر کے صلح کروادیں میاں بیوی کو اپنے اختلافات اولاد کے سامنے بالکل نہیں بیان کرنے چاہیں اس سے اولاد کی تربیت متاثر ہوتی ہے اور اولاد کے ذہنوں میں بھی اختلاف جڑ پکڑ لیتا ہے جبکہ بعض جاہل والدین اولاد میں پارٹی بازی کی صورت بنا لیتے ہیں۔بعض بچے ماں کے ساتھ بعض باپ کی حمایت میں ہو جاتے ہیں ایسے والدین کو اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔اولاد کے سامنے خاص طور پر اور گھر سے باہر عام طور پر

اپنے اختلافی معاملات جو اولاد کی تربیت سے متعلق ہوں الگ بیٹھ کر طے کرنے چاہیں، اولاد کی اچھی تربیت والدین کی ذمہ داری ہے۔

۳۔ گھر کو نقصان پہنچانے والی باتیں:

گھر کے متعلق کوئی ایسی خبر جو گھر کے لیے نقصان دہ ہو۔ اسے باہر بیان کرنا ناجائز ہے اس سے گھر کے حاسدین پیدا ہوتے ہیں اور گھر کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھا کر گھر کو نقصان پہنچانے والوں کے لیے آسانی ہو جاتی ہے اپنی تمام ضروریات گھر کی چاردیواری میں رکھنی چاہئیں جیسا کہ حدیث گزر چکی ہے۔

«اِقْضُوْا حَوَائِجَكُمْ بِالْكِتْمَانِ فَاِنَّ لِكُلِّ نِعْمَةٍ حَسُوْدٌ»

گھر کی خاص گفتگو، کوئی پروگرام یا کوئی ایسی بات جو گھر کے بعض افراد یا کسی فرد سے متعلق ہو کسی سے بیان نہیں کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿فَخَانَتَاهُمَا فَلَمْ يُغْنِيَا عَنْهُمَا مِنَ اللهِ شَيْئًا﴾ [سورة التحريم]

وہ دونوں خیانت کرتی تھیں کسی نبی کی بیوی اپنی عزت کی خیانت کبھی نہیں کرسکتی یہ نبی کے منصب کے لائق نہیں البتہ دوسری اقسام کی خیانت کا ارتکاب ممکن ہے جیسا کہ قرآن میں ذکر ہے: ﴿فَخَانَتَاهُمَا﴾

حافظ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں نوح علیہ السلام کی بیوی حضرت نوح کے راز قوم کے بڑے بڑے جابروں کو بتاتی تھیں کہ آج فلاں شخص نوح پر ایمان لایا ہے پھر وہ لوگ مومنین پر ظلم ڈھاتے تھے جس کا سبب بیوی کی خیانت تھی چنانچہ اس خیانت کے نتیجہ میں وہ نافرمان قوم کے ساتھ ہلاک ہوگئی اور نبی کی بیوی ہونے کے باوجود وہ عذاب سے نہ بچ سکی۔ [1]

---

[1] تفسیر ابن کثیر

اسی طرح لوط علیہ السلام کی بیوی یہ خیانت کرتی تھی کہ جب کوئی مہمان ان کے گھر آتا تو قوم کے بدمعاشوں کو جا کر بتا دیتی تھی تا کہ وہ اپنی شہوت پوری کرنے کے لیے لواطت کا ارتکاب کریں اور وہ لوگ آ کر اللہ کے نبی لوط علیہ السلام کو مہمان کے متعلق پریشان کرتے تھے۔

اپنی قوم کو لواطت کی طرف دعوت دینے اور اپنے خاوند کا راز باہر بتانے والا عمل عورت کی ہلاکت کا سبب بن گیا اور اس خطرناک اور دردناک عذاب سے لوط علیہ السلام کی بیوی بھی نہ بچ سکی۔ [1]

ایسی عورت کو تاریخ نے خائنہ کے لقب سے ملقب کیا ہے، گھر کا کوئی راز، جس سے دین و دنیا کا نقصان ممکن ہو اسے باہر بتانا اور سہیلیوں کو اپنے تعلقات کی خبر دینا، خیانت ہے اور خیانت کرنا منافق کی علامت ہے ایسی تمام برائیوں سے گھروں کو پاک کرنا چاہیے مسلمانوں کے متعلق کوئی خبر بھی کافر کو نہیں بتانی چاہیئے۔ کیونکہ اسلامی ملک ایک اسلامی گھر کی مانند ہے گھر کے افراد کو گھر کے راز باہر بتانا قطعاً حرام ہے اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو متحد فرمائے اور ایک دوسرے کی عظمت سمجھنے کی توفیق دے۔ سب مسلمان ایک جسم کی مانند ہیں۔

﴿اَلْمُؤْمِنُ لِلْمُؤْمِنَ کَالْجَسَدِ الْوَاحِدِ﴾

---

[1] تفسیر ابن کثیر

نصیحت نمبر:١٨

گھر میں بچوں کی تربیت کا اہتمام

حضرت رسول کریم ﷺ کا فرمان ہے:

«کُلُّکُمْ رَاعٍ وَ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَعِیَّتِہٖ وَالرَّجُلُ مَسْئُوْلٌ عَنْ اَھْلِ بَیْتِہٖ» [1]

''ہر آدمی ذمہ دار ہے اور ہر ایک سے ذمہ داری کے بارے میں سوال کیا جائے گا اور آدمی سے اس کے گھر کے متعلق پوچھا جائے گا۔''

کیونکہ انسان بیک وقت شوہر، باپ، بھائی کی حیثیت میں ہوتا ہے لہٰذا ان سب کے متعلق اس سے سوال کیا جائے گا۔ حشر کے دن اس سوال کا جواب دینا پڑے گا اور بیوی بچوں کے متعلق سوال کیا جائے گا اولاد انسان کا اصل سرمایہ ہے ان کی جسمانی تربیت کیساتھ ساتھ روحانی تربیت بھی ضروری ہے۔ جسمانی لحاظ سے تو حیوان بھی اپنے بچوں کی تربیت کرتے ہیں لیکن انسان کی فضیلت روحانی تربیت کی بنا پر ہے، صالح اولاد انسان کا صدقہ جاریہ ہے لہٰذا انسان کو اپنی اولاد کی تربیت دین الٰہی کے مطابق کرنی چاہئے جو بخشش کا سبب ہوگی۔

① قرآن کریم حفظ کرانا اولاد اور والدین دونوں کے لیے باعث برکت ہے اس کی عظمت کے لیے یہ حدیث کافی ہے کہ جس میں آپ ﷺ نے فرمایا حافظ قرآن کے والدین کو اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایک ایسا تاج پہنائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی۔ [2]

اسی طرح علم کی فضیلت کے متعلق بھی احادیث نبویہ میں ذکر ہے۔

---

[1] بخاری ومسلم ...... [2] رواہ احمد و ابو داؤد

«عَلِّمُوْا اَوْلَادَكُمْ»

''اپنی اولاد کو تعلیم دلواؤ۔''

اگر والدین اس عظیم نعمت سے محروم ہیں تو قرآن کی چند سورتیں اولاد کو ضرور حفظ کروائیں بلکہ مختصر اسلامی کتب و ذکر واذکار کی کتب، دعائیں اور بعض ضروری مسائل ضرور یاد کرائیں۔ علاوہ ازیں ایسے اسلامی قصے بھی جو بچے کی تربیت میں معاون ثابت ہوں۔ عربی تصانیف میں سے چند قصے درج ذیل ہیں جو مشعل راہ ثابت ہو سکتے ہیں۔

اولاد کی تربیت:

① نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب تمہاری اولاد سات سال کی ہو جائے تو اسے نماز کا حکم دو جب بچے دس سال کے ہوں تو ان کو مارو اور لڑکے لڑکیوں کے بستر الگ کردو۔ دس سال کی عمر تقریباً فہم وفراست و بلوغت کے قریب ہوتی اس لیے شرعی حکمت کی خاطر حکم صادر فرمایا۔

② نبی ﷺ نے فرمایا:'' کہ اولاد کی تربیت تین باتوں پر کرو اپنے نبیؐ کی محبت، اہل بیت کی محبت، قرآن کی تلاوت پر کیونکہ صاحب قرآن اور قاری قرآن کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اپنے عرش کا سایہ نصیب فرمائے گا۔ [۱]

اپنی اولاد کو اپنے پیغمبرؐ کی سیرت مبارکہ سے روشناس کراؤ جو پیدا ہونے سے قبل ہی یتیم ہو گئے تھے اس لیے کہ وہ یتیموں سے شفقت رکھیں، آپ ﷺ نے مجاہدانہ زندگی گزاری۔ اور ستائیس (۲۷) غزوات میں شرکت کی۔ اور ستر (۷۰) سے زیادہ غزوات میں جہاد کی مشق کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھیجا چالیس (۴۰) برس کی عمر میں

---

[۱] رواہ الطبرانی

نبوت کا تاج ملا فتح مکہ کے موقع پر ایک لاکھ سے زیادہ صحابہ کرامؓ موجود تھے۔ [1]

اسلامی قصص پیش خدمت ہیں ان کا مطالعہ ہی نہیں بلکہ غور وفکر کر کے اپنی، اپنے رشتہ داروں اور دوستوں کی بھی اصلاح بھی کریں۔

۱۔ مکھن اور بچہ

دور جاہلیت میں ایک باپ نے بیٹے کو کھانا دیا اور کہا یہ کھانا بت کے سامنے رکھ دو۔ بچے نے وہ کھانا لے لیا اور بت کی طرف گیا بچے کو بہت بھوک لگ چکی تھی۔ لیکن اس نے خوف کی وجہ سے کھانا نہ کھایا کہ بت مجھ پر ناراض ہو جائے گا اس نے خوف سے کانپنا شروع کر دیا کیونکہ اس کے ذہن کے مطابق اس نے غلط ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ اس نے بت کو کھانا پیش کیا اور کافی دیر کھڑا رہا کہ اب بت کھانا کھائے گا اتنے میں ایک لومڑ آیا اور کھانا کھا گیا، بچے نے کہا کہ مجھ سے تو یہ لومڑ عقل مند ہے چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے اسلام کی ہدایت نصیب فرمائی اور وہ صحابی رسولؐ بن گیا تو وہ فرماتا تھا اللہ کا شکر ہے جس نے ایسے جاہلانہ نظریات سے نجات دلائی اور اسلام کے ذریعے ہماری عقل کو بھی مکمل کیا۔ الذبدۃ عربی زبان میں بہترین غذا کو کہتے ہیں۔ [2]

۲۔ پروٹسٹنٹ اور بچے:

بحرین میں چند مسلمان بچے ہاکی کھیل رہے تھے وہاں اسقف (پروٹسٹنٹ) بیٹھا ہوا تھا اچانک گینداس کے سینے پر جا لگا بچوں نے منت سماجت کی لیکن اس نے گیند نہ دیا۔ بچوں نے نبی ﷺ کا نام لیا۔ اس نے آپؐ کا نام سن کر آپؐ کو گالی دی۔ بچوں نے جب یہ سنا کہ اس نے ہمارے پیغمبرؐ کو گالیاں دی ہیں تو سب نے اس کافر کو اتنا مارا کہ وہ وہاں ہی مر گیا، جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس یہ مقدمہ گیا تو آپ سن کر اتنے

---

[1] من روائع القصص النبوی ...... [2] سلم الاطفال الی بلوغ الکمال

خوش ہوئے جتنے کسی ملک فتح ہونے پر بھی نہ ہوئے تھے اور فرمایا اب اسلام دنیا میں بلند و معزز ہو چکا ہے۔ اس وقت بچوں میں ایسا جذبہ موجود تھا کہ انہوں نے اپنے پیغمبرؐ کو گالی برداشت نہیں کی۔ [1] کیوں کہ وہ جانتے تھے کہ شاتم رسولؐ کافر ہے۔ [2]

۳۔ بت اور بچے:

ابن اسحاق نے معازی میں بیان کیا ہے کہ عمرو بن جموح بن سلمہ قبیلہ کا سردار اور باعزت آدمی تھا اس نے اپنے معبود کا تقرب حاصل کرنے کی غرض سے لکڑی سے اس کا ہم شکل بت بنا کر رکھا ہوا تھا اور وہ اس کی عزت و توقیر کرتا تھا قبیلہ بنو سلمہ کے بچے بھی مسلمان ہو گئے جن میں اس کا بیٹا معاذ اور معاذ بن جبل وغیرہ بھی تھے اور جب وہ گھر میں داخل ہوتے تو بت کو اٹھا کر بنو سلمہ کے کنویں میں پھینک دیتے، صبح کے وقت عمرو دیکھتا کہ اس کا معبود گندگی کے کنویں میں پڑا ہے تو وہ بہت غصے ہوتا اسے اٹھاتا، نہلاتا اور خوشبو لگا کر پھر وہاں رکھ دیتا اور کہتا اگر مجھے پتہ چل جائے کہ جس نے تیرے ساتھ ایسا کیا ہے تو میں اس کو ذلیل کروں گا بچے کئی بار ایسا ہی کرتے بالاخر تنگ آ کر اس نے بت کے گلے میں تلوار لٹکا دی اور اسے مخاطب ہوا کہ تیرے اندر کوئی خیر ہے یا طاقت ہے تو خود ہی اپنے دشمن کو روک لے اگلے دن بچے پھر آئے تلوار اتار لی اور اسے مردہ کتے کے گلے میں باندھ کر اسے کنویں میں پھینک آئے جب عمرو نے اس کی یہ حالت دیکھی تو سمجھ گیا کہ یہ تو معبود نہیں چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اور شرک سے توبہ کی، بچوں کی کوشش کامیاب ہو گئی۔ پھر عمرو بن جموح نے اس بات کے متعلق شعر پڑھا۔

تَاللهِ لَوْ كُنْتَ اِلٰهًا مُسْتَدَنْ
لَمْ تَكُ اَنْتَ وَ الْكَلْبُ وَسْطِ بِئْرٍ فِي قَرن

''فرمایا اللہ کی قسم! اگر تو معبود ہوتا، تو کتا اور تو ایک جگہ نہ پڑے ہوتے۔ [3]

[1] اشبھی المستطرف ...... [2] سلم الاطفال الی بلوغ الکمال ...... [3] الاصابہ، ج: ٤ ص: ٦١٥

۴۔ پانی ملا ہوا دودھ اور بچہ:

ایک آدمی کے پاس گائے تھی، اس کا بیٹا بڑا صالح تھا، باپ دودھ میں پانی ملا کر بیچتا تھا بیٹا روکتا تھا کہ یہ حرام ہے اور دھوکہ ہے دودھ میں پانی مت ملا۔ ایک دن سیلاب آیا، گائے ڈوب کر مرگئی باپ پریشان ہوا بچے نے بڑی عقلمندی سے عرض کیا ابا پریشان کیوں ہو یہ وہ ہی پانی ہے جو ہم دودھ میں ڈالتے تھے وہ اکٹھا ہوتا رہا اور آج گائے ہمارے اس پانی میں ڈوب گئی ہے اللہ تعالیٰ نے پورا بدلہ دیا ہے۔ تو دودھ میں پانی نہ ڈالتا تو آج گائے نہ مرتی۔ باپ کو بچے نے سمجھا دیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری نئی پود میں ایسی ہی اسلامی سوچ نصیب فرمائے اور دودھ میں دھوکہ کرنے والوں کو ہدایت نصیب فرمائے۔ [1]

۵۔ بچہ اور بادشاہ:

پہلی امتوں میں ایک کافر بادشاہ کے پاس ایک جادوگر تھا۔ جادوگر جب بوڑھا ہو گیا تو اس نے بادشاہ سے ایک بچہ طلب کیا تا کہ اسے جادو سکھا دے۔ ایک ذہین و فطین بچے کا انتخاب ہوا بچہ جادوگر کے پاس جاتا، جادو سیکھتا، راستہ میں ایک راہب عالم دین تھا، آتے جاتے راستہ میں چوری چھپے اس نے راہب سے دین بھی سیکھنا شروع کر دیا۔ جب جادوگر کے پاس دیر سے جاتا تو وہ بچے کو مارتا اس طرح والدین بھی گھر سے تاخیر کی وجہ سے مارتے تھے راہب نے کہا کہ جب گھر والے پوچھیں تو جادوگر کا نام لینا جب جادوگر سبب تاخیر پوچھے تو کہنا گھر والوں نے دیر کی ہے۔ (ایسی صورت میں ظلم سے نجات کے لیے جھوٹ بقدر ضرورت مباح ہے) ایک دن راستے میں بہت بڑا سانپ لوگوں کا راستہ روکے ہوا تھا بچے نے سچائی دیکھنے کے لیے ایک

---

[1] سلم الاطفال الی بلوغ الکمال

پتھر پکڑ کر اللہ سے دعا کی اے اللہ اگر راہب کا دین تجھے پسند ہے اور وہ سچا ہے تو اس پتھر سے سانپ کو مار دے، بچے نے اللہ کا نام لے کر پتھر مارا سانپ مر گیا بچہ اسلام میں داخل ہو گیا اس عالم نے کہا بیٹا آج تو میرے لیے بہتر ہے لیکن اگر آزمائش آئے تو میرے متعلق خبر دینا یہ واقعہ مشہور ہو گیا بادشاہ کا کوئی قریبی اندھا تھا وہ بہت تحفے تحائف لے کر آیا کہ مجھے بھی شفا دے دے تو بچے نے کہا کہ شفا تو صرف اللہ ہی دے سکتا ہے اگر تو اللہ پر ایمان لے آئے تو میں اللہ سے دعا کروں گا۔ چنانچہ وہ اللہ پر ایمان لے آیا تو اس نے اللہ سے دعا کی اور اس کو شفا مل گئی اور وہ ایمان کی دولت سے سرفراز ہو گیا۔ [1]

جب وہ بادشاہ کے پاس گیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ تجھے آنکھیں کس نے دی ہیں تو اس مومن نے کہا کہ میرے رب نے مجھے شفا دی ہے تو کافر کہنے لگا کیا میرے علاوہ بھی تیرا کوئی رب ہے؟ تو اس نے جواب دیا کہ ہاں وہ میرا اور تیرا رب ہے، بادشاہ نے توحید کے اقرار کی وجہ سے اس مومن کے سر پر آری رکھ کر اسے دو ٹکڑے کر دے لیکن وہ مومن ثابت قدم رہا۔ بادشاہ نے بچے کو طلب کیا اور راہب (عالم دین) کے متعلق پوچھا، انکار پر اس نے بچے کو مختلف عذاب دینے کی کوشش کی، اسے ڈبونے اور پہاڑ سے گرانے کا پلان بنایا لیکن گرانے والے مر گئے، پھر اسے کشتی میں بٹھا کر پانی میں ڈبونے کی کوشش کی گئی، لیکن ڈبونے والے ڈوب گئے بچہ صحیح سلامت بادشاہ کے پاس ایک چیلنج کی صورت میں موجود تھا بادشاہ نے حیران ہو کر پوچھا تجھے کس نے بچایا؟ تو بچے نے کہا: میرے رب نے، جب بچے نے دیکھا کہ بادشاہ مجھے مارنے کی کوشش میں ناکام ہو چکا ہے تو بچے نے کہا کہ تو مجھے کبھی بھی نہیں مار سکتا مگر ایک ترکیب

---

[1] روائع القصص

میں بتاتا ہوں بچے نے کہا کہ تمام لوگوں کو ایک میدان میں جمع کریں مجھے اپنی طرف سے تیر دیتا ہوں مجھے وہ تیر مارتے وقت یہ کہنا کہ میں اس بچے کے رب کے نام سے تیر مارتا ہوں۔" بِسْمِ الرَّبِّ هَذَا الْغُلَامِ "بادشاہ نے رب کے نام سے بچے کو تیر مارا، بچہ شہید ہوگیا لیکن اس کی شہادت لاکھوں انسانوں کو ایمان کی دولت نصیب ہونے کا سبب بن گئی جب سب لوگوں نے یہ ماجرا دیکھا تو سب پکار اٹھے۔" آمَنَّا بِرَبِّ هَذَا الْغُلَامِ " ہم سب اس پر ایمان لائے جو اس بچے کا رب ہے۔اللہ تعالیٰ ہماری نئی پود کو اسلامی سوچ کی توفیق نصیب فرمائے۔آمین

والدین سے حسن سلوک

قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿ فَلَا تَقُلْ لَهُمَا أُفٍّ وَلَا تَنْهَرْهُمَا ...... ﴾[سورة بنی اسرائیل]

والدین کو اف کا کلمہ کہنا بھی بہت بڑی گستاخی ہے کلمہ اف نافرمانی کا ابتدائی درجہ ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔والدین سے حسن سلوک دخول جنت کا سبب ہے۔ والدین کی ادنیٰ نافرمانی جہنم کا ٹکٹ ہے خاص کر ماں سے حسن سلوک کی بہت تاکید ہے۔اس لیے کہ ماں نے نو ماہ حمل کی تکالیف برداشت کیں۔پھر وضع حمل کی تکلیف سے دوچار ہوئی۔پھر دودھ پلانے کی مشقت برداشت کی۔ماں بھوکی رہتی ہے تاکہ بچے سیر ہو کر کھائیں وہ نیند قربان کرتی ہے تاکہ بچہ آرام سے سو سکے کیا اب اس ماں کا حق نہیں کہ تو ساری زندگی اس کے پاؤں دھونے میں گزار دے تاکہ تجھے جنت حاصل ہو سکے؟

ماں کے نافرمان کی قبر میں گدھے کی شکل:

الترغیب الترہیب میں عوام بن حوشبؒ بیان فرماتے ہیں کہ میں دوران سفر

ایک قبیلہ کے پاس گیا گاؤں کے قریب ایک قبرستان تھا جب عصر کا وقت ہوتا تو قبر سے ایک آدمی نکلتا۔ جسم انسان کا ہوتا اور سر گدھے کا۔ تین دفعہ گدھے کی طرح آواز نکالتا اور پھر قبر میں داخل ہو جاتا ہے وہاں ایک بوڑھی عورت اس کو دیکھتی تھی مجھے ایک دوسری عورت نے بتایا کہ یہ بوڑھی اس آدمی کی ماں ہے یہ آدمی شراب پیتا تھا ماں اس کو وعظ ونصیحت کرتی اور کہتی تھی کہ بیٹا تو کب تک شراب پیتا رہے گا۔ اللہ سے ڈر جا۔ تو یہ ماں کا نافرمان بیٹا ماں کو جواب دیتا کہ تو ہر وقت گدھے کی طرح ہینگتی رہتی ہے پس عصر کے وقت یہ ماں کا نافرمان مرگیا اب ہر روز عصر کے وقت یہ گدھے کی شکل میں قبر سے نکلتا ہے۔[1]

ماں باپ کا نافرمان جنت میں داخل نہیں ہوگا۔

ماں کی اولاد سے محبت

حدیث نبوی میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا دو عورتوں کے پاس دو بچے تھے ایک بھیڑیا آیا اور ایک بچے کو کھا گیا ان میں سے ایک نے کہا کہ تیرا بیٹا بھیڑیا کھا گیا ہے، دوسری نے کہا نہیں تیرا بیٹا بھیڑیے نے کھایا ہے، اس بات پر دونوں میں جھگڑا ہو گیا اور دونوں حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس گئیں، حضرت داؤدؑ نے فیصلہ فرمایا کہ یہ بیٹا بڑی عورت کو دیدو یہ فیصلہ سن کر چھوٹی عورت سٹپٹائی اور رونے لگی، اسی دوران حضرت سلیمانؑ کا وہاں سے گذر ہوا تو انہوں نے فرمایا میں اس جھگڑے کا فیصلہ اس طرح کرتا ہوں کہ چھری سے دو ٹکڑے کر دیتا ہوں آدھا حصہ ایک لے جائے اور آدھا دوسری لے جائے، اصل میں وہ بچہ چھوٹی کا تھا وہ چیخ کر بولی اللہ کے نبیؑ یہ بیٹا میرا نہیں اس کا ہے اس کو دیدو۔ کیونکہ وہ اصل ماں تھی اور اپنی آنکھوں کے سامنے اپنے لخت جگر کو ذبح ہوتے نہ دیکھ سکتی تھی چنانچہ

---

[1] الترغیب والترھیب، ج:۳، ص:۳۳۲

حضرت سلیمان نے چھوٹی کے حق میں فیصلہ فرمایا اور اسے بیٹا دیدیا۔

ماں کی محبت کی قدر کرنی چاہیے اس کی خدمت اور اطاعت کرنی چاہیے حضرت سلیمان علیہ السلام کے متعلق اللہ نے فرمایا:

﴿فَفَهَّمْنَا سُلَيْمَانَ﴾ [1]

ماں کا تابع دار

سابقہ امتوں میں ایک شخص حج پر جا رہا تھا تو اس کی ماں نے بیس (۲۰) دینار اس کے کپڑوں میں سلائی کر دیے اور نصیحت کی بیٹا جھوٹ نہیں بولنا، راستے میں چوروں نے پکڑ لیا، اور اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میرے پاس ۲۰ دینار ہیں چور اسے اپنے سردار کے پاس لے گئے اور بتایا کہ شاید یہ پاگل ہے کیونکہ وہ سچ بول رہا ہے سردار نے پوچھا کہ تو نے یہ کیوں بتایا ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے اپنی ماں سے عہد کیا تھا کہ سچ بولوں گا تو وہ سردار رونے لگا اور کہا کہ یہ بچہ اپنی ماں کی خیانت نہیں کرتا لیکن ہم لوگ اپنے رب کی خیانت اور نافرمانی کر رہے ہیں! سب نے توبہ کی اور اپنی زندگی عبادت میں گذار دی، ماں کی اطاعت سے دنیا و آخرت میں کامیابی ملے گی۔ [2]

اس لیے تو نبی ﷺ نے فرمایا: «اُمَّكَ اُمَّكَ ثُمَّ اُمَّكَ» کہ ''سب سے زیادہ حق ماں کا ہے۔''

ماں سے حسن سلوک کا پھل

بنی اسرائیل میں ایک آدمی قتل ہو گیا قاتل کا پتہ نہیں چل رہا تھا۔ قوم نے موسیٰ علیہ السلام سے عرض کی کہ اللہ تعالیٰ سے سوال کریں کہ وہ قاتل کا پتہ بتا دے اللہ تعالیٰ

---

[1] الجامع الصغیر ...... [2] من انفع الدروس فی تهذیب النفوس۔

نے گائے ذبح کرنے کا حکم دیا فرمایا کہ گائے کا گوشت مقتول کو مارو مقتول زندہ ہو کر خود قاتل کا نام بتائے گا۔ اس قوم نے گائے کے متعلق سوالات کرنے شروع کر دیئے آخر کار ان شرطوں والی گائے ایک یتیم بچے کے پاس تھی جو اپنی ماں سے حسن سلوک کرتا تھا جب انہوں نے اس سے گائے طلب کی تو اس نے کہا میں اپنی ماں کی اجازت سے فروخت کروں گا۔ چنانچہ اس نے اپنی ماں سے اجازت مانگی تو اس نے اس شرط کے ساتھ گائے فروخت کرنے کی اجازت دے دی کہ اس گائے کے نصف برابر سونا دیا جائے تو انہوں نے گائے کے وزن کے برابر سونا دیا اور گائے خرید لائے دراصل اس بچے کو اتنا سونا ماں کی تابعداری کی وجہ سے ملا چنانچہ وہ گوشت مقتول کو مارا گیا تو اس نے زندہ ہو کر بتایا کہ مجھے میرے چچا کے بیٹے نے قتل کیا ہے۔ [1]

ماں بچے کی خدمت کرتی ہے بچے کی زندگی کے لیے، جبکہ بچہ ماں کی خدمت کرتا ہے اپنی جنت کے لیے، لہٰذا ماں کی خدمت امر عظیم ہے۔ [2]

اللہ نے ماں کی محبت عجیب بنائی ہے جب تمام مشکلات برداشت کر کے ماں بچے کو اپنی گود میں دیکھتی ہے تو خوشی سے کہتی ہے "تَقْبُرُنِیْ" کہ میرا بچہ مجھے قبر میں ڈالے گا یہی ماں کی سب سے بڑی خواہش ہے ماں اس بات پر راضی ہے کہ وہ اپنے بچے سے پہلے مر جائے اور بیٹا زندہ رہے تاکہ اپنے ہاتھوں سے ماں کی میت کو لحد میں اتارے کیوں کہ وہ اپنے بچے کے مرنے کا دکھ اپنی آنکھوں کے سامنے نہیں دیکھ سکتی۔

عجیب لکڑی

گذشتہ امتوں میں ایک آدمی نے کسی سے ایک ہزار دینار قرض مانگا لیکن قرضہ

---

[1] روائع قصص النبوی ...... [2] صورت المعبر

دینے والے نے کہا کہ کوئی ضامن لے کر آ ؤاس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ میرا ضامن ہے ۔اس نے کہا کہ اللہ ہی کافی ہے اور اسے ہزار دینار اللہ کی ضمانت پر دے دیے وہ آدمی ہزار دینار لے کر کشتی میں بیٹھ کر چلا گیا مدت ایک ماہ طے ہوئی تھی چنانچہ وہ مقرر مدت پر ہزار دینار تھیلی میں ڈال کر لکڑی سمندر کے کنارے چلا گیا تا کہ صاحب قرض کے پاس جائے لیکن کئی دن انتظار کے باوجود کشتی نہ ملی اس نے ایک لکڑی لی اس کے اندر ہزار دینار ڈال کر سمندر میں پھینک دی اور کہا کہ میں نے اللہ کی ضمانت پر قرضہ لیا تھا اب میں مجبور ہوں تو اپنی رحمت سے اسے میرا قرضہ پہنچا دے،سمندر کی موجیں اس لکڑی کو قرض خواہ کے علاقہ میں لے گئیں ادھر وہ آدمی مقروض کی آمد کا انتظار کر کے مایوس ہو کر گھر جانے لگا تو اسے سمندر کے کنارے ایک لکڑی نظر آئی اس نے وہ لکڑی اٹھالی کہ جلانے کے کام آئے گی وہ گھر لے گیا، گھر جا کر لکڑی کو توڑا تو اس میں ہزار دینار تھے وہ سمجھ گیا کہ مجھے میرا قرض واپس ہو گیا ہے۔

ادھر کچھ دیر بعد مقروض کو کشتی مل گئی اس نے ہزار دینار اور لے کر سفر شروع کر دیا کہ شاید وہ لکڑی گم ہوگئی ہو اس نے یہ ہزار دینار قرض خواہ کو دیا اور تاخیر کی معذرت کی ،صاحب قرض نے کہا اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کا قرض واپس دیدیا ہے لہٰذا ایمانداری اور سچائی کو اپنا شعار بنانا چاہئے۔

جو آدمی کسی سے قرض لے کر واپس ادا کرنے کا ارادہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد فرماتے ہیں قرضہ لے کر ٹال مٹول کرنا مال کے ضیاع کا سبب بن جاتا ہے۔ [1]

وفاءِ عمر رضی اللہ عنہ

ایرانی شہزادے ہرمزان کو کسی جرم کی پاداش کے سبب حضرت عمر کے سامنے پیش

---

[1] من روائع قصص النبوی الصحیح

کیا گیا تو آپؓ نے اسے قتل کا حکم صادر فرمایا اس نے عرض کی اے امیر المومنین مجھے پیا سا قتل نہ کرو اور ایک پیالہ پانی پی لینے دو جب اسے پانی کا پیالہ مہیا کیا گیا تو اس نے کہا کہ جب تک میں یہ پیالہ نہ پی لوں مجھے امن میں رکھنا حضرت عمرؓ نے فرمایا ٹھیک ہے تو پانی پینے تک امن میں ہے۔ اس نے پیالہ ہاتھ سے چھوڑ دیا پیالہ ٹوٹ گیا پانی زمین پر بکھر گیا اس نے کہا حضرت آپؓ نے وعدہ کیا ہے کہ یہ پیالہ پینے تک میں امن میں ہوں لہٰذا آپ کو وعدہ پورا کرنا چاہئے آپ نے اسے چھوڑ دیا اس نے حضرت عمرؓ کا وعدہ وفا دیکھ کر اسلام قبول کر لیا پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس کی ذہانت کی وجہ سے اسے اپنے خاص معاملات کے لیے اپنا مشیر مقرر کر لیا...... ﴿ اَوُفُوْا بِالْعَھْدِ اِنَّ الْعَھْدَ کَانَ مَسْئُوْلًا ﴾

وجود باری تعالیٰ پر دلائل

اَلْبِعْرَۃُ تَدُلُّ عَلَی الْبَعِیْرِ
وَالْاَقْدَامُ عَلَی الْمَسِیْرُ
وَالسَّمَاءُ ذَاتُ اَبْرَاجٍ
وَالْاَرْضُ ذَاتُ فِجَاجٍ
کَیْفَ لَا تَدُلَّ عَلَی
الْوَاحِدِ الطِّیف الخبیر

”مینگنا دیکھ کر اونٹ کا اور قدم دیکھ کر چلنے والے کا پتہ چل سکتا ہے۔ بلند برج والا آسمان اور وسیع و عریض زمین دیکھنے سے کیا اللہ واحد کا پتہ نہیں چلتا؟

ہارون الرشید کے دور میں ایک دھریے[1] نے دعویٰ کیا کہ یہ کائنات خود

[1] اللہ تعالیٰ، یوم آخرت اور دوبارہ جی اٹھنے کے منکروں کو دھریہ کہا جاتا ہے دیکھیے الملل والنحل امام شہرستانی

بخود پیدا ہوئی ہے اور اس کا کوئی خالق نہیں ہے خلیفہ نے اس سے مناظرہ کرنے کے لیے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو دعوت دی۔مناظرہ کا وقت طے ہو گیا امام ابو حنیفہؒ مناظرہ کی جگہ پر ذرا دیر سے گئے۔اس دھریے نے اعتراض کیا کہ آپ دیر سے آئے ہیں تو جواب میں امام ابو حنیفہؒ نے فرمایا کہ میں دریا پر آیا لیکن اس میں کشتی نہ تھی اچانک دو پھٹیاں الگ الگ سمتوں سے آئیں اور اکٹھی ہو گئیں بغیر ملاح کے انہوں نے دریا میں چلنا (تیرنا) شروع کر دیا اور اس طرح میں دریا عبور کر کے یہاں آیا ہوں۔

اس دھریے نے کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ دو پھٹیاں بغیر معمار کے آپس میں مل کر کشتی بن جائیں پھر خود بخود چلنا شروع کر دیں یہ غلط اور جھوٹ ہے۔

تو امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جب ایک کشتی بغیر بنانے والے کے نہیں بن سکتی بغیر چلانے والے کے نہیں چل سکتی تو اتنا بڑا کارخانہ دنیا آسمان و زمین یہ سب کچھ بغیر پیدا کرنے والے کے کیسے پیدا ہو گیا ﴿فبهت الذی کفر﴾ وہ کافر دھریہ لا جواب ہو گیا۔ [1]

یہ چند اسلامی قصے اس لیے ذکر کیے گئے ہیں تاکہ ہماری نئی نسل فلمی کہانیوں اور سنسنی خیز ناولوں کو چھوڑ کر انہیں پڑھے اور اپنے اسلاف کرام سے وابستگی کا اظہار کرے۔

اپنے بچوں کو اسلامی کتابیں اور قصص پڑھنے کی طرف راغب کریں تاکہ کل آنے والے وقت میں بچے اسلامی قوم کی قیادت کر سکیں اور والدین کے لیے ذریعہ نجات اور اسلامی معاشرہ کے لیے ترقی اور بہتری کا سبب بن سکیں۔

---

[1] شرح المقاصد

نصیحت نمبر:۱۹

کبیرہ گناہوں سے بچنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿ اِنْ تَجْتَنِبُوْا كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنْكُمْ سَيِّاٰتِكُمْ وَ نُدْخِلْكُمْ مُّدْخَلًا كَرِيْمًا ﴾ [سورة النساء]

''اگر کبیرہ گناہوں سے بچو گے تو ہم تمہاری چھوٹی چھوٹی خطائیں معاف کر کے تمہیں عزت کے گھر جنت میں داخل کریں گے۔''

کبیرہ گناہ بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتے توبہ کا دروازہ کھلا ہے یہاں تک کہ سورج مغرب سے طلوع نہ ہو جائے اگر ہمارے گھروں میں کبیرہ گناہوں کا ارتکاب ہوتا ہے تو ہمیں رب کی پکڑ سے ڈرنا چاہئے۔ ﴿ اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ﴾

اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ نے فرمایا:

''اِنَّ اللّٰہَ لَیُمْلِ الظَّالِمَ اِذَا اَخَذَہٗ لَمْ یُفْلِتْہُ'' [1]

''اللہ تعالیٰ ظالم کو مہلت دیتا ہے لیکن جب اللہ کی پکڑ آتی ہے پھر دنیا کی کوئی طاقت اسے چھڑا نہیں سکتی۔''

مسلمانو! کبیرہ گناہوں سے اپنے آپ کو اور اہل خانہ کو بچاؤ ﴿قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا﴾

امام ذہبیؒ کی کتاب الکبائر سے اور بعض احادیث کی دوسری کتابوں سے اور قرآن کریم سے چند کبیرہ گناہوں کا اجمالی طور پر ذکر کیا جاتا ہے جس سے اپنے گھر اپنے معاشرہ کو بچانا ہر مسلمان کا مذہبی اخلاقی اور قومی فریضہ ہے اللہ تعالیٰ ہماری

لغزشوں سے درگزر فرمائے۔ آمین

کبیرہ گناہوں کی فہرست

- اللہ کے ساتھ شرک کرنا کبیرہ گناہ ہے اس کی دو قسمیں ہیں:
  شرک اکبر [۱] ......شرک اصغر [۲]
- کسی انسان کو ناحق قتل کرنا۔[سورۃ آل عمران]
- جادو کرنا۔ [۳]
- نماز چھوڑنا۔[سورۃ آل عمران]
- زکوٰۃ ادا نہ کرنا۔[سورۃ الاسراء]
- زنا کرنا۔ [۴]
- ماں باپ کی نافرمانی کبیرہ گناہ ہے۔[سورۃ النساء]
- لواطت کرنا (فاعل اور مفعول دونوں کبیرہ گناہ کے مرتکب ہیں۔[سورۃ الماعون]
- رمضان کا روزہ بلاعذر چھوڑنا۔[سورۃ البقرہ]
- طاقت کے باوجود حج نہ کرنا۔[سورۃ آل عمران]
- رشتہ داروں سے تعلقات کو توڑنا۔[سورۃ محمد]
- سود کھانا، سود کا سب سے ہلکا گناہ یہ ہے کہ انسان اپنی ماں سے زنا کرے۔ [۵]
- یتیموں کا مال کھانا۔[سورۃ النساء]
- اللہ اور اس کے رسول پر جھوٹ بولنا۔ [۶]
- جھوٹی گواہی دینا۔ [۷]
- شراب پینا۔[سورۃ المائدہ]

---

[۱] ابو داؤد کتاب الحدود...... [۲] بخاری ...... [۳] مسند احمد ...... [۴] بخاری کتاب الشہادات

[۵] مستدرک حاکم کتاب البیوع ...... [۶] بخاری کتاب العلم ...... [۷] مسلم کتاب البر والصلة

- پاکدامن عورتوں پر تہمت لگانا۔[سورہ نور]
- چوری کرنا کبیرہ گناہ ہے۔[سورۃ المائدہ]
- ڈاکہ ڈالنا۔[سورۃ المائدہ]
- جھوٹی قسم کھانا۔ [۱]
- ظلم کرنا۔ [۲]
- حرام کھانا۔[سورۃ البقرہ]
- رشوت لینا۔ [۳]
- بے غیرتی اختیار کرنا جو انسان گھر میں بے حیائی جاری رکھتا ہو برائی کا انکار نہ کرتا ہو وہ دیوث یعنی بے غیرت ہے۔ [۴]
- حلالہ کرنا اور کرانا۔ حلالہ کرنے والا اور کرانے والی دونوں ملعون ہیں۔ [۴]
- پیشاب کی چھینٹوں سے احتیاط نہ کرنا۔ [۵]
- خیانت کرنا۔[سورۃ الانفال]
- لوگوں کی خفیہ باتیں معلوم کرنا (جاسوسی کرنا)۔[سورۃ الحجرات]
- لعنت کرنا۔ [۶]
- عہد توڑنا یعنی وعدہ خلافی کرنا۔ [۷]
- خاوند کی نافرمانی کرنا۔ [۸]
- بغیر اشد ضرورت کے تصویر بنوانا۔ [۹]
- پڑوسی کو تکلیف دینا۔ [۱۰]
- مردوں کا ریشم اور سونا پہننا۔ [۱۱]

---

[۱] بخاری ...... [۲] صحیح مسلم ...... [۳] سنن ترمذی ...... [۴] مسند احمد ...... [۵] ...... ترمذی

[۶] ابو داؤد ...... [۷] بخاری ...... [۸] بخاری ...... [۹] بخاری کتاب اللباس ...... [۱۰] بخاری ...... [۱۱] بخاری

- غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا۔ ''من ذبح لغیر اللہ'' جو غیر اللہ کے نام پر ذبح کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔[1]
- ناپ تول میں کمی کرنا۔ [سورۃ المطففین]
- خنزیر کا گوشت کھانا۔ [سورۃ الانعام]
- میت پر نوحہ۔ حدیث صحیح ہے خیانت یا ظلم کی غرض سے زمین کے نشانات علامات بدل دینا۔[2]
- صحابہ کرام کو گالی دینا۔[3]
- کسی مسلمان کی طرف اسلحہ سے اشارہ کرنا۔[4]

(ب) کسی کو خاندان کا طعنہ مارنا۔[5]

اس کے علاوہ بھی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی بہت سی صورتیں ہیں تاہم بطور یاد دھانی کے یہ چند کبیرہ گناہ ہیں جو ہمارے معاشرے میں کثرت سے پائے جاتے ہیں اور نیک اعمال کو بھی ضائع کرتے ہیں جس گھر میں کبیرہ گناہ کا ارتکاب ہوگا، وہاں اللہ کی رحمت نہ ہوگی اپنے اندر ایمانی غیرت پیدا کرو خدا تعالیٰ سے ڈرو اپنے گھروں کو ایسے گناہوں سے پاک کرو سچے دل سے توبہ کرو تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت کا نزول ہوگا اور آخرت میں جنت ملے گی قبر ماں کی طرح گلے لگائے گی جنت کی حوریں آپ کے انتظار میں ہوں گی۔

﴿ وَ تُوْبُوْا اِلَى اللّٰهِ جَمِيْعًا اَيُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ ﴾

« اللھم اجعلنا من اھل الجنۃ ولا تجعلنا من اھل الشقاء والنار »

---

[1] مشکوۃ حدیث صحیح ...... [2] حدیث صحیح ...... [3] المعجم الکبیر للطبرانی ......
[4] صحیح مسلم ...... [5] صحیح مسلم

نصیحت نمبر:۲۰

توبہ کی ترغیب

توبہ کا دروازہ اس وقت تک کھلا ہے جب تلک سورج مغرب سے طلوع نہ ہوگا
انسان غلطی کا پتلا ہے۔ [1]

«اَلْاِنْسَانُ مُرَكَّبٌ بِالْخَطَاءِ وَالنِّسْيَانِ»

بھول ہو جانا انسانی فطرت کے منافی نہیں اور انسان کے غلطی کرنے پر تعجب نہیں بلکہ غلطی پر اصرار کرنے والے اور جراٴت کرنے والے اور ڈھٹائی سے کام لینے والے پر تعجب ہے:

«كُلُّ بَنِيْ آدَمَ خَطَّاؤُنَ وَ خَيْرُ الْخَطَّائِيْنَ التَّوَّابُوْنَ» [2]

غلطی کا ارتکاب ہر انسان سے ممکن ہے لیکن بہتر وہ ہے جو اپنے کئے پر شرمند ہو یعنی توبہ کرے:

﴿ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِيْنَ وَ يُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِيْنَ ﴾[سورۃ البقرہ]

''اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں کو بھی پسند فرماتا ہے اور پاک رہنے والوں کو بھی۔''

اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والے سے بہت خوش ہوتا ہے اس کے صرف گناہ ہی نہیں بخشتا بلکہ سب گناہوں کو نیکیوں میں بھی تبدیل کر دیتا ہے۔قرآن میں ہے:

﴿ فَاُولٰٓئِكَ يُبَدِّلُ اللّٰهُ سَيِّاٰتِهِمْ حَسَنٰتٍ ﴾

''کہ اللہ توبہ کرنے والوں کی غلطیاں، نیکیوں میں بدل دیتا ہے''

توبہ کے معنی ہیں کئے ہوئے گناہ پر افسوس، اس گناہ کو چھوڑ دینا اور اسے دوبارہ

---

[1] مسلم ...... [2] ترمذی

نہ کرنے کا عزم کرنا، اگر وہ گناہ حقوق العباد سے متعلق ہے تو بندوں سے معاف کروانا۔ نبی اکرم ﷺ جن کی ذات گرامی نے کسی وحی کے بغیر کلام تک نہیں کی۔ آپ ﷺ ایک دن میں سو (۱۰۰) مرتبہ توبہ فرماتے تھے۔ [۱]

بلکہ حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے فرماتے ہیں کہ میرے بندو! تم دن رات گناہ کرتے ہو تم مجھ سے معافی مانگو میں تمہارے سارے گناہ معاف کردں گا۔ [۲]

ایک جگہ یوں فرمان نبوی وارد ہے:

«اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنْ لَا ذَنْبَ لَهُ» [۳]

''گناہوں سے پلٹ آنے والا ایسا ہوتا ہے جیسے اس کے ذمہ کوئی گناہ نہ ہو۔''

اگر ہماری زندگی کا کوئی پہلو اسلامی احکام کے خلاف ہے تو ہمیں سچے دل سے اس گناہ سے توبہ کرنی چاہئے اور اس گناہ کا تذکرہ بھی نہیں کرنا چاہئے۔ بغیر کسی مصلحت کے گناہ کا ذکر کرنا کسی کے لیے جائز نہیں۔ جہالت اور لاعلمی کی بنا پر گناہ سرزد ہو جائیں یا خواہشات نفس غالب آجائیں تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامیدی کفر ہے جس طرح کہ اس کے خوف کو خاطر میں نہ لانا کفر ہے۔ ایمان، خوف اور امید کے درمیان ہے کسی ایک میں بھی افراط وتفریط ہلاکت کا باعث ہے۔ جہاں وہ غفور ورحیم ہے وہاں وہ شدید العقاب بھی ہے بلکہ یوں سمجھئے کہ زندگی میں کوئی بھی گناہ کرتے وقت اللہ شدید العقاب سے ڈرنا چاہیے اور مرتے وقت سکرات الموت میں صرف اس کی رحمت (کہ وہ غفور ورحیم ہے) کی امید رکھنی چاہیے۔ اللہ تعالیٰ سے اچھا گمان رکھنا چاہئے جیسا کہ وہ خود اعلان فرماتا ہے: ﴿ اَنَا عِنْدَ ظَنِّ عَبْدِی ﴾ بندہ جیسی امید رکھے گا اللہ تعالیٰ اسے مایوس نہیں

---

۱ ......مسلم...... ۲ مسلم...... ۳ ایضاً

کرے گا لیکن زندگی بھر گناہ پر جرأت واصرار کرتے رہنا، اور اللہ کے خوف سے نہ ڈرنا اور جب روح قفس عنصری سے جدا ہونے لگے پھر شاید توبہ بھی نصیب نہ ہو سکے۔

توبہ کی مثالیں

تاریخ سے بعض مثالیں ذہن نشین کریں اور اپنی زندگی میں شرک و بدعت اور خرافات، بے حیائی، لادینی جیسی برائیوں سے توبہ کر کے کتاب اللہ اور سنت الرسول کے احکامات سے تعلق پیدا کریں شاید رحمت رب جلیل ہمارا نام ان خوش قسمت بندوں میں لکھ دے جن کے لیے اعلان ہوگا کہ جاؤ میں نے تم کو معاف کر دیا۔

حضرت آدم عَلَیْہِ السَّلَام کی توبہ

مختصراً یہ کہ آدم عَلَیْہِ السَّلَام نے شیطان کے مکر و فریب میں آ کر جب شجرہ ممنوعہ کا پھل کھا لیا تو فوراً کسی واسطے کے بغیر ڈائریکٹ اپنے رب سے کہا: ﴿ اَلْعَفْوُ يَا رَبِّ ﴾ میرے مالک مجھے معاف کر دے اپنی خطا پر جنت سے محرومی پر دوسو (۲۰۰) سال تک روتے رہے اتنا روئے کہ فرشتوں نے بھی رونا شروع کر دیا جو آنکھ دنیا میں اللہ کے ڈر سے روئی اس پر جہنم کی آگ حرام ہو جائے گی۔ [1]

حضرت نوح عَلَیْہِ السَّلَام کی توبہ

نوح عَلَیْہِ السَّلَام پہلے رسول تھے ان کا بیٹا نافرمان تھا جب اس کے لیے اللہ سے دعا کی تو اللہ تعالیٰ نے اپنے اس مقرب بندے کو جس نے تقریباً ساڑھے نوسو سال دین الٰہی پھیلایا ڈانٹ دیا تھا تو آپ اس دعا پر اتنے پریشان ہوئے کہ تین سو سال تک روتے رہے۔ [2]

---

[1] كتاب التوابين ابن قدامه ...... [2] كتاب التوابين

حضرت یونس علیہ السلام اور ان کی قوم کی توبہ

آپ علیہ السلام اہل نینوی کی طرف مبعوث تھے، آپ نے اپنی قوم کو تبلیغ کی لیکن قوم نہ مانی تو ان سے عذاب کا وعدہ کیا اور قوم کو چھوڑ کر چلے گئے، راستے میں کشتی میں سوار ہوئے کشتی بھنور میں پھنس گئی، آخر مچھلی کے پیٹ میں چلے گئے۔ چالیس دن تک مچھلی کے پیٹ میں مچھلیوں اور کنکریوں کی تسبیح سنتے رہے، پیچھے قوم ایمان لے آئی اب یونس علیہ السلام اپنی غلطی کی معافی کے لیے رب تعالی کو پکارنے لگے جو ہر کسی کی ہر حالت میں ہر وقت سنتا ہے فرمایا:

﴿لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ [سورۃ الانبیاء]

اللہ میری فریاد سمندر کی گہرائیوں میں، پانی کی موجوں میں، رات کے اندھیرے میں اور مچھلی کے پیٹ میں، تیرے علاوہ کوئی نہیں سنتا تو پاک ہے میں غلطی کر بیٹھا، مجھے معاف کر دے جب یہ کلمات فرشتوں نے سنے تو یونس کے رونے کی وجہ سے فرشتوں نے بھی حتی کہ زمین و آسمان نے بھی یہاں تک مچھلیوں نے بھی رونا شروع کر دیا فرشتوں نے عرض کی کہ اے اللہ کوئی بڑی کمزور آواز بڑی دور سے آ رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میرا بندہ یونس ہے جو مجھے مچھلی کے پیٹ میں پکار رہا ہے میں نے اپنے بندے کو معاف کر دیا اگر وہ یہ مذکورہ کلمات نہ کہتا تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ میں رہتا۔

﴿فَاسْتَجَبْنَا لَہٗ وَ نَجَّیْنٰہُ مِنَ الْغَمِّ وَ کَذٰلِکَ نُنْجِی الْمُؤْمِنِیْنَ﴾

جب کوئی انسان اپنے کئے پر پریشان ہو کر اللہ سے معافی مانگے اور یہ کلمات ﴿لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ سُبْحٰنَکَ اِنِّیْ کُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ﴾ پڑھے اللہ تعالیٰ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتے ہیں اور اس کی پریشانیوں کو دور فرما دیتے ہیں۔

ایک گناہ گار کی توبہ

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں قحط پڑ گیا بارش نہ ہوئی قوم نے دعا کے لیے درخواست کی، تقریباً ستر ہزار افراد کو لے کر حضرت موسیٰ دعا کے لیے میدان میں نکلے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ تم میں ایک آدمی ہے جس نے چالیس سال نافرمانی کی ہے جب تک وہ تم سے باہر نہیں نکلے گا بارش نہ ہوگی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اعلان فرمایا کہ جس نے چالیس سال نافرمانی کی ہے وہ باہر نکل جائے اس آدمی نے دائیں بائیں دیکھا کوئی نہ نکلا تو پریشان ہوا فوراً اللہ سے توبہ کر لی اور کہا اے اللہ میں نے چالیس سال نافرمانی کی ہے تو نے مجھے مہلت دی اب میں نے توبہ کر لی۔ کیا تو مجھے ان سب لوگوں کے سامنے ذلیل و رسوا کرے گا؟ فوراً بارش شروع ہوگئی موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی خدایا کوئی بندہ باہر نہیں نکلا بارش کیسے ہوگئی؟ فرمایا جس کی وجہ سے میں نے بارش روکی تھی اس کی وجہ سے ہی برسائی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا یا اللہ وہ بندہ کون ہے؟ فرمایا اے موسیٰ میں اپنے بندے کا نام تجھے نہیں بتاؤں گا، میں چغل خوروں کو پسند نہیں کرتا حقیقت یہ ہے کہ وہ ستّار العیوب اور غفّارُ الذُّنُوب بھی ہے اس کے در سے کسی کو بھی مایوسی نہیں ہوتی بشرطیکہ توبہ نصیب ہو جائے۔ [1]

خوف الٰہی

ربیعہ بن عثمان بیان کرتے ہیں کہ ایک نافرمان نے گناہوں سے توبہ کی۔ اللہ کا خوف آیا تو روتا ہوا جنگلوں کی طرف نکل گیا اور کہتا تھا اے آسمان، اے زمین، میری سفارش کرو، اسے عبادت کا طریقہ کار بھی معلوم نہ تھا چنانچہ روتے ہوئے جنگلوں میں بے ہوش ہو کر گر گیا ایک فرشتہ آیا اسے اٹھایا چہرے سے مٹی صاف کی اور کہا کہ خوش

---

[1] کتاب التوابین

ہو جا اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول کر لی ہے فرشتے نے کہا: تیرا رونا، اللہ سے خوف کھانا ، اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا اس نے تجھے معاف کر دیا ہے۔ جو دنیا میں اللہ کے خوف سے رو پڑا اسے آخرت میں خوشی ہوگی۔ [1]

﴿ لَا خَوۡفٌ عَلَیۡهِمۡ وَ لَا هُمۡ یَحۡزَنُوۡنَ ﴾

بدکار عورت کی توبہ

امام سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ کی ایک مشہور کتاب "تنبیہ الغافِلِیۡنَ" ہے جو وعظ و نصیحت پر مبنی ہے اس میں لکھا ہے کہ حضرت ابو ہریرہ راستے میں جا رہے تھے ایک عورت ملی اس نے کہا میں نے زنا کیا تھا اس سے بیٹا پیدا ہوا تھا میں نے اسے قتل کر دیا اب میرے لیے توبہ ممکن ہے تو حضرت ابو ہریرہ نے کہا کہ تیرے لیے کوئی توبہ نہیں ہے تو ہلاک ہو گئی اس نے مارے غم کے چیخ ماری اور خوف خدا سے اس پر غشی طاری ہو گئی۔ حضرت ابو ہریرہ نے یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو سنایا آپ نے فرمایا اے ابو ہریرہ تو ہلاک ہو گیا تو نے اسے ہلاک کیا تجھے قرآن کی یہ آیت معلوم نہ تھی۔

﴿ وَالَّذِیۡنَ لَایَدۡعُوۡنَ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا آخر ......اِلٰی قوله...... وَ کَانَ اللّٰهُ غَفُوۡرٌ رَّحِیۡمًا ﴾

چنانچہ ابو ہریرہ اس فتویٰ کی وجہ سے بہت پریشان ہوئے اللہ تعالیٰ نے ان کو بھی معاف فرما دیا۔ [2]

شرابی کی توبہ

یوسف بن حسین بیان کرتے ہیں کہ میں ذی النون مصری کے ساتھ ایک نہر کے کنارے پر تھا ہم نے دیکھا کہ بہت بڑا بچھو نہر کے کنارے پر بیٹھا تھا اچانک نہر سے

---

[1] کتاب التوابین...... [2] کتاب التوابین

ایک مینڈک نکلا وہ بچھو مینڈک کے اوپر بیٹھ گیا مینڈک نے نہر میں تیرنا شروع کر دیا ہم بھی اس کے پیچھے چلتے ہوئے کچھ دور گئے، نہر کے کنارے ایک آدمی نشے کی حالت میں سویا ہوا تھا ایک بہت بڑا سانپ اس کو ڈسنے کے لیے اس کے سینے پر پہنچنے والا تھا اتنے میں وہ بچھو مینڈک سے اترا اور سانپ کو جا کر ڈنگ مارا سانپ فوراً مر گیا وہ بچھو واپس مینڈک پر سوار ہو کر نہر میں چلا گیا چنانچہ ذی النون نے اس آدمی کو جگایا اس کو یہ عجیب و غریب قصہ سنایا اس شرابی نے کہا الٰہی! میں تیرا نافرمان بندہ ہوں اس کے باوجود تو اپنے بندے کی کس طرح حفاظت کرتا ہے اگر میں تیری اطاعت کروں تو تو مجھ سے کیا سلوک کرے گا؟ چنانچہ اس نے توبہ کی اور دوبارہ اپنی زندگی میں کسی گناہ کا ارتکاب نہ کیا اور خدا کے خوف سے روتا رہتا تھا۔ [1]

اس کے علاوہ بھی بہت سے تاریخی واقعات ہیں جن سے توبہ کی اہمیت اجاگر ہوتی ہے میں نے یہ چند واقعات جو کہ بعض قرآنی قصص سے اور بعض احادیث نبویہ سے اور بعض بنی اسرائیل کے واقعات سے ماخوذ ہیں، بطور عبرت نقل کئے ہیں ان واقعات میں یا اس کتاب میں جو چیز کتاب اللہ اور سنت رسول کے خلاف ہو اسے ہرگز قبول نہ کریں بلکہ اسے مصنف و مولف کی غلطی سمجھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ میری اور تمام مسلمانوں کی خطاؤں کو معاف فرمائے۔ آمین

﴿ رَبَّنَا لَا تُوَاخِذْنَا اِنْ نَسِيْنَا اَوْ اَخْطَاْنَا ...... ﴾

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلًا وَ آخِرًا وَبِنِعْمَتِهِ تَتِمُّ الصَّالِحَاتُ

عبد الله المذنب فقیر الی الله

محمد عباس صدیق کھوکھر کان الله له

۲۹ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۹ھ ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۸ء

---

[1] کتاب التوابین ابن قدامہ ص: ۲۲۳